بسم اللہ الرحمن الرحیم

العظمۃ للہ



زیر صدارت

عالیجناب [illegible] مآب مولوی سید محی الدین صاحب بی۔ اے بارسٹرایٹ لا ناظم

سررشتہ تعلیمات ممالک محروسہ سرکار عالی



روداد

اجلاس دوم

صدر انجمن اساتذہ صوبہ گلبرگہ شریف

حسب الحکم عالیجناب مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی منصرم صدر مہتمم تعلیمات صوبہ گلبرگہ شریف میر مجلس صدر انجمن اساتذہ

مرتبہ

مولوی محمد عبدالسلام صاحب منشی فاضل معتمد انجمن اساتذہ و ناظر تعلیمات

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن

اسمائے ارکین

مجلس انتظامیہ صدر انجمن اساتذہ صوبہ گلبرگہ شریف

۱ عالیجناب مولوی سجاد مرزا صاحب ایم۔ اے۔ سی۔ ٹی۔ ص۔ مہتمم تعلیمات حال خدمت یاب
عالیجناب مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے (علیگ) ایل۔ ٹی منصرم صدر مہتمم تعلیمات — مربی مجلس

۲۔ جناب مولوی سید معین الدین صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ٹی — مہتمم تعلیمات گلبرگہ — رکن

۳۔ " " محمد عبدالباقی صاحب حانی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی — صدر مدرس فوقانیہ عثمانیہ " — "

۴ " " بال سبرامنیم ایر صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی — صدر مدرس فوقانیہ انگریزی " — "

۵ " " محمد عبدالسلام صاحب انصاری مددگار — مددگار فوقانیہ عثمانیہ " — "

۶ " " نادر الزماں صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی مددگار — " " " " — "

۷ " پنڈت رالے راسکر صاحب — " " " انگریزی " — "

۸ " مولوی عبدالباری صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی — " " عثمانیہ " — "

۹ " پنڈت نرسنگ راؤ صاحب بی۔ اے — " " " " " — "

۱۰ " " وینکٹ رامن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی — " " " " " — "

۱۱ " محمد عبدالسلام صاحب منشی فاضل — ناظر تعلیمات — معتمد

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رپورٹ جلسہ سال دوم صدر انجمن اساتذہ صوبہ گلبرگہ شریف بابتہ ۱۳۳۴ف

تمہید

سال اول کے اختتامی جلسہ پر کافی بحث ومباحثہ کے بعد یہ قرار پایا تھا کہ
سال دوم کے جلسہ کے لئے وقت اور مقام کا تصفیہ ذریعہ مراسلت طے کیا جائے۔ چنانچہ
مہتمم صاحبان تعلیمات ومعتمد صاحبان وانجمنہائے اساتذہ مستقر واضلاع سے ذریعہ مراسلہ نشان
واقع ۲ بہمن سنہ ۱۳۳۴ف دریافت کیا گیا کہ جلسہ آئندہ کن تواریخ میں اور کہاں ہو۔ اس بارے میں
صرف مولوی عبدالستار صاحب صبحانی بی۔ اے صدر مدرس فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ مولوی
سید معین الدین صاحب بی۔ ایس سی مہتمم تعلیمات گلبرگہ اور صدر مدرس صاحب تلجاپور سے ہر
دو امور کا جواب وصول ہوا صدر مدرس صاحبان وسطانیہ گرمٹکال وشوراپور نے صرف تواریخ کے
متعلق جواب دیا۔ صدر مدرس صاحب فوقانیہ عثمانیہ بیدر نے قطعی کے بجائے عام جواب دیا
چونکہ جوابات بہت کم وصول ہوئے تھے لہذا مکرر ذریعہ مراسلہ نشان واقع ۱۲ فروردی ۱۳۳۴ف
جواب طلب کیا گیا۔ اس یاددہی پر بھی بہت کم توجہ ہوئی۔ تاہم یہ قرار پایا کہ جلسہ دوم
بھی یکم و ۲ و ۳ امرداد کو گلبرگہ شریف ہی میں منعقد کیا جائے کیونکہ اضلاع میں اس سے
سردست کافی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ روانگی تحریکات وعنوانات تقاریر ووصولی
چندہ اور اطلاعات قیام ورہائش کے متعلق متعدد گشتیات ومراسلات دفتر معتمدی
انجمن اساتذہ اور محکمہ صدر مہتممی تعلیمات سے جاری ہوئے۔ تحریکات وعنوانات تقاریر
بہت کم وصول ہوئے چندہ تقریباً تمام مدارس ثانویہ سے وصول ہوگیا۔ قیام ورہائش کے

متعلق جنید نے آخری وقت میں اور اکثر نے بعد ورود گلبرگہ اطلاع فرمائی جس کے باعث منتظمین سے بہت زیادہ مہمانوں کو تکلیف ہوئی۔

جلسہ گاہ کے نشست کا انتظام مولوی فاضل محمود حسین صاحب اور سید مخدوم صاحب مددگاران انگریزی ہائی اسکول گلبرگہ نے کمال جانفشانی اور توجہ سے فرمایا۔ آرائش و زیبائش کا انتظام بہت تنگ وقت اور تعطیل میں شمس الدین خانصاحب معلم نقشہ کشی مدرسہ فوقانیہ انگریزی نے متعدد طلبہ سے شب و روز کام لے کر بہت عمدگی سے کیا۔

صدارت جلسہ کے لئے عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب جعفری بی اے آکسن منصرم ناظم تعلیمات سے استدعا کی گئی تھی۔ صاحب موصوف کا دورہ صوبہ گلبرگہ شریف میں حال ہی میں ہوا تھا نیز سرکاری مصروفیتوں اور دورہ اورنگ آباد کے باعث انہون نے اپنے بجائے مولوی سید محی الدین صاحب بی اے بارسٹر ایٹ لا منصرم نائب ناظم تعلیمات کو صدارت جلسہ کے روانہ فرمایا۔

شرکاء کانفرنس کی فہرست ضمیمہ نشان میں درج ہے۔

جلسہ اول

یکم امرداد ۱۳۳۴ف روز شنبہ وقت ۸½ ساعت صبح مقام مدرسۂ فوقانیہ انگریزی گلبرگہ

قرات قرآن مجید سے مولوی محمد عبد العزیز صاحب طالب علم مدرسہ اسلامیہ و امام مسجد روضہ بزرگ نے جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی اے (علیگ) ایل ٹی منصرم صدر مہتمم تعلیمات صوبہ گلبرگہ و ممبر مجلس صدر انجمن اساتذہ نے بحیثیت ممبر مجلس انجمن و صدر مجلس استقبالی ایک تحریری خطبہ پڑھا اور تحریکات کی

توضیح زبانی فرمائی جو صفحات مابعد میں درج ہے۔

خطبہ صدر مجلس استقبالیہ و میر مجلس صدر انجمن اساتذہ صوبہ گلبرگہ

جناب صدر صاحب و معزز حاضرین!

میں اپنی اس ناچیز تقریر کو حضرت شیخ سعدی شیرازی کے اس قطعہ سے شروع کرتا ہوں اور درحقیقت میری کل تقریر کا یہی ماحصل ہے۔

قطعہ

اے خالق ہر بلند و پستی شش چیز عطا بکن زہستی
علم و عمل و فراخ دستی ایمان و امان و تندرستی

اور اگر اس کانفرنس کو اپنے نتائج میں کامیابی حاصل ہوئی تو میں سمجھونگا کہ میری دعا مقبول اور بار آور ہوئی کیونکہ ہمارا سارا مدعا و مطلب علم و عمل ہی ہے۔

حضرات! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے دوبارہ مجھے اس کانفرنس تعلیمی یا انجمن اساتذہ کے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا موقع عطا فرمایا۔ میں اس امر میں بھی آپ کا شکر گذار ہوں کہ باوجود تعطیل موسمی آپ نے خود اپنی ذات سے اخراجات سفر برداشت کرکے اس کانفرنس کے شرکت کی زحمت گوارا فرمائی۔

میں ان مدرسین کا بطور خاص ممنون و مشکور ہوں جنھوں نے باوجود تعطیلات موسمی اپنے آرام و آسائش کا خیال نہ کرکے رات دن کی انتھک انہماک کیساتھ اس کانفرنس اور نمائش تعلیمی کو کامیاب بنانے میں ہر طرح سے جان توڑ کوشش کرکے اپنی تعلیمی دلچسپی ہمدردی و ایثار کا عملی نمونہ دوسرے ایسے اشخاص کیلئے پیش کیا۔ جو محض ترقی و تبدل کے لئے ہی ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں اور جنہیں اپنی حصول تنخواہ سے غرض ہے۔ اپنے مدرسہ کی کامیابی یا ترقی یا اس کی فلاح و بہبودی سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ آپ حضرات کے اس کانفرنس کی شرکت کو میں اس تعلیمی دلچسپی، ایثار

احساس فرائض ہمدردی کا جو کہ ہر مدرس کے خصائص و سرشت میں داخل ہونا چاہیے
[illegible] و معیار کہتا ہوں جو کہ آپ کے اپنے فرائض سے متعلق ہے۔ آپ کو معلوم
ہے کہ ایک شخص کو دوسرے شخص پر یا ایک قوم کو دوسری قوم پر یوں تو مختلف وجوہ و
[illegible] امتیاز و فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر سچ پوچھیے تو حقیقی امتیاز اور
واقعی شرافت کا مستحق واقعی وہ ہو سکتا ہے جس نے علم اور محض علم کی بدولت امتیاز
حاصل کیا ہو۔ خود خداوند کریم فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (جن
لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان کے مرتبہ بلند ہیں) اور اسی لئے علمی جدوجہد انسان کا طغرائے
امتیاز اور سرمایہ ناز ہے۔ اور ہمارے نزدیک تو بنی نوع انسان کو خداوند کریم نے
جو سب سے پہلے کلام مجید کے سب سے پہلی نازل شدہ آیت اِقْرَاْ بِاسْمِ
رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (پڑھو خدا کا نام لیکر جس نے دنیا کو پیدا کیا) سے مخاطب فرمایا ہے
اس کا راز یہی ہے کہ تمام احکام خداوندی میں سب سے زیادہ اہمیت تعلیم اور تعلم کو
ہی حاصل ہے دنیا کی تمام زندہ قوموں نے آخر اس راز کو پالیا حتی کہ موجودہ تہذیب
و تمدن کی ساری عمارت محض تعلیم پر ہی قائم ہے۔ شکر ہے کہ اس مبارک دور عثمانی
ابداللہ تعالی میں ملک دکن نے بھی اس قدیم آواز اور موجودہ زمانہ کے قطعی مسلمہ
اصول اور راز ترقی کا نہایت فراخ دلی کیساتھ استقبال کیا ہے۔ قلمرو آصفی کے ہر
سمت وجہت میں مدارس و مکاتب و کلیات و جامعہ مختلف پیرایوں میں رونما اور
جلوہ گستر ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے لیکن ترقی تعداد مدارس بیکار ہوگی تاوقتیکہ
پہلو بہ پہلو تعلیم بھی عمدہ نہ ہو۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ کوئی ملک اسوقت تک مستقل
و پایدار ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اس ملک کی تعلیمی حالت عمدہ و با اصول
نہ ہو۔ تعلیمی حالت کی بہتری کا انحصار اس ملک کے مدرسین کے زیور علم و فن تعلیم
و تربیت سے آراستگی پر موقوف ہے۔ تاوقتیکہ جملہ مدرسین میں تعلیمی دلچسپی ایثار

وہمدردی ملک و قوم اور جوش وخلوص نہ ہو ملک کی تعلیمی حالت کبھی ترقی نہیں کر سکتی ہمارے ملک میں ہمارے سلطان العلوم سرکار والا تبار اعلیحضرت والا رتبت نواب میر عثمان علیخاں بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ نے اپنے بے نظیر فیاضی علم و رعیت پروری سے کافی تعداد میں مدارس کھولے ہیں۔ گو اسوقت مدرسین کی عام رعیت پروری سے کافی تعداد میں مدارس کھول دئے ہیں۔ مگر اس وقت مدرسین کی عام حالت ایسی نہین ہے کہ ملک جلدی ترقی کر سکے یا دوسری متمدن اقوام کے قدم بقدم چل سکے۔ مدرسین کی حالت کے اصلاح کے لئے سررشتہ تعلیمات ہر طرح سے کوشاں ہے۔ ہر سال ہر ضلع سے ۱۲ یا ۱۵ مدرسین ٹرینڈ کرا دئے جا رہے ہین۔ مگر اوّل تو اس قلیل تعداد سے ملک کی تعلیمی حالت مین مساوات قائم ہو کر اس کی فوری ترقی ممکن نہین ہے۔ دوسرے جو مدرسین کہ ٹرینڈ ہو کر آرہے ہین یا پہلے سے ٹرینڈ ہین وہ اپنی معلومات کو تازہ رکھنے یا وسیع کرنے کے ذرائع سے محروم رہتے ہیں۔ ایسے وقت میں سخت ضرورت تھی کہ مدارس و مکاتب کے معلمین کو فن تعلیم پر غور و خوض کرنے اور اپنی معلومات کو وسعت دینے کا موقع دیا جاتا تاکہ جہاں تک ہو سکے قلیل عرصہ میں کثیر تعلیمی فوائد حاصل کرنے پر قادر ہو سکیں۔ اس لئے اس کانفرنس تعلیمی یا انجمن اساتذہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ جس کا یہ دوسرا سالانہ جلسہ ہے۔ تاکہ اطراف و جوانب کے مدرسین ایک جگہ جمع ہو کر اپنے ذاتی مشاہدوں اور تجربوں سے دوسروں کو واقف بنا کر ایک دوسرے کی معلومات کی وسعت میں مدد دیں۔ اور خود بھی مستفید ہوں۔ اور اسی طرح سے نارمل اسکولوں اور ٹریننگ کالجوں کا کام جو محدود پیمانہ پر ہو رہا ہے اس کو ایک بڑے پیمانہ پر انجام دیکر ملک و قوم کی تعلیمی ترقی کا باعث ہو سکیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اب تعلیم کا فیض عام ہے۔ اور امید کیجاتی ہے کہ چند ہی دنوں میں تعلیم و تدریس کے اصول و فنون میں کل ملک میں صوبہ داری اور ضلع واری کانفرنس ہائے تعلیمی کے انعقاد و قیام سے ایک نمایاں

ترقی اور انقلاب بطرز جدید پیدا ہو جائیگا۔

تاریخہائے کانفرنس کے تعین اور اعلان کے بعد انجمن ہذا نے تحریک کی تھی
کہ جلسۂ ہذا کی صدارت خود عالیجناب ناظم صاحب تعلیمات فرمائیں جو کہ ایک ہمدرد دل
اور فرض شناس طبیعت رکھتے ہیں اور جن کو کار تعلیم سے خاص دلچسپی اور انہماک ہے
جن کا علمی ثبوت صاحب موصوف کے بیش بہا تالیفات اور اجرائی رسالۃ المعلم ہیں۔
مگر بعض مصروفیتوں کی وجہ سے صاحب معز نے مجبوری کا اظہار فرمایا۔ جس کے
بعد جناب مولوی سید محی الدین صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا نائب ناظم تعلیمات
سے مقبولیت صدارت کی استدعا کی گئی۔ اور صاحب موصوف نے ازراہ ہمدردی
منظوری ارباب صدر صدارت کو قبول فرما کر ہم سب کو ممنونیت کا موقع دیا جس کے
ہم تہ دل سے شکر گزار ہیں۔ اور امید ہے کہ ہم سب کو صاحب معز کی زرین رائے
اور قیمتی نصائح و معلومات سے مستفید ہونے کا موقع ملے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ
قیام کانفرنس کے مقاصد سے اہم ترین مقصد یہ ہے کہ ہر سال اوائل سال تعلیمی میں
ایک مرتبہ اس سمت کے تعلیمی کارپرداز اور ذمہ دار افراد سررشتہ اور مدرسین
ایک جگہ جمع ہوں اور انہیں تبادلہ خیالات کا موقع ملے۔ مجھے امید ہے کہ جو قرارداد
آپ یہاں بغلبہ آراء منظور فرماویں گے یقین ہے کہ ان کو عملی جامہ پہنانے کی نسبت
آپ کو خاطر خواہ دلچسپی ہوگی۔ اس کانفرنس کے انعقاد سے میرا یہ منشا نہیں ہے کہ
اس میں تعلیم کے نظری اصول کی نسبت طول طویل مضامین لکھکر پڑھے جاویں
یا محض زبانی دھواں دھار تقریریں ہوں جن کو ایک کان سے سن کر دوسرے
کان سے اڑا دیا جائے۔ بلکہ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ ہم ان تعلیمی اور انتظامی
معاملات پر غور کریں جو عملی طور پر ہمارے انجام فرائض سے متعلق ہیں اور جن پر
عمل پیرا ہوکر ہم سب حسب صراحت بالا ترقیات حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں

اس لئے میں کسی طول طویل افتتاحیہ یا تقریر سے آپکا وقت ضائع نہ کرونگا۔ بلکہ اختصار کے ساتھ گزشتہ کانفرنس کے ایک سالہ نتائج کو آپ کے سامنے پیش کرونگا۔ تاکہ آپ غور کریں کہ جو دشواریاں فی الوقت عملی طور پر ہمارے عمدہ و کامیاب انصرام فرائض اور رفع مشکلات سے متعلق ہیں انہیں کسی طرح سے ادا کیا جا سکتا ہے۔

سال گزشتہ جو تحریکات و مسائل و تقاریر کانفرنس میں پیش ہوئی تھیں وہ درج ذیل ہیں جو بجائے خود اسقدر اہم اور طے شدہ ہیں کہ اُن کی نسبت کچھہ اور کہنا بے سود ہے البتہ یہ تحریکات آپ حضرات کے عمل اور غور مکرر کے محتاج ہیں۔

(۱) خطاطی پر تختی (۲) امداد گمیس فنڈ مستقر (۳) تقریر سائنس۔ (۴) تقریر دینیات (۵) تقریر ہندو مذہبی تعلیم (۶) تقریر السنہ جدید۔ (۷) ترویج دیسی کاغذ پیڈ و دوات (۸) ترمیم دستور العمل مدرسین (۹) تعلیم خطاطی و خوش نویسی (۱۰) توجہ بر تعلیم معلومات دیہی (۱۱) اصلاح تختہ ماہانہ۔ (۱۲) وظایف (۱۳) نگرانی تعلیمات بر مدارس صنعت و حرفت (۱۴) اصلاح کتب نصاب دینیات (۱۵) تقرر فرائض مدرسین (۱۶) سیٹ سسٹم (طریقہ تعلیم یکجائی) (۱۷) اصلاح تعطیلات (۱۸) خریدی سلائڈز (نقشہ جات طلسمی فانوس) رقمی تین سو روپیہ (۱۹) دیسی کھیل (۲۰) امتحان تحتانیہ (۲۱) منظوری اخراجات اسناد (۲۲) اطلاع نتائج کانفرنس۔ (۲۳) قیام ذیلی مجلس ترمیم نصاب (۲۴) شرکت مدرسین کامیاب اف اے عثمانیہ در امتحان بی اے (۲۵) تقریر حفظان صحت (۲۶) تقریر اتحاد العمل (۲۷) تقریر نمائش تعلیمی۔

(۱) تختیوں پر خطاطی کے متعلق جو عملی کام ہوا ہے۔ اس میں کافی کامیابی ہوئی ہے۔ مدرسین کا خط مابہ الامتیاز ہونا چاہئے (۲) جاپان کی ترقی کا راز بہت کم مدت میں سائنس کی تعلیم کی عام ترویج ذریعہ ہوا ہے۔ وہاں

ابتدائی جماعتوں سے سائنس لازمی ہے (۳) دینیات کی تعلیم کے متعلق بے عملی
کے اعتراضات ہوتے ہیں۔ طلبہ میں خود تقلید و عمل کا مادہ بہت کافی ہوتا ہے
ان کی رہنمائی کے لئے خود مدرس کا مجسم نمونہ پیش نظر ہونا باعث کامیابی ہو سکتا ہے
(۴) ہندو مذہبی تعلیم کے لئے بھی اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ (۵) دیسی کاغذ کے
متعلق جدید احکام کی رو سے ہم خود دیسی کاغذ سرکاری کام کے لئے خرید نہیں سکتے۔
لہذا خود سرکاری ڈپو ہیں دیسی صنائع اور کاغذ وغیرہ کی سرپرستی کی جانا چاہیئے
البتہ دوسرے اغراض و مقاصد کے لئے اس کی خرید و فروخت کو ترقی دیکتے
ہیں (۶) ترمیم دستور العمل مدرسین کے متعلق سواد فراہم ہو رہا ہے (۷)
خوش نویسی کے متعلق معمولی توجہ ہوئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس پر مکرر
غور کیا جائیگا۔ (۸) معلومات دیہی کے متعلق میں اپنے سات آٹھ سالہ
معائنہ مدارس کے تجربہ کے لحاظ سے کہہ سکتا ہوں کہ اس پر بہت کم توجہ
ہوتی ہے یا ہوتی ہی نہیں خود مدرسین اس سے ناواقف ہوتے ہیں۔ معلومات
دیہی سے مطلب فصل و غلہ و زمینات وغیرہ کے حالات ہیں یہ تحریک
اس سال پھر کانفرنس کے تحریکات میں شامل کی گئی ہے۔ نصاب تعلیم
میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ (۹) تختہ ماہانہ کا جدید سرکاری نمونہ
تیار ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ اسکی ترویج کے بعد بہت سی مشکلات میں کمی
ہو جاوے گی (۱۰) نگرانی مدارس صنعت و حرفت ہماری صنعت و حرفت
دستی مشاغل کے ضمن میں توجہ ہونا چاہیئے جو صنعت و حرفت کی تعلیم کی
ابتدائی سیڑھی یا بنیاد ہے (۱۱) ترمیم و اصلاح نصاب تعلیم کے لئے مراسلت
جاری ہے (۱۲) فرائض مدرسین۔ انمیں محنت و خلوص محبت و اتحاد
باہمی اور رواداری و ایثار کا مادہ ہونا چاہیئے (۱۳) دیسی کھیل کے نمونہ

اس سال پروگرام میں رکھے گئے ہیں جن کے متعلق مزید معلومات المواربازیچہ ڈرل بک سے حاصل کرکے اُن کو جاری کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے (۱۴) تحتانی امتحان اب موقوف ہوچکا ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنا بیکار ہے۔

اس خصوص میں سب سے اہم مسئلہ ہر شخص کی خود اپنی فرض شناسی ہے جن کے بغیر دنیا کا کوئی کام عمدگی سے انجام نہیں پاسکتا۔ مجھے افسوس ہے کہ ہم میں اس کا بڑا فقدان ہے۔ جب تک کہ سررشتہ کے ہر فرد کو اپنی فرائض و ذمہ داری کا کامل احساس نہ ہو اور وہ صداقت اور ایمانداری کو اپنا دستور العمل نہ بنائے ہماری ترقی ناممکن ہے۔ بلکہ اسی کا عدم احساس ہمارے ملک میں تنزل اور پستی کی بڑی وجہ ہے۔ قبل اس کے میں اپنی تقریر ختم کروں مجھے یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدارس کے طریقۂ تعلیم کے اصلاح کی جانب جیسی چاہیئے ہماری توجہ نہیں ہے۔ سال گزشتہ بھی کانفرنس ہذا نے اصلاح تعلیم کی نسبت چند تجاویز منظور کی تھیں اور سال حال بھی متعدد تجاویز زیر غور و شریک پروگرام ہیں۔ مگر مثل سابق اگر ان تجاویز کو اس کمرہ کے اندر راستہ ہی میں جھٹک کر چھوڑ دیا گیا تو پھر ہماری ساری محنت رائیگاں جائے گی۔ بلکہ خود آپ حضرات کی ساری زحمت کشی بھی برباد ہوا ہو گی۔ اس کی سخت ضرورت ہے کہ ایک چھوٹے پیمانہ پر جو کچھ کہ یہاں ہو رہا ہے۔ اس کا تسلسل مدارس میں بھی برابر جاری رہے۔ یعنی اوّل یہ کہ ہر مدرسہ میں باضابطہ انجمن اساتذہ قائم کیجائے جن کے ہفتہ واری یا دو ہفتہ بعد جلسہ برابر منعقد ہوا کریں اور اسکی باضابطہ روداد رکھی جائے۔ اور جن مدارس میں مدرسین ان ٹرینڈ ہیں وہاں کے مدرسین جو ٹرینڈ ہوں وہ اپنے ان ٹرینڈ بھائیوں کو طریقہ تعلیم سے واقف کرائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہر مدرسہ میں ایک چھوٹی سی لائبریری

قائم کی جائے۔ جن میں فن تعلیم کے جملہ ضروری کتب و آلات فراہم و مہیا کئے جائیں۔ دوسرے یہ کہ عہدہ داران معائنہ کنندہ مناسب مرکزی مقامات پر مستقر اور دورہ میں مدرسین کو جمع کریں۔ اور طریقہ تعلیم بتائیں اور نمونہ کے اسباق دیں اور دلائیں۔ اور ایسے مواقع پر ان سب مدرسین کو بلائیں جو اندرون دس میل ہوں۔ حسب احکام معائنہ ہر حلقہ انجمن میں زیر نگرانی ناظر صاحبان سالانہ دو جلسہ ہوں جن میں جن کا تعین ضلع واری کر کے پہلے سے ان کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔ تیسرے یہ کہ ایسے نارمل کلاس یا جلسہ اساتذہ مدارس وسطانیہ میں بالالتزام ماہانہ دو بار ہوا کریں۔ قریب کے مدارس تحتانیہ کے مدرسین کو بھی اس کی اطلاع دی جایا کرے۔ اور اس کی باضابطہ روداد یں اور حاضری درج رجسٹر ہوا کریں۔ چوتھے یہ کہ مثل نمائش تعلیمی مستقر صوبۂ ہذا ہر مدرسہ میں علیحدہ ایک نمائش گاہ قائم ہونا چاہیئے۔ جس میں مدرسین و طلبہ ہر دو عملی حصہ لے سکتے ہیں۔ اس موضوع پر سال گذشتہ بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مدارس نے جیسی چاہیئے اس جانب کافی توجہ نہیں کی۔ صرف معدودے چند مقامات سے دستکاری کا نمایشی سامان وصول ہوا ہے۔ اور کسی مدرسہ سے ابھی مقامی نمائش گاہ کے قیام کی اطلاع وصول نہیں ہوئی۔ امید ہے کہ اس سال اس پر خاص توجہ کیجائے گی۔ میں آخر میں آپ سب سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ سب حضرات جو دور و دراز مقامات سے اپنی گاڑھی کمائی خرچ کر کے اور سفر کی دقتیں اور زحمتیں اٹھا کر یہاں پر تشریف لائے ہیں بطیب خاطر اور خلوص دل سے کانفرنس میں شریک ہوں۔ اور اس میں حصہ لیں۔ خاموشی اور ضبط و انتظام قائم رکھیں۔ اور خدا سے دعا کریں کہ ہم سب کو ہمت و استقلال عطا فرمائے۔ اور یہ کہ جن ارادوں سے آج ہم

یہاں جمع ہوئے اس پر ہمیشہ قائم رہیں اور ہال سے باہر ہوتے ہی ہمارا جوش فرد او
ہمدردی کم نہ ہو جائے اور جو کچھ ہم یہاں سنیں و کچھیں اور بھالیں اس کی یاد ہم اپنے
ساتھ لیجائیں۔ اور اس سے خود بھی مستفید ہوں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچائیں
خداوند کریم ہم سب کو اُن پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نیک عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خطبۂ افتتاحیہ کے ختم ہونے کے بعد محمد عبد السلام "منشی فاضل" دارالعلوم بلدہ
معتمد انجمن اساتذہ نے مولوی سید محی الدین صاحب کی سادگی و دلدادگی مشرقی معاشرت
توجہ زبان اردو پابندی صوم و صلوٰۃ اور شرکت و تقاریر در حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس
و مسلم ایجوکیشنل کانفرنس و جملہ دیگر تحریکات تعلیمی و تفصیلی کا حوالہ دیتے ہوئے صدارت صاحب
موصوف کی تحریک کی جس کی تائید کرتے ہوئے مولوی سید معین الدین صاحب بی۔ ایس۔ سی
بی۔ ٹی۔ مہتمم تعلیمات نے بیان کیا کہ اس تحریک کی بسر تائید کریں گے صاحب
موصوف کی تکلیف کا ہم سب کو ممنون و مشکور ہونا چاہیئے وہ ہم کو اپنی بیش بہا
معلومات اور تجربہ سے مستفید فرمائیں گے۔ ان کے معلومات خود ایسے وسیع
و روشن ہیں کہ وہ مختلف کانفرنسوں میں شریک ہو چکے ہیں۔ انگلینڈ کی
تعلیم کا بھی تجربہ رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ ہمارے کانفرنس کے یہ اجلاس کامیابی
کے ساتھ انجام پذیر ہوں گے۔ جن مسائل کے عمل پذیر کرنے میں مشکلات سد راہ
ہو گئے۔ توقع کیجاتی اور توقع ہے کہ ان کے حل کرنے میں وہ ہمارا ہاتھ
بٹائیں گے۔ اب میں بصد مسرت تمام اس تحریک کی تائید کرتا ہوں۔

تحریک و تائید کے بعد تصفیق کی آوازوں میں جناب مولوی سید محی الدین صاحب
بی۔ اے۔ بارسٹرایٹ لا نائب ناظم تعلیمات نے پلیٹ فارم پر تشریف لاکر
کرسی صدارت کو زینت دی اور حاضرین کو اپنا تحریری خطبۂ صدارت سنا کر

حاضرین کو ممنون فرمایا۔

خطبۂ صدارت

معزز حاضرین۔

صدر انجمن اساتذہ صوبۂ گلبرگہ شریف کا یہ دوسرا سالانہ جلسہ ہے۔ اور اس کی صدارت کے لئے انجمن اور جناب ستودہ صفات ناظم صاحب تعلیمات نے میرا انتخاب فرمایا۔ اور عالیجناب نواب صدر اعظم صاحب بہادر نے اسکی اجازت مرحمت فرمائی۔ صدارت کی خدمت خواہ کسی جلسہ کی ہو نہایت اہم اور ذمہ داری کی ہے۔ جو اعزاز اس حقیر کو بخشا گیا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ میں اُس کا اپنے کو اہل ثابت کروں۔ جن اغراض کے لئے یہ اجلاس کیا جا رہا ہے اس کی کامیاب بنانے میں مجھے امید ہے کہ آپ میرا ہاتھ بٹائینگے۔ اور اس ضعیف البنیان کی کوئی کمزوری ظاہر ہو تو اُس سے چشم پوشی فرمائینگے۔

تمام دنیا میں آج کل تعلیم کا چرچا ہو رہا ہے اور ہر طرف سے یہی آواز آرہی ہے کہ تعلیم کو عام کیا جائے۔ بغیر تعلیم زندگی دشوار ہے۔ مغربی ممالک یعنی یورپ اور سلطنت ہائے متحدہ امریکہ کی حالت پر سرسری نظر دوڑائے تو معلوم ہوگا کہ وہاں مشکل سے ایک متنفس بھی ایسا نہ ہوگا جس پر لفظ "جاہل" کا اطلاق ہو سکے۔ قریب قریب سو فی صدی لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ یعنی کم سے کم نوشت وخواند سے واقف ہیں۔ ایشیا میں اگر جاپان کے حالات پڑھیئے تو معلوم ہوگا کہ گذشتہ نصف صدی کے قلیل زمانہ میں تعلیم میں بہت بڑی ترقی ہوئی ہے۔ اور جاپان میں شاید ہی کوئی گاؤں یا شہر کا کوئی محلہ ایسا ہوگا جہاں کوئی مدرسہ یا تعلیم گاہ نہ ہو۔ اور وہ بھی معمولی نہیں بلکہ اعلیٰ پیمانہ پر۔ ہندوستان میں بھی تعلیم کا

احساس اب پورا ہو گیا ہے۔ حکومت اور قوم دونوں اس کو بخوبی سمجھ رہے ہیں
کہ بغیر تعلیم نہ تو حکومت ہی مضبوط ہو سکتی ہے اور نہ قومیں ترقی کر سکتی ہیں۔ ممالک
محروسہ سرکار عالی میں گزشتہ بارہ سال کی تعلیمی حالت کو ملاحظہ فرمائیے کہ رفتار ترقی
یہاں کیسی رہی۔ آپ سرسری طور پر بھی دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ اگر ہم یہ کہیں تو
بالکل مبالغہ نہ ہو گا کہ علم کی روشنی بلا امتیاز قومیت و ملت ممالک محروسہ سرکار عالی
کے ہر ہر گھر میں پہونچ رہی ہے۔ تعلیم اس قدر عام اور سستی کر دی گئی کہ ہندوستان
کے کسی علاقہ کو یہ بات نصیب نہیں ہے۔ اور یہ سب ہمارے آقائے ولی نعمت
حضرت اقدس و اعلیٰ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی معارف نواز شاہانہ فکر بلند و تدبیر عمیق کا ادنیٰ
نتیجہ ہے۔ جس نے کہ دکن کی فضا کو آج علم و حکمت کی روح افزا اور دماغ پرور روشنیوں سے
معمور کر دیا ہے۔ واقعی حضرت ظل سبحانی (اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ حضرت کے
ساتھ رہے) کو جو خیال اپنی رعایا کے فلاح و بہبود کا ہے اس کا یہ ایک ادنیٰ
ثبوت ہے کہ حضرت کے زمانہ میں علم کی بیش بہا نعمت سے ہر کہ و مہ، ادنیٰ و اعلیٰ
مستفید ہو رہا ہے۔ اور یہ وہ حقیقت صادقہ ہے جس کا آج دنیا اقرار
کر رہی ہے۔ دکن کا یہی وہ عہد شاداب ہے کہ جس دور ہمایوں میں ابتدائی تعلیم
بالکل مفت کر دی گئی ہے۔ اور دوسری جانب حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں
اعلیٰ تعلیم کے لئے عثمانیہ یونیورسٹی قایم کر دی گئی ہے۔ جو یوماً فیوماً ترقی کر رہی ہے
اور اپنا دائرہ سرعت کے ساتھ وسیع کرتی جاتی ہے۔ ہم کو سب سے
پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے کہ ہم لوگ نہایت امن کے ساتھ اس سلطنت میں
زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ہم لوگ ایسے بادشاہ کی رعایا ہیں۔ جنکی برابر
یہی کوشش ہے کہ رعایا سے جہالت کی ظلمت دور ہو، علم کا نور ان کے
سینوں میں چمکے اور تمام قومیں بلا امتیاز قوم و مذہب ترقی کریں۔ اور متمدنہ

قوموں کے دوش بدوش ہو کر چلیں۔ اور دنیا میں انسان پر جو ذمہ داریاں اللہ تعالےٰ
نے رکھی ہیں۔ ان کو کما حقہ پورا کریں ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانْ
حسب ہمارے آقائے ولی نعمت کا ہم سب پر اس قدر احسان ہے تو ہم پر بھی یہ فرض
ہے کہ حضرت کی نہایت وفادار رعایا بن کر رہیں۔ اور حضرت کی درازی عمر اور
اقبال کی دعا کے ساتھ بارگاہ کبریائی میں برابر دعاگو رہیں کہ بادشاہ اور رعایا کے
تعلقات ہمیشہ مخلصانہ رہیں۔ اور حضرت کی نظر عنایت اور رعب شاہانہ اپنی
رعایا پر قائم و دائم رہے آمین ثم آمین۔

دنیا میں جیسے جیسے تعلیم پھیلتی جاتی ہے۔ ویسے ہی طریقہ تعلیم کے متعلق
بھی بعد تجربات و مشاہدات نئی نئی کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ اور طریقہ تعلیم ایک
مستقل اور نہایت اہم سائنس ہو گیا ہے۔ اسی غرض سے ٹرننگ اسکول اور
کالج قایم کئے جاتے ہیں۔ تاکہ اس سائنس کی خاص تعلیم دی جائے۔ اب تک تو
یہ خیال تھا کہ ہر شخص اُستاد بن سکتا ہے۔ مگر میرے خیال میں اچھا اُستاد بننا بہت
دشوار ہے۔ استاد کو اس کا پورے طریقہ پر علم ہونا چاہیئے کہ کمسن طلبہ کا احساسات
کیا ہوتے ہیں۔ اُن کی تعلیم کی ابتدا کس طرح کی جائے۔ حتی الوسع اُن کے دماغ کو
مقید نہ کیا جائے۔ بلکہ جو چیزیں اون کو زیادہ دلچسپ معلوم ہوں اُن کی جانب
اُن کا رجحان پھیر دیا جائے۔ اور اون کو ایک حد تک آزاد رکھا جائے کمسن
بچوں کے دماغ میں اُستاد کی جانب سے ڈر یا خوف جاگزین نہ ہونا چاہیئے بلکہ
اُس کی جانب محبت پیدا ہونی چاہیئے۔ اور بچوں کو استاد سے ایسا انس ہونا چاہیئے
جیسا کہ ماں باپ یا دوسرے قریب کے اعزہ سے جن سے وہ روزانہ ملتے
جلتے ہیں۔ جو پرانا طریقہ کہ ہندوستان میں رائج ہے یعنی الف با پڑھادی یا
گنتی سکھادی۔ اور ڈر یا مار کے زور سے اسکو رٹا دیا یا یاد کرا دیا۔ تجربہ نے ثابت

کر دیا ہے کہ یہ طریقہ بہت نقصان دہ ہے۔ اور بچوں کے دماغ پر اس کا اچھا اثر نہیں پڑتا۔ اس کے بعد ذرا بڑی عمر کے طلبہ کو لیجیئے یعنی آٹھ برس کی عمر سے بارہ تیرہ برس کی عمر تک کے بچوں کو اُن طلبہ کے ساتھ استاد کا برتاؤ ذرا مختلف ہونا چاہیئے۔ اس عمر میں بچوں کو درس کے علاوہ اس کی کوشش ہونی چاہیئے کہ ان میں مشاہدہ کی قوت زیادہ ہو۔ ان کے اسباق دلچسپ بنائے جائیں۔ انکو اس کا عادی کیا جائے کہ وہ خود شوق سے کتابوں کا مطالعہ کریں۔ جن مضامین کی طرف زیادہ کسی طالب علم کا رجحان ہو ان کی جانب استادوں کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اور جن مضامین سے کسی طالب علم کو کم دلچسپی ہو۔ ان کو مشکل کر کے نہ دکھایا جائے۔ بلکہ ایسے طالب علم کے سامنے ان کو آسان کر کے پیش کیا جائے بعد ازاں تیرہ برس کی عمر سے لے کر سترہ اٹھارہ برس کی عمر تک لڑکے لیجیئے طلبہ کے اصل نمو کا زمانہ یہی ہے۔ اور اس زمانہ میں جو عادات و خصائل جاگزین ہو جاتے ہیں ان کا بعد میں نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ عام طور پر لڑکوں کا دماغ اور انکی طبیعت متجسس ہوتی ہے۔ اس عمر میں بھی وہ استاد سے سوالات کرتے ہیں اور ہر چیز کی کنہہ کو پہونچنا اور معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ استادوں کو ایسے سوالات روکنا نہیں چاہیئے بلکہ طلبہ کو تشفی بخش جوابات دینے چاہیئیں اور کوشش کرنی چاہیئے کہ جس چیز کے متعلق وہ دریافت کرتے ہیں اوس کا اُن کو شافی جواب ملجائے۔ اور ان کی تسکین ہو جائے۔ استادوں کو چاہیئے کہ خود اُن کے اخلاق اور اطوار عمدہ اور قابل مثال ہوں۔ اس لئے کہ استادوں کا اثر طلبہ پر بہت ہوتا ہے۔ جیسا استادوں کو وہ کرتے دیکھیں گے۔ طلبہ بھی اس کی نقل و تقلید کریں گے۔ سچ کے متعلق مضامین پڑھانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک کہ خود استاد کا اُس پر عمل نہ ہو۔ وقت کی پابندی کے متعلق

لڑکوں کو نصیحت کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک اساتذہ خود اسکی پابندی نہ کریں۔ اگر استاد وقت پر مدرسہ آئیں اور وقت کے ساتھ درجے اور کلاسوں میں جائیں تو طلبہ بھی اس کی کوشش کریں گے کہ وہ بھی وقت پر جائیں طلبہ کو سگریٹ اور بیڑی پینے کی ممانعت کرنا لاحاصل ہے۔ اگر خود اساتذہ عام طور پر ان چیزوں کا استعمال کرتے ہوں۔ طلبہ کے دل میں یہ بات ضرور آئے گی کہ عجیب استاد ہیں مجھے تو ان چیزوں کے استعمال سے روکتے ہیں اور خود برابر پیتے ہیں۔ اساتذہ کے جملہ عادات و اطوار کا اثر طلبہ پر بہت ہوتا ہے اگر اساتذہ عمدہ نمونہ پیش کریں گے تو طلبہ میں بھی اچھے عادات و اخلاق خود بخود جاگزین ہونگے۔ اس کی سعی ہونی چاہیئے کہ اساتذہ کی حقیقی وقعت انکی عظمت اور مخلصانہ رعب طلبہ کے دل میں جگہ پکڑے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ اساتذہ کی ذمہ داری بہت بڑی ہے۔ نونہالان ملک کی تربیت و تعلیم ان کے ذمہ ہے ماں باپ تو صرف کمسنی میں نگران رہتے ہیں مگر جہاں لڑکے ذرا بڑے ہوئے اور ان میں سمجھ اور تمیز آنا شروع ہوئی کہ اساتذہ کے ہاتھ میں ان کے قسمت کی باگ دیدی گئی۔ اب یہ اساتذہ کے اختیار میں ہے کہ ان کو اچھے اخلاق اور عمدہ صفات کا انسان بنائیں یا مذموم عادات و اطوار کا۔ علم کے ساتھ ساتھ۔ ادب۔ تمیز۔ اخلاق کی بناء اگر ابتدا ہی سے نہیں ڈالی جائے گی تو آگے چل کر کیا امید ہو سکتی ہے۔ دنیا میں جتنے پیشہ ہیں ان سب میں تعلیم و معلم کا پیشہ سب سے زیادہ وقیع۔ سب سے زیادہ ارفع اور سب سے زیادہ اعلیٰ ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ عوام میں یہ خیال ہے کہ معلمی کا پیشہ بہت معمولی ہے اور جب انسان کسی دوسری طرح کسب معاش نہیں کرسکتا تو اس میں داخل ہوتا ہے۔ گو عملی طور پر اس ملک میں یہ خیال ایک حد تک صحیح بھی ہو۔ مگر آپ خود

غور فرمائیں کہ ایسا پیشہ اور ایسے افراد جن کے ہاتھ میں ہم اپنے لخت جگر کی تربیت
و تعلیم سپرد کرتے ہیں۔ جن کو پورا اختیار دیتے ہیں کہ وہ جس طرح چاہیں انکے
اخلاق و اطوار کو بنائیں۔ جن کے ہاتھ میں آیندہ نسلوں کا سنوارنا اور بگاڑنا ہے
اور یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ جن کے ہاتھ میں سارے ملک اور کل قوموں کی قسمت
دیدی گئی ہے۔ کیا ایسے لوگ یا ان کا پیشہ ذلیل یا معمولی ہو سکتا ہے۔ ہرگز
نہیں۔ ہاں۔ مگر اس اعلیٰ منصب اور عزت کے ساتھ اساتذہ اور اس پیشہ
کی بھی ذمہ داریاں ہیں۔ اس گروہ کو بھی اپنے کو ایسا ہی ثابت کرنا چاہیے
ان کے اخلاق، عادات، اطوار۔ چال ڈھلن بھی نہایت اعلیٰ ہونے چاہئیں
اگر اس پیشہ کی عزت ملک میں قایم کرنا ہے تو اپنے اخلاق درست کرو۔ اور
ایسے جوہر پیدا کرو جو دوسروں میں نہیں ہیں۔ جن کے رتبہ ہیں سوا انکو مشکل ہے
جب اتنی بڑی ذمہ داری کی خدمت ملی ہے تو اس کا اہل بھی بننا چاہیئے۔
اساتذہ میں ایسے صفات ہونے چاہئیں جن کی وجہ سے خود بخود ان کی
عزت کی جائے۔ اور لوگ ان کی توقیر کرنے پر مجبور ہوں۔ یہ نوٹ ہر ہے
کہ مالی منفعت جس طرح اور پیشوں میں مثلاً تجارت۔ وکالت۔ زراعت۔ صنعت
و حرفت یا خود ملازمتوں جو مختلف سررشتہ ہیں ان کے اعتبار سے معلمی میں
منفعت نہیں ہے مگر دنیا میں صرف دولت یا مال ہی ایک چیز عزت کی نہیں ہے
بلکہ حقیقی عزت اور وقعت عمدہ اخلاق سے پیدا ہوتی ہے۔ اس میں شبہ
نہیں ہے کہ مغربی تمدن نے مادیت اور حصول مال کی طرف لوگوں کے
رجحان کو بہت پھیر دیا ہے۔ اور تمام قومیں اسی کی جانب دوڑی چلی جارہی
ہیں۔ دولتمند ملکوں کے حالات کو ملاحظہ فرمایئے تو معلوم ہوگا کہ امریکہ میں
جتنی دولت ہے اس وقت اور کہیں اتنی نہیں۔ اس کے بعد انگلستان

اور فرانس کا نمبر آتا ہے۔ مگر کیا اتنی دولت ہونے کے بعد بھی ان کی پیاس بجھی؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ برابر هَلْ مِنْ مَزِيْد پر عمل ہے۔ نئے نئے ملکوں سے تجارت کی جاتی ہے۔ نئے نئے اختراعات ہوتے ہیں۔ اور نئے نئے طریقے دوسرے ملکوں سے دولت کھینچنے کے ایجاد ہوتے ہیں۔ زندگی اس کا نام نہیں۔ بلکہ اس کی کوشش ہونی چاہیئے کہ انسان میں قناعت و تسکین اور صحیح معنوں میں خوشی پیدا ہو۔ اور اپنا مقصد زندگی صبر و استقلال اور استقامت کے ساتھ حاصل ہو۔ ہم کو سادہ زندگی اور اعلیٰ خیالات کے طرف جانا چاہیئے۔

اور اساتذہ کو اس پر کاربند ہونا چاہیئے۔ اگر وہ اپنی زندگی کو نہایت سادہ بنانے میں کامیاب ہوجائیں تو انہوں نے اصلی زندگی کو حاصل کرلیا۔ وہ موجودہ دولت کے حصول کی کوشش سے بالکل مستغنی ہوجائیں گے اور اپنی زندگی نہایت آرام سے بسر کرسکیں گے اور اس کے ساتھ قوم اور ملک کی طرز زندگی کو عمدہ نمونہ میں بدل دیں گے۔ اگر اساتذہ موجودہ زمانہ کے عام طرز زندگی کی اتباع کی کوشش کریں گے تو اس میں ان کو کسی طرح کی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس لیئے کہ اولاً تو ان کے پاس اتنی دولت نہیں ہوگی کہ موجودہ زمانہ کے آرام و آسائش کے لیئے کافی سامان مہیا کرسکیں اور دوسرے لوگوں کا اس میدان میں مقابلہ کرسکیں۔ ہمیشہ اسی فکر میں غلطاں و پیچاں رہیں گے اور کبھی اپنے کام کی طرف متوجہ نہیں ہونگے۔ اور نہ ان کو کبھی حقیقی خوشی و راحت حاصل ہوگی۔ جب اساتذہ سادہ زندگی کے عادی ہوجائیں گے تو ان کو زیادہ دولت حاصل کرنے کا خیال نہیں ہوگا اور وہ قناعت کے ساتھ اپنے کام کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور

ان میں خودداری پیدا نہ ہوگی۔ اور وہ خود اس کو محسوس کرینگے کہ ان کے ضروریات کم ہیں۔ اور وہ نہایت آرام سے زندگی بسر کرنے میں۔ اس کا اثر طلبہ پر بھی ضرور پڑے گا۔ اور اس طرح سے ملک میں ایک اچھی طرز زندگی کی بنیاد پڑیگی۔

اساتذہ طلبہ کے نہ صرف ذہنی و دماغی قوی کے محافظ و نگران واہیہیں بلکہ روحانی اور جسمانی قوی کے بھی۔ صرف پڑھانا ان کے فرائض میں نہیں ہے بلکہ اچھے اخلاق اور عمدہ صفات کا ان میں پیدا کرنا نیز ان کو ایک تندرست اور مضبوط فرد قوم و ملک بنانا۔ طلبہ میں اچھے جوہر پیدا کرنے کی کوشش ہونی چاہیئے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور خدا کی ہستی کے متعلق انکو بتانا چاہیئے اور اُس کا شکر کرنا سکھانا چاہیئے۔ اگر طالب علم مُسلِم ہے تو اسلام کے اُصول ذہن نشین کیئے جائیں۔ ورنہ جس مذہب کا ہے اس کے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر یا اس کی عبادت کرنا تو ہر مذہب نے فرض کیا ہے۔ اس میں کہیں اختلاف نہیں۔ بعد ازاں میں ماں باپ کا ادب اور ان کے ساتھ احسان کرنا سکھایا جائے۔ اور اس کے بعد اپنے بادشاہ اور ملک کے حقوق بتائے جائیں کہ بادشاہ اور سلطنت کی جانب سے کیا فائدہ ہیں۔ اس کے بعد استاد کا ادب اور اس کے حقوق آپس میں اور عام بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کرنا اور اتفاق کے فوائد ظاہر کیئے جائیں۔ اساتذہ عصبیت اور مختلف قوموں کے مذہبی تعصب کو مٹانے کی سعی کریں۔ جب تک اتحاد اور اتفاق طلبہ میں آپس میں نہیں کیا جائیگا کبھی صحیح تعلیم نہیں ہوسکتی۔ یورپ میں دیکھیئے کہ ملک و مالک کے لئے ہر شخص ہر طرح کا ایثار کرنے کو تیار رہتا ہے۔ جاپان میں بادشاہ ہر چیز پر مقدم ہے۔ وہاں مذہب ہے تو بادشاہ ہے اور ملک ہے تو بادشاہ ہے اور ایمان ہے تو بادشاہ ہے۔ بادشاہ کے خلاف کوئی جاپانی کوئی بات سننے کو تیار نہیں۔

حتیٰ کہ اس کی تصویر کی اتنی عزت کیجاتی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ جاپانیوں کی ترقی کا راز اسی میں پنہاں ہے کہ ان میں شکر کا مادہ بہت پختہ ہے۔ اتحاد اتفاق کبھی قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ مقصد ایک نہ ہو۔ اور مقصد اسی وقت ایک ہوگا جبکہ ہم اس کو ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ ہمارے بادشاہ نے ہم پر کیا کیا احسانات کئے ہیں۔ اور ہمارے لئے کیا کیا آسانیاں بہم پہونچائی ہیں۔ جب مقصد ایک ہوگا تو اتحاد و اتفاق بھی ہوگا۔ آج کل اس کی بہت سخت ضرورت ہے کہ آپس میں اور خصوصاً طلبہ میں چاہے مسلم ہوں یا ہندو۔ سکھ یا عیسائی ہوں یا پارسی۔ عیسائی ہو یا کوئی اور مذہب کا ہمدردی پیدا کی جائے۔ اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ بھلا یورپ کے ممالک میں جہاں مختلف فرقوں اور مذہبوں کے لوگ آباد ہیں آپس میں اتحاد ہو جائے اور ہم جو یہاں صدیوں سے رہتے، ایک ہی ملک میں تجارت اور زراعت کرتے اور یہیں مرتے جیتے ہیں اتحاد و اتفاق نہ ہو سکے کس قدر شرم کی بات ہے کہ ہندوستان کی باہر کی قومیں ہم پر ہنستی ہیں۔ اور ہم اس کے ارتفاع کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر ہمارے اساتذہ پوری کوشش کریں اور طلبہ میں اتحاد و اتفاق کی روح پیدا کریں تو یہ مسئلہ بآسانی حل ہو سکتا ہے اس انجمن اساتذہ کے قواعد و اغراض میں پہلے یہ درج ہے کہ مدرسین میں آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا جائے۔ جب تک مدرسین میں آپس میں اتحاد نہ ہوگا کبھی مدرسہ عمدگی سے نہیں چل سکتا اور طلبہ میں بھی اس کا اثر اچھا نہیں پڑے گا۔ اساتذہ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور سب کا مطمع نظر اور مقصد ایک ہی ہے۔ اساتذہ کو اس کا ابتدا ہی سے خیال ہونا چاہیئے کہ طلبہ میں ہمت محبت خودداری بلند حوصلگی شجاعت بہادری اور سچ بولنے

کی عادت ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب کا پکا عقیدہ ہو۔ اور مالک و ملک کی خدمت کرنے کو فخر سمجھیں۔ آپس میں ہمدردی اور رواداری کے جذبات کو پختہ کیا جائے۔ اور کسی بنی نوع انسان کو حقیر و ذلیل سمجھنے سے روکا جائے۔

حضرات میں آپ سب کا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس کا موقع عطا فرمایا کہ میں آپ کے سامنے اپنے کچھ خیالات کا اظہار کروں۔ اب میں زیادہ سمع خراشی نہیں کرنا چاہتا۔ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے۔ اس کو ٹھنڈے دل سے سنیئے۔ اگر آپ ان کو مفید سمجھتے ہیں تو ان پر کاربند ہونے کی سعی فرمائیے۔

خطبۂ صدارت کے اختتام پر پرزور تصفیق ہوئی اور معتمد نے مندرجۂ ذیل تحریری رپورٹ پڑھی۔

رپورٹ

اظہار کسر نفسی تمہید اور معتمدیتی کو چھوڑ کر میں سب سے پہلے عالیجناب مولوی سجاد میرزا صاحب ایم اے (کنٹیب) سی۔ ٹی (لنڈن) مستقل صدر مجلس انجمن اساتذہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں سال گزشتہ کی کانفرنس اور بعد وادیں بوقت شکریہ ان کا پرزور اور تفصیلی شکریہ باوجود دلی قصد و ارادہ کے ادا نہ کرسکا۔

عالیجناب مولوی سجاد میرزا صاحب انجمن اساتذہ کے معمولی اور رسمی صدر نہ تھے۔ وہ نام و نمود کے دلدادہ نہ تھے۔ ان کے خیالات ان کے ارادہ

اُن کے کام سے ظاہر اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ انجمن اساتذہ کو ہندوستان کے عام مریضانہ کانفرنسوں کی طرح چلانا نہیں چاہتے تھے بلکہ اس میں تجدد اور تبدل پیدا کرنا چاہتے تھے۔ سال گزشتہ مہتمم صاحبان و ناظر صاحبان و صدر مدرسین صاحبان فوقانیہ کے کانفرنس میں شریک نہ ہو سکنے کے باعث انہیں اپنے اقدام کانفرنس محدود کرنا پڑا۔ سال گزشتہ کی مثل کانفرنس پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود کتنے بلکہ تمام تر مسودات اپنے ہاتھ سے لکھے تھے۔ وقتاً فوقتاً معتمد ماضی و حال کو زبانی و تحریراً بیدار کرتے تھے۔ اور کس طرح ان کی رہبری کرتے تھے۔ باوجودیکہ وہ آج ہم سے دور جاپان میں ہیں۔ مگر ان کو کانفرنس کا ہم سے بہت زیادہ اور نہایت اہم خیال ہے۔ چار روز قبل ان کا جو عنایت نامہ مجھے وصول ہوا وہ تمام تر کانفرنس سے ہی متعلق ہے۔ میں اس خط کو کئی مرتبہ پڑھ چکا اور پھر اس کے مطالب عالیہ کی سماعت میں آپ کو بھی شریک کرکے اپنی رپورٹ کی عزت بڑھانا چاہتا ہوں۔

ٹوکیو (جاپان) ۴ مئی سنہ ۱۹۲۶ء

مکرمی۔ السلام علیکم۔ آپ کا عنایت نامہ اور دیگر کاغذات وصول ہوئے جس کا میں بہت شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے یہ دیکھکر نہایت خوشی ہوئی کہ عام عدم دلچسپی اور بے توجہی کے باوجود آپ انجمن کے کاروبار میں منہمک ہیں۔ اور آپ کو مولوی ابوالحسن صاحب مدد دے رہے ہیں۔ میں نہایت دلچسپی کے ساتھ اس سال کے اجلاس کی کیفیت کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ واقعی کس درجہ کی عدم دلچسپی ہے تاکہ اس کے ارتفاع کی تدبیر نکالی جاسکے۔ خواب خرگوش میں رہنے سے یہ انجمن اور اس کے عمدہ مقاصد

کبھی بار آور نہیں ہو سکتے۔

آپ نے اب تک مدرسین سے یہ معلوم کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ وہ کیا نقائص دیکھتے ہیں۔ اور ان کے دور کرنے کی کیا تجویز کرتے ہیں۔ میری رائے میں مناسب یہ ہوگا کہ ان سے دریافت کیا جائے کہ وہ اس قسم کی انجمن کے وجود کو جو فضول خیال کرتے ہیں تو اس کے کیا اسباب ہیں۔ بہت ممکن ہے کوئی ایسی معقول وجہ نکل آئے جس پر ہم غور و فکر کر سکیں۔ سلائڈز کی رقم بدستور رہنے دیجئے۔ میں نے اس کے متعلق بہت کچھ معلومات بہم پہونچائے ہیں اور اگر زندگی باقی ہے تو انشاء اللہ واپسی پر سب کچھ ہو جائیگا۔ اس سال کے چندہ کی بابت نہ معلوم آپ نے کیا انتظام فرمایا۔ اس کے وصولیابی میں کوتاہی نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بغیر رقم کے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ علاوہ بریں گزشتہ سال کی روئداد فروخت ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ اخراجات طبع ضرور نکل آئیں۔ اور اس سال کی روداد تیار ہو سکے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس مرتبہ گلبرگہ کے چھاپہ خانوں کو زحمت نہ دیں گے۔ اعظم اسٹیم پریس یا انجمن ترقی اردو اورنگ آباد چھپائی کے لئے مناسب ہوگا۔

یہاں کا موسم اچھا ہے۔ خاصی سردی رہتی ہے جو کہ میری صحت کیلئے بہت مفید ثابت ہو رہی ہے۔ خدا نے چاہا تو ڈیڑھ دو ماہ میں میں اس قابل ہو جاؤنگا کہ آئندہ چار سال تک بصحت و آرام مشکلات و موانعات کے مقابلہ میں زندگی بسر کر سکوں باقی خیریت۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

والسلام فقط کمترین۔

مشرح دستخط

(مولوی) سجاد میرزا صاحب۔ ایم۔ اے

عالیجناب مولوی سجاد میرزا صاحب کے بعد میں عالیجناب مولوی شیخ
ابوالحسن صاحب بی۔اے ایل ٹی موجودہ میر مجلس انجمن اساتذہ کا شکریہ
ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے گلبرگہ آتے ہی کانفرنس سے پوری دلچسپی لی۔
بجھے ہوئے دلوں میں گرمی پیدا کی۔ رات دن کانفرنس کے لئے گلبرگہ و بلدہ
میں دوڑ دھوپ کرتے رہے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے اور بڑھانے میں
وہ پوری کوشش فرماتے رہے۔ اس سال کی کانفرنس بلا ان کی کوشش مدد
و سرپرستی کے ہرگز منعقد نہ ہوسکتی تھی۔

تحریکات کانفرنس۔ کانفرنس کا مآل و مطلب چند روزہ اجلاس۔ اس کا اہتمام
اس میں تقاریر و بحث اور اس میں سرگرمی نہیں ہے۔ بلکہ وہ صرف ایک بنیاد
ہے۔ اس کی عمارت اس کے تقاریر و تحریکات پر عمل سے تیار ہوتی ہے۔ سال
گذشتہ کی کانفرنس میں کل (۲۰) تحریکات پیش ہوئیں۔ جن میں سے ایک متعلق
سنٹرل امداد فیس فنڈ برائے مستقرا منظور ہوئی۔ بقیہ (۱۹) تحریکات تین نوعیت
کی تھیں۔

(الف) تحریکات متعلق کانفرنس تعدادی (۵) یعنی طبع اسناد نمائش تعلیمی
خریدی سلائڈز۔ ترتیب تختہ ماہانہ۔ ترمیم نصاب تعلیم۔ ترمیم دستور العمل مدرسین۔

(ب) تحریکات متعلق مدرسین تعدادی ۔ خطاطی بر تختی ترویج دیسی کاغذ
وغیرہ۔ توجہ بر تعلیم معلومات دیہی۔ وظائف۔ سیٹ سسٹم۔ تعلیم دستکاری۔
دیسی کھیل۔ اطلاع نتایج کانفرنس۔

(ج) تحریکات متعلق نظامت تعلیمات وغیرہ تعدادی (۹) تعلیم خطاطی
وخوش نویسی۔ نگرانی تعلیمات بر مدارس صنعت و حرفت۔ اصلاح کتب نصاب
ودینیات۔ اصلاح تعطیلات۔ امتحان تحتانی۔ شرکت مدرسین کامیاب

ایف۔اے عثمانیہ درامتحان بی۔اے۔

اب میں ہرایک کے متعلق قدرے تفصیل سے وضاحت کرنا چاہتا ہوں

(۱) اسناد نمایش تعلیمی۔ طبع اسناد کے لئے کانفرنس نے ...۵ کی منظوری دی تھی۔ اگرچہ دوسو اسناد کے کاغذ واخراجات طبع پر منظورہ رقم سے بہت کم صرف (...) صرف ہوئے۔ مگر سال گزشتہ کے (۱۲) اسناد کا صرفہ (۱۲) گنڈلے یا ۱۰ ار ... ہوا۔ اسناد کو عمدگی سے سید عبدالقادر صاحب پبلیشر تاجر کتب مالک اعظم اسٹیم پریس بلدہ نے نہایت عمدگی سے طبع کیا۔

(۲) خریدی سلائڈز کے لئے سالگزشتہ (۱۴) تین سو روپیہ کی رقم محفوظ کر دی گئی تھی۔ عالیجناب مولوی سجاد میرزا صاحب نے یہ کام بال سبرمنیم صاحب بی۔اے ایل ٹی صدر مدرس ہائی اسکول کے سپرد فرمایا تھا مگر وہ ہر وقت اس سے لاعلمی ظاہر فرماتے رہے۔ میں مدراس سے اس کے متعلق دو کمپنیوں کا پتہ اور نرخ لایا ہوں عالیجناب مولوی سجاد میرزا صاحب کے خط سے اس مسئلہ پر کافی روشنی پڑ چکی ہے۔ کوشش کیجائے گی کہ آئندہ کانفرنس سے پہلے اس کا انتظام مکمل نہ بھی ہو تو شروع تو ہو جائے۔

(۳) اصلاح تختہ ماہانہ۔ اس کے لئے مدارس سے چند نمونہ وصول ہوئے تھے جو اظہار رائے ومشورہ کی غرض سے سید محمود پیر صاحب سررشتہ دار دفتر صدر مہتممی تعلیمات کے حوالہ کئے گئے ہیں،

(۴) ترمیم نصاب۔ ترمیم نصاب کے متعلق مدارس وسطانیہ گرمٹکال کوڈنگل۔ تلجاپور۔ شوراپور۔ یادگیر۔ بیدر اور فوقانیہ رائچور سے آراء وصول ہوئے۔ اولاً اس پر مجلس انتظامی میں بوجہ کمی آراء غور نہیں کیا گیا۔ جواب طلب کے بعد چند آراء وصول ہوئے تو مجلس انتظامی کو اس پر غور کرنے کی فرصت نہ تھی

گزشتہ سال ترمیم نصاب کے ضمن میں خزینۂ اردو کی خرابی پر منشی فاضل محمد عبدالعزیز صاحب صدر مدرس وسطانیہ کوڑنگل نے توجہ دلائی تھی خوشی کی بات ہے کہ اس سال وہ نصاب سے خارج ہو چکی ہے۔

(۵) ترمیم دستور العمل مدرسین۔ اس کے متعلق صرف مدارس وسطانیہ گرمٹکال۔ کوڑنگل۔ یادگیر۔ تلجاپور سے طلبی ترمیمات اور سہ بار جواب طلب کرنے کے بعد ترمیمات وصول ہوئے۔ جہاں (۲۶) مدارس فوقانیہ و دفاتر مہتمم صاحبان میں (۲۲) اس کے متعلق لاجواب تھے تو وہیں مجلس انتظامی بھی آپ ہی توجہ کرنے سے عدیم الفرصت یا مجبور تھی۔

اب یہاں سے تحریکات متعلقہ مدرسین کا ذکر شروع کیا جاتا ہے۔

(۶) خطاطی تمام سرکاری مدارس سے فن خوشخطی کے ساتھ خطاطی کی لکڑی کی تختیاں بھی مرحوم یا معدوم ہو چکی تھیں۔ کانفرنس کی تحریک کے بعد اکثر مدارس میں اس طرف توجہ ہوئی اور مدارس میں لکڑی کی تختیاں نظر آنے لگیں۔ بوقت دورہ مدارس تحتانیہ ملکھیڑ و سیڑم وغیرہ میں لکڑی کی تختیاں مشق نظر آئیں۔ مدارس وسطانیہ گرمٹکال و نوراپور اور مدرسہ تحتانیہ میلوار سے اس پر عمل اور خط میں نمایاں ترقی ظاہر ہونے کی اطلاع آئی ہے بہت سے مدارس میں اس پر عمل کی ضرورت ہے۔ عالیجناب مولوی سجاد مرزا صاحب بھی اپنے معائنہ کے وقت مدارس میں اس کو ضرور ملاحظہ [illegible] عدم تعمیل کی صورت میں متنبہ فرماتے تھے۔ سید محمد عبدالقادر صاحب شطاری مدرس وسطانیہ سگر نے تحریک کی تھی کہ لکڑی کا لگانا باعث خرچ اور وقت طلب ہے اس لئے [illegible] کی تختی رائج کرنا چاہیئے۔ ان سے جست کی تختی کا نمونہ طلب کیا گیا تھا مگر وہ وصول نہیں ہوا۔

(۷) دیسی کاغذ۔ اس کے استعمال کے لئے اس لئے سہولت و آسانی ہوئی کہ

عالیجناب مولوی سجاد میرزا صاحب نے اپنی ذاتی ذمہ داری پر "انڈین انڈسٹریل کواپریٹو سوسائٹی چادر گھاٹ حیدرآباد دکن سے ایک ہزار روپیہ کا دیسی کاغذ صوبہ گلبرگہ کے لئے منگوا کر رکھا تھا۔ متعدد مدارس و دفاتر میں یہ رائج ہو رہا ہے۔ گشتیات و روئداد انجمن اساتذہ بھی دیسی کاغذ پر طبع کی گئی۔ بعض اشخاص کو اسکی زیادتی قیمت پر عذر ہے مگر ملک کی فلاح کے لئے تھوڑا سا ایثار ناگزیر ہے۔

(۸۵/۱۴) معلومات دیہی پر مزید توجہ ہوتی ہوئی معلوم نہ ہوئی۔ کہیں کہیں مدارس میں بعد ہدایت ٹائم ٹیبل میں معلومات دیہی درج کئے جاتے ہیں۔ مگر ان پر عمل کم یا نامکمل ہوتا ہے یا ہوتا ہی نہیں۔ اس تحریک کانفرنس کے ضمن میں مولوی شفیع الدین صاحب مہتمم تعلیمات ضلع محمد آباد و بیدر نے توجہ دلائی تھی کہ مدرسہ تعلیم المعلمین میں اس کی تعلیم کا انتظام ہونا چاہیئے۔ پرنسپل صاحب نے تعلیم کی نوعیت نصاب و طریقہ عمل کے متعلق استفسار کیا۔ جس پر مدارس و دفاتر سے کیفیت دریافت کی گئی۔ چنانچہ اس کے متعلق مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ و بیدر و مہتمم صاحب تعلیمات ضلع گلبرگہ، مدارس وسطانیہ گرمٹکال، تلجاپور، و شوراپور و یادگیر سے جواب وصول ہوا ہے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ مجلس انتظامی میں بوقت فرصت پیش کیا جائے گا۔ مگر اس کے متعلق ضرورت اس امر کی ہے کہ باقی مدارس بھی اس پر غور کریں اور اپنے مدارس میں اس کو جاری کر کے عملی نتیجہ سے جلد اطلاع دیں۔

(۹/۱۴) وظائف طلباء کے مدارس تحتانیہ و وسطانیہ کو مدارس وسطانیہ و فوقانیہ میں وظائف دینے پر خاص لحاظ رکھنے کے متعلق کوئی مواد وصول نہیں ہوا۔

(۱۰/۱۴) سیٹ سسٹم۔ مدارس وسطانیہ تلجاپور۔ گرمٹکال۔ اور شوراپور سے اس کا عمل اور مفید نتیجہ نکلنے کی اطلاع آئی۔ مدرسہ وسطانیہ شاہ پور نے چند

(۱۲) تعلیم وستکاری۔ مدارس سے زیادہ تر بلکہ انتہائی حد سے آگے تک امیدوار ملازمت ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے لئے مدارس میں دستکاری کی تعلیم کا شوق و انتظام بہت اہم اور ضروری ہے۔ مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ میں پارچہ بافی کا کام آغاز ہوا ہے اس کے متعلق بعض موانعات ہیں۔ امید کہ انہیں فنا فی المدرسہ والطلبہ مولوی محمد عبدالستار صاحب سبحانی بی۔اے ایل ٹی ہیت جلد دور فرمائیں گے۔ مدرسہ وسطانیہ گرمشکال بحصول چندۂ رعایا نجاری۔ خیاطی اور بیدری کام کے آغاز کرنے کی اجازت کا خواستگار ہے۔ جس کی کارروائی جاری ہے۔ مدرسہ وسطانیہ شورپور نے بیدری صنعت و بٹن سازی کی تعلیم کا ذمہ لیا ہے۔ بوجہ عدم گنجائش مکان پارچہ بافی کا شغل مدرسہ میں لگانے کی گنجائش نہیں ہے۔

مدرسہ وسطانیہ تلجاپور سرکاری امداد کا طالب ہے۔ مگر یہ متعذر ہے ان کو دیگر مدارس متذکرہ کی طرح کام کرنا چاہیئے۔ اس معاملہ میں بقیہ کثیر التعداد مدارس کی بے حسی اور بے جوابی طلبہ کے لئے باعث بربادی و تباہی ہے،

(۱۲) دیسی کھیل۔ مدرسہ ملکھیڑ، سیڑم و کملاپور میں دیسی کھیل کھلائے جاتے ہیں۔ مدارس وسطانیہ گرمشکال و شوراپور اور تحتانیہ میلوار نے اس طرف توجہ ہونے کی اطلاع آئی ہے۔ دفتر عالیہ نظامت تعلیمات اور بعض مدارس نے اس کی تفصیل دریافت کی ہے۔ دیسی کھیلوں کی تفصیل ڈرل بک اردو۔ مرتبہ ٹکسٹ بک کمیٹی بنگال اور کتاب اطوار بازیچہ میں درج ہے۔ اس سال کانفرنس کے ساتھ عملی دیسی کھیل بھی رکھے گئے ہیں۔

(۱۳) اطلاع نتائج کانفرنس۔ کانفرنس میں جب یہ تحریک کی گئی تھی کہ کانفرنس میں محض شرکت اور تقاریر کا سن لینا نا کافی ہے۔ اس لئے مدارس سے بصورت شقہ یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ ان کو کانفرنس سے کتنے مفید امور معلوم ہوئے۔ کتنوں پر

عمل کیا گیا۔ ان کے نتائج کیا ہوئے۔ کانفرنس میں کس کس اصلاح، اضافہ اور کمی کی ضرورت ہے۔ آیندہ کانفرنس میں آپ کیا کیا امور پیش فرمانا چاہتے ہیں۔ اس تحریک پر محمد ناظم صاحب صدیقی سررشتہ دار دفتر صدر مہتمم تعلیمات نے کہا تھا کہ مدارس سے جھوٹے تختہ جات مرتب ہونگے مگر حقیقت تو اس کے آگے ہے کہ اس کی متعلقہ گشتی کے جوابات صرف پانچ مدارس وسطانیہ گرمشکال و شوراپور۔ و بیدر اور تحتانیہ مارٹیال و میلوار سے وصول ہوئے۔ بیدر و مارٹیال نے عدم موجودگی و عدم شرکت کانفرنس کا حال لکھا ہے۔ بقیہ جن تین مدارس سے عملی جوابات آئے۔ انکا ذکر تحریکات مندرجہ بالا میں کردیا گیا ہے۔ صرف مدرسہ وسطانیہ گرمشکال کی دو باتیں جو تحریکات گزشتہ میں نہیں آئیں یہاں درج کیجاتی ہیں۔ "تاریخ، جغرافیہ کی تعلیم کے متعلق مفید طریقہ معلوم ہوا۔ بالفعل کانفرنس میں کسی کمی و اضافہ کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔"

نتائج کانفرنس کی اطلاعات جملہ مدارس سے آنے کا مجھکو نہیں بلکہ آپ سب کو افسوس ہونا چاہیئے۔

تیسری نوعیت کے تحریکات متعلق دفتر عالیہ نظامت تعلیمات وغیرہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۴) تعلیم خطاطی و خوشنویسی پر مدرسہ تعلیم المعلمین میں خاص توجہ کرنے کے متعلق نظامت تعلیمات نے جواب دیا ہے کہ "محکمہ ہذا نے قبل ازیں کارروائی شروع کردی ہے۔ متعاقب نتیجہ سے مطلع کیا جائیگا" اس کے نتیجہ کا انتظار ہے۔

(۵) نگرانی تعلیمات بر مدارس صنعت و حرفت بیدر۔ پارچہ بافی گلبرگہ کے متعلق نظامت تعلیمات نے جواب عطا فرمایا ہے کہ مدرسہ صنعت و حرفت و بیدر سررشتہ تعلیمات کے زیر نگرانی ہے۔ مدرسہ پارچہ بافی منجانب سررشتہ صنعت و حرفت قائم ہے

اس سے دفترِ ہذا کو تعلق نہیں ہے۔

(۱۶/۱۳) اصلاح کتب نصاب دینیات۔ اس کے متعلق نظامت تعلیمات، مسجل صاحب جامعہ عثمانیہ اور رجسٹرار صاحب مسلم یونیورسٹی سے کوئی جواب وصول نہیں ہوا۔

(۱۷/۱۴) اصلاح تعطیلات۔ نظامت تعلیمات سے اس کے متعلق کوئی جواب وصول نہیں ہوا۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ وہاں اس کے متعلق کارروائی جاری ہے اعلیٰحضرت شہریار دکن خلد اللہ ملکہ کی نگاہ دوررس و دوربین نے بھی اس پر توجہ فرمائی بعض تعطیلات کم کئے گئے۔ اور دیگر تعطیلات کا مسئلہ ایک کمیٹی کے سپرد فرمایا گیا ہے۔

(۱۸/۱۵) امتحان تحتانی کی توسیع نامنظور فرمائی گئی۔

(۱۹/۱۶) مدرسین کامیاب امتحان ایف اے (عثمانیہ) کو بی اے کے امتحان میں شرکت کی اجازت بشرائط مقررہ عطا فرمائی گئی۔

تقاریر کانفرنس۔ تقاریر صدارت، سائنس، السنہ جدید۔ فرائض مدرسین۔ حفظان صحت۔ اتحاد العمل کے نتائج کے متعلق کانفرنس کو کچھ اطلاعات نہیں ملے۔

ذیلی مجالس انجمن ہائے اساتذہ۔ صدر انجمن اساتذہ کے لئے ذیلی مجالس بمنزلہ اعضا و جوارح کے ہیں موجودہ حالت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ صدر انجمن کے اعضا و جوارح بالکل کم ہیں یا نامکمل ہیں یا ہیں ہی نہیں۔ وسط سال میں مدرسہ وسطانیہ لنگسگور سے اور آخر سال میں مدرسہ وسطانیہ گنگاوتی سے قیام انجمن کی اطلاع وصول ہوئی۔

صدر انجمن اساتذہ مستقر کی ہیئت انتظامیہ سال ۱۳۴۵ ف سے میرے سپرد ہوئی انجمن کا ایک جلسہ انتخاب سالانہ ایک جلسہ الوداعی مرزا عبد الحمید صاحب ناظر تعلیمات

۴ تعلیمی جلسہ ہوم ورک دفعتہً گوئی پر ہوا۔ ہوم ورک کا جلسہ زیر صدارت عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب نائب ناظم تعلیمات (حال منصرم ناظم تعلیمات) ہوا جس میں عالیجناب سجاد میرزا صاحب نے ہوم ورک پر تقریر فرمائی۔ صدر صاحب نے علاوہ ہوم ورک کے عام اُمور پر بھی کافی روشنی ڈالی۔ یہ بھی طے پایا کہ آئندہ جلسہ میں عمل نتائج تقاریر کا بھی اظہار کیا جائے۔

سالانہ رپورٹ صرف چار مقامات سے وصول ہوئی۔

(۱) وسطانیہ شوراپور۔ مدرسین وسطانیہ کے علاوہ مدارس تحتانیہ و برانچ ہائے شوراپور، تماپور، رکماپور اس میں شامل ہیں۔ سالگذشتہ اس کے [illegible] ہوئے۔

(۲) مدرسہ تحتانیہ میلوار تعلقہ سیڑم۔ ایک جلسہ میں مقامی معززین مدعو ہوئے مقاصد کانفرنس۔ تعلیمی فرائض معززین قصبہ۔ ہوم ورک، تعطیلات وغیرہ پر تقاریر کیے گئے۔

(۳) مدرسہ وسطانیہ یادگیر سے نگران مدرسہ نے مختصر رپورٹ سہ سطری روانہ فرمائی۔ کہ امسال بھی مثل سالگذشتہ انجمن اساتذہ کے متعدد جلسہ نسبت تہذیب و انتظامات مدرسہ منعقد ہوئے اور سب کے باہمی صلاح و مشورہ کے کاربند ہوتے پر مفید نتائج برآمد ہوئے۔"

مدرسہ وسطانیہ بیدر نے اطلاع دی کہ ان کی انجمن اساتذہ علیحدہ قائم نہیں ہے۔ وہاں کے مدرسین انجمن اساتذہ مدرسہ فوقانیہ میں شریک ہیں مگر فوقانیہ سے کوئی رپورٹ نہیں آئی۔

(۴) مدرسہ وسطانیہ گرمٹکال۔ رپورٹ کے روانہ کرنے کی اطلاع آئی لیکن رپورٹ معتمد کو وصول نہیں ہوئی۔

ذیلی مجالس سے صدر دفتر کو دیلہ اوّل میں شاذ و نادر جواب وصول ہوتا۔ ہر وقت اور ہر مسئلہ میں جواب طلب کی گشتی لازمہ کارروائی ہو گئی ہے۔ [illegible]

تساہل و تجاہل سے ایک طرف معتمد کا وقت صرف ہوتا اور محنت ضائع ہوتی ہے
تو دوسری طرف خود مدارس کو اس سے تکلیف رنج اور خود معطین کے چندہ کا زر
ٹپہ و مراسلات پر بیکار صرف ہوتا ہے۔ مدرسین صاحبان جن کے ذمہ بہت بڑی
ذمہ داری موجودہ اور آیندہ نسلوں کی ہے کیا وہ اس فروگذاشت کو دور فرمائنگے
یا اس کے ارتفاع کے تجاویز ظاہر فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

حسابات کانفرنس۔ آغاز کانفرنس سے آخر اسفندار ۱۳۳۳ف کا حساب آمد
و خرچ درج روئداد اجلاس اوّل ہو چکا۔ اب فروردی ۱۳۳۴ف سے تیر ۱۳۳۴ف
تک کا حساب بغرض منظوری پیش کیا جاتا ہے کیونکہ معتمد کو وقت واحد میں صرف
پانچ روپیہ اور مجلس انتظامی کو بیس روپیہ کے خرچ کرنے کا اختیار ہے۔

حسابات آمد و خرچ محولہ کی تفصیل ضمیمہ نشان (۲) میں درج ہے۔

روداد سال اوّل۔ کے کتابت و طبع میں بہت سے موانعات و مشکلات پیش آئے
بہت سی راتوں کے بڑے بڑے حصہ کی نیند بہت سا وقت بہت سا آرام
اس کے لیئے قربان کرنا پڑا مگر پھر بھی اس کے طبع کے بعد بہت سی صلواتیں سننا
پڑا۔ جس کا اندازہ موازنہ طبع روداد کے وقت میرے ذہن میں ذرہ برابر بھی
نہیں تھا۔ اگر میں کتابت و طبع روئداد کی تفصیل سنانے لگوں تو وہ ایک چھا
خاصہ افسانۂ تمسخر اور داستان غم بن جائیگا۔ مختصراً یہ کہ لفظ اللہ کی کتابت کو ایک وقت
(۳۰) مرتبہ بتانا پڑا مگر پھر کاپی نویس جاہل رہا۔ جو لوگ بلا محنت و مشقت کے
مدرس ہو جانا چاہتے ہیں وہ اس سے سبق حاصل کرسکتے ہیں۔ ٹائٹل کے ویسی
کاغذ کے لیئے چار مینار سے خیریت آباد تک کئی مرتبہ اور کئی گھنٹہ صدقہ ہونا اور اغفال
کرنا اور لوگوں سے استفسار حالات ہونا پڑا تب کہیں ٹائیٹل کا دیسی کاغذ نصیب ہوا
اس تمام تکلیف کی ایک بڑی وجہ حیدرآباد کے بغرض سلاج کارخانوں کے ضمانا کا عدم اتصال

جہاں پر نہ صرف کل کام بروقت عمدگی و آسانی سے انجام پا سکتا تھا بلکہ بلا کسی دشواری کے ہر قسم کا دیسی کاغذ وغیرہ بھی بآسانی فراہم ہو سکتا تھا مگر شکر ہے کہ گئے وقت کی وقتی تکلیف آئندہ کے لئے آسانیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

عالیجناب مہاراجہ بہادر میرزا صاحب اور جناب مولوی عبدالستار صاحب بھائی طبع رپورٹ کے معاملہ میں پوری اور متواتر دل افزائی فرماتے رہے۔ اگر ان کی ہمت افزائی نہ ہوتی تو میں سخت بیمار ہو جاتا۔

اخبارات سے آراء۔ گزشتہ سالانہ جلسہ کا حال اخبارات صحیفہ، مشیر دکن اور مخبر دکن نے شایع کیا۔ اس کا اعادہ تحصیل حاصل ہے۔ روئداد انجمن بغرض تنقید (۱۲) اڈیٹر صاحبان اخبارات و رسائل کے پاس روانہ کی گئی تھی۔ ان میں سے پانچ نے اس پر تقریظ فرمائی۔

(۱) اخبار مشیر دکن حیدرآباد اپنے افتتاحیہ میں رقم طراز ہے۔

چند مفید اور کارآمد تعلیمی تحریکات

صدر انجمن اساتذہ صوبہ گلبرگہ کے سالانہ اجلاس منعقدہ امرداد ۱۳۳۳ف کی روئداد کی ایک مطبوعہ کاپی ہم کو انجمن مذکور کے معتمد کی جانب سے وصول ہوئی ہے جس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ یہ اجلاس مسٹر سجاد میرزا صدر مہتمم تعلیمات صوبہ گلبرگہ کی زیر صدارت منعقد ہوا تھا اور اس میں صوبہ گلبرگہ کے سررشتہ تعلیمات کے اکثر ملازمین ورخہ دیست کے ساتھ مدرسین شریک تھے۔

اس جلسہ میں بہت سی ضروری اور کارآمد تحریکیں پیش اور پاس ہوئیں جن میں چند کا ذکر ان کی اہمیت اور عام فائدہ کی غرض سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ایک تحریک طلبہ کو خطاطی اور خوش نویسی کی تعلیم دئے جانے کے متعلق تھی

اس کے محرک مسٹر عبد الباری بی۔ یس سی تھے۔ اس تحریک کی تائید مولوی سالم اسرار الرحمن صاحب نے کی اور بتایا کہ کئے سال سے نوتا لیق نستعلیق کی کاپیاں استعمال کی جارہی ہیں۔ ان سے طلبہ کی خطاطی میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ انہوں نے زور اس امر پر دیا کہ قدیم طریقہ لکڑی کی تختی کے استعمال کا بہتر تھا۔ اسی کو رواج دیا جائے۔ باتفاق آرا یہ تحریک منظور ہوئی۔

مدارس میں دیسی کھیلوں کو رواج دیئے جانے کے متعلق بھی ایک ضروری تحریک پیش کی گئی۔ جو پاس ہوئی۔ اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا نامناسب نہ ہوگا کہ ولایتی کھیلوں اور دیسی کھیلوں میں اس لحاظ سے بھی بڑا فرق ہے کہ اول الذکر کھیل کثیر المصارف ہیں۔ اور آخر الذکر کھیل نسبتاً بالکل کم خرچ ہیں۔ کفایت شعاری کی نظر سے اگر دیکھا جائے تو اس ملک کے مناسب حال انگریزی کھیلوں سے بڑھکر دیسی کھیل ہی ٹھہرتے ہیں۔

ایک تحریک موجودہ نصاب تعلیم میں اصلاح کئے جانے کی ضرورت کے متعلق تھی۔ جو اس میں شک نہیں بہت ہی ضروری تھی۔ جس میں مثال کے طور پر بتایا گیا تھا کہ "موجودہ نصاب مڈل میں سے خزینۂ اردو کو لیجئے۔ اس میں غزلیات کا دفتر موجود ہے۔ اس کی تعلیم سے طلبہ کا بجائے فائدہ کے نقصان نسبتہً زیادہ ہوتا ہے۔ ان غزلیات میں شراب و کباب جام و سبو دشنہ و خنجر ناز و غمزہ، وصال و فراق سے بحث کی گئی ہے۔ استاد کو بڑی مشکل پیش آتی ہے کہ چودہ پندرہ سالہ لڑکے کو اس کا مطلب کیونکر سمجھائے۔ ظاہری مطلب بتادے تو گویا سادہ صاف بچوں کے خیالات و اخلاق کو فاسد کر دینا ہے یا ایسی باتیں بتانا ہے کہ ان کی آیندہ زندگی میں کارآمد نہیں۔ اگر باطنی و صوفیانہ معنی سمجھانے کی کوشش کریں تو گویا سعی لاحاصل کرنا ہے۔ چونکہ ان بچوں کا دماغ مشاغل تصوف کے سمجھنے سے

نوس ... غزلیات کا پڑھانا غور و فکر سے ہٹا کر طلبہ کے دماغ کو کورانہ تقلید
کی طرف مائل کرتا ہے" اس کے ساتھ ہی محرک نے واقعہ کے طور پر بیان کیا کہ
... ۱۳۳۱ف میں اکثر امیدواران ... مڈل تاریخ میں فیل ہوگئے۔ طلبہ کو ہندوستان کے
حملے، پچھلے واقعات، دنیا بھر کے پہاڑ اور دریا عبور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے
تاریخ میں امیدواروں کا فیل کردینا ان کے حق میں مضر ہے۔ تاریخ و ادب
ایسے فن ... میں ایک علم دوست شخص کا رفتہ رفتہ مطالعہ کرکے بہت کچھ
حاصل کرسکتا ہے۔

ایک نہایت ضروری اور اہم تحریک یہ تھی کہ مدرسین کامیاب امتحان ایف اے
(عثمانیہ) کو بی اے کے امتحان میں شرکت کی اجازت ملنی چاہیئے۔ اس تحریک کے
ضمن میں محمد عبد السلام صاحب ذکی صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ تلجاپور نے بیان کیا
کہ "افسوس ہے کہ مدارس وسطانیہ کے انٹرمیڈیٹ کامیاب شدہ مدرس صاحبان کو
جامعہ عثمانیہ کے امتحان بی اے میں شرکت کی اجازت نہیں ہے۔ اور مدارس فوقانیہ
کے انٹرمیڈیٹ کامیاب شدہ مدرس صاحبان امتحان مذکور کی شرکت کے مجاز ہیں۔
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں اس قسم کی کوئی قید نہیں ہے۔ مدارس فوقانیہ کے انٹرمیڈیٹ
کامیاب شدہ مدرس صاحبان صرف سررشتہ کے افسر اعلیٰ کی اجازت سے امتحان
بی اے کی شرکت کے مجاز ہیں۔ جب حسب فرمان خسروی جامعہ عثمانیہ کا نصب العین
اعلیٰ تعلیم میں ... سہولت پیدا کرنا ہے تو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے موافق سررشتہ کے
افسر اعلیٰ کی اجازت ... منظور کرے۔ اور مدارس وسطانیہ کے انٹرمیڈیٹ کامیاب شدہ
مدرسین صاحبان کو بھی شرکت امتحان بی اے کی اجازت عطا فرما کر اس کا عملی ثبوت دے۔

(۲) اخبار خلافت بمبئی کی تحریر یہ ہے۔

روئداد اجلاس اوّل۔	اس عنوان سے انجمن اساتذہ گلبرگہ (دکن) کی روئیداد مولوی

محمد عبدالسلام صاحب منشی فاضل معتمد انجمن ہا ... سے شایع کی ... ا ر ... پورٹ کا
مطالعہ معلمین اور تعلیم سے دلچسپی لینے وا... لے حضرات کے لئے یقیناً مفید اور سبق آموز
ہوگا۔ اس کتاب میں اجلاس اوّل کی پوری روئیداد معہ خطبات و تجاویز ...
درج ہے۔ اور سب سے زیادہ قابل لحاظ امر یہ ہے کہ یہ کتاب حیدرآباد کے سودیشی
کاغذ پر شایع کی گئی ہے قیمت (عمر) انجمن اساتذہ گلبرگہ ... ہے۔

(۳) رسالہ ورد یش دہلی نے لکھا ہے۔

روداد صدر انجمن اساتذہ صوبۂ گلبرگہ ... صوبۂ گلبرگہ کے اساتذہ
کی ہے۔ جس کا مقصد باہمی مشورہ سے تعلیم و تعلم کی ترقی و اصلاح کے متعلق سوچنا ہے
اس انجمن کا پہلا سالانہ جلسہ گلبرگہ شریف میں مسٹر آدم مرزا صدر مہتمم تعلیمات کے
زیر صدارت منعقد ہوا تھا۔ زیر تبصرہ کتاب اس کی روداد ہے۔ جس کے مطالعہ سے
معلوم ہوا کہ اساتذہ گلبرگہ میں اپنے فرائض کا کافی احساس موجود ہے۔
اور ایسے اساتذہ کی نگرانی میں امید کیجا سکتی ہے کہ طلبا اچھی تعلیمی ترقی کریں گے
قیمت (عمر) محمد عبدالسلام ناظم تعلیمات و معتمد انجمن اساتذہ گلبرگہ شریف سے ملیگی

(۴) اخبار مخبر دکن کے نامہ نگار نے مراسلاتی کالموں میں اولاً صحیح روئیداد
و عملیت کی شکایت لکھی تھی۔ پھر افتتاحیہ اخبار میں پوری تلافی مافات کی گئی
چنانچہ وہ خامہ فرسا ہے کہ

روئداد اجلاس اوّل صدر انجمن اساتذہ

(صوبۂ گلبرگہ شریف)

روئداد صدریہ بالا برغرض تنقید ہمارے پاس وصول ہوئی ہے۔ روئداد

حیدرآباد دیسی ملکی کاغذ پر طبع ہوئی ہے ۔ روئداد کی طباعت و کتابت خراب ہے
جس کے متعلق خود معتمد صاحب نے خاتمہ میں لکھا ہے کہ "کتابت و صحت سنگ زمی
نیز ہیں تقریباً پندرہ مطابع کلیۃً و بلدہ سے جو مشکلات پیش آئے اور جو محنت
اٹھانی پڑی جو ناگوار [illegible] پراوہ میرے اندازہ سے بہت زیادہ تھا۔ بلدہ اور
[illegible] میں ابتک مجھے جو [illegible] اور انتظار برداشت کرنا پڑا وہ اب
گلبرگہ کے مقابلہ میں بہت کم معلوم ہو [illegible] اُن وقتوں کی تفصیل بھی ایک تکلیف
اور طوالت [illegible] کا باعث ہوگی" مطابع دکن کی خراب حالت اس امر کی
مقتضی ہے کہ اس کی اصلاح جلد تر کیجائے۔ ملک کی تعلیم جو محض امیدواران ملازمت
وجود [illegible] کو کثیر تعداد میں پیدا کر رہی ہے۔ وہاں سررشتہ تعلیمات کو چاہیئے
دارالطبع یا [illegible] حلمین ہیں خوش نویسی و خطاطی کی شاخیں کھولکر ملک
[illegible] ہیا [illegible] ہے۔ امتحان اسکول لیونگ میں ٹائپ رائٹنگ
مضامین اختیاری [illegible] کو [illegible] گیا ہے۔ اسی طرح اسکول لیونگ و عثمانیہ میٹرک میں
خطاطی و [illegible] نویسی کے مضامین کو شریک کرنا چاہیئے۔

روئداد کا سب سے بہتر فصیح و بلیغ حصہ خطبۂ صدارت ہے

[illegible] مولوی عزیز مرزا صاحب معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ (مع تعلیمات)
مرحوم [illegible] و قابل [illegible] سپوت مولوی سجاد مرزا صاحب ایم اے ہیں جو اس وقت
اپنے ذاتی اخراجات سے جاپان کی تعلیمی حالات کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ خطبہ صدارت
زبانی ایک گھنٹہ [illegible] گیا تھا [illegible] روئداد میں صرف اتنا حصہ آیا جو بیس منٹ میں
پورا ہو گیا ہے۔ کانفرنسوں کی حالت پر جو سچی اور بے لاگ رائے دی گئی وہ بغرض
دلچسپی ذیل میں نقل کیجاتی ہے۔

"ایک اہم فرق جو یورپ اور ہم ہندوستانیوں میں ہے وہ یہی ہے کہ وہاں

ہر جماعت ایک خاص مقصد اور نصب العین رکھتی ہے۔ اور اس جماعت کا ہر فرد
اپنے نصب العین کو پیش نظر رکھکر اس کے مطابق عمل کرتا ہے۔ لیکن یہاں یہ
حال ہے کہ اگر ہم کوئی جماعت بناتے ہیں اور کسی ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو
نتیجہ محض تفریح اور سیر سپاٹا ہوجاتا ہے۔ نہ تو ہمارا کوئی مقصد ہے اور نہ
تو ہم راستہ کے نشیب و فراز سے واقف۔ نہ چلنے کی ہمت رکھتے ہیں۔
اگر کچھ کیا بھی تو اندھی تقلید۔ جس کا ... ہوتا ہے کہ دو چار قدم ... ٹھوکر کھا
اور اوندھے منہ گر پڑتے ہیں۔ ہمارے ... ذہنی ... ملوب ... چکے ہیں۔ نہ غور و
فکر کی عادت ہے نہ اصلاح کی تمنا یہی وجہ ہے کہ آج سیکڑوں کانفرنسیں قائم ہیں۔
لیکن نہ تو کوئی مفید نتیجہ نکلتا ہے اور نہ کوئی اصلاح ... ہے۔"

خطبۂ صدارت میں مدارس کو محاسن ... دکرہا ...
کی پوری وضاحت کی گئی ہے۔ مگر حقیقت تو یہ ہے ...
بلحاظ عمارت و صفائی وغیرہ محاسن سے بہت پیچھے ہے۔ کانفرنس میں ...
تحریکات پیش ہوئیں اور باستثنائے ایک کے سب منظور ہوئے۔ ترویج ... حفظان
دیسی کاغذ۔ تعلیم خطاطی و خوش نویسی۔ اصلاح کتب نصاب ... التعلیم
دستکاری۔ اصلاح تعطیلات۔ دیسی کھیل کے تحریکات بہت ... لیے ...
عامۃ الناس محض انعقاد کانفرنس کو انتہائی مقصد سمجھتے ... اجلاس
ہونے تک پورا جوش و خروش صرف کرتے ہیں۔ اور انعقاد کے بعد دوسرے اجلاس
تک خاموش رہ جاتے ہیں یا بعد سست ہوجاتے ہیں ... کے دفعیہ کے لئے
کانفرنس میں اطلاع دہی نتائج کے عنوان سے ایک کارآمد تحریک منظور ہوئی ہے
حفظانِ صحت۔ اتحاد العمل۔ نصاب وغیرہ پر متعدد تقریریں ہوئی ہیں۔
حفظانِ صحت کی تقریر بہت ضروری مفید و آسان ہے۔ اور اس قابل ہے کہ ہر

پیمانہ پر اس کی اشاعت کی جائے۔ کانفرنس کے ساتھہ نمایش تعلیمی بھی منعقد ہوئی تھی
کتبات کے عمدہ تصاویر یا چربوں کے لیئے تالیفات مولوی عزیز مرزا صاحب
مرکا ایک انعام انہیں کی یادگار میں رکھا گیا ہے۔ اس سال یہ انعام مدرسہ
... رکو ملا۔ حالانکہ کتبات کے اعتبار سے مدارس مستقر گلبرگہ و رائچور
... کو کوشش کرنا اور انعام حاصل کرنا چاہیئے تھا۔

اخراجات کانفرنس میں نہایت ... سے کیئے گئے ہیں۔ بے فائدہ زیبائش
و آرائش میں کچھ بھی برباد نہیں کیا گیا۔

اس امر کی ضرورت ہے کہ عموماً ہر ایک ہمدرد تعلیم اور خصوصاً مدرسین اس
رو... ت کا مطالعہ ... اس پر عمل فرمائیں۔

خوش نویسی کا ... انجمن اساتذہ گلبرگہ قیمت ایک روپیہ۔
اخبار ... ہور کی تقریظ درج ذیل ہے۔

روئداد اجلاس اوّل صدر انجمن اساتذہ

صوبہ گلبرگہ شریف

ہمارے پاس یہ روئداد جناب مولوی محمد عبدالسلام صاحب منشی فاضل معتمد
انجمن اساتذہ صوبہ گلبرگہ شریف نے (جو اس انجمن کے روح رواں ہیں) بغرض
ریویو ارسال کی ہے ہم نے اسے تمام و کمال پڑھا ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے
اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ یہ انجمن نہایت عمدہ نظام عمل کے ساتھہ کام کر رہی ہے
اور صوبہ بھر کی مقامی انجمنیں جو اس کے ساتھہ ملحق ہیں۔ اس کی پوری پوری
معاون و مددگار ہیں۔ یہ اجلاس جس کی یہ روئداد ہے۔ ۱۰ و ۱۱ امرداد ۱۳۳۲ف کو

نہایت تزک وشان سے بمقام گلبرگہ منعقد ہوا۔ اور اس میں انہیں کا آمد
کی گئیں۔ اور دس بارہ نہایت قابل قدر مضامین پڑھے گئے۔
مولوی سجاد مرزا صاحب یم اے دکنٹیب (بی ٹی لنڈن) صدر ہم
نہایت عالمانہ صدارتی تقریر سے شروع ہوا۔ جس پر آپ نے نہایت
مدرسین کی موجودہ حالت اور مدارس کی موجودہ حالت پر نہایت تجربہ کار
وہمدردانہ خیالات کا اظہار کیا۔

حاضرین جلسہ نے تمام کارروائی میں بہ آزادی رائے اور وسیع الخیالی سے
کام لیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صاحب صدر نہایت متین۔ صابر
اور فراخ طبیعت واقع ہوئے ہیں۔ ورنہ جملہ پیش شدہ تجاویز پر مخالف
تقاریر اس آزادی سے ہونا مشکل تھا۔ جلسہ نے بچوں کے اخراجات تعلیم کم کرنے
دیسی کاغذ۔ دوات۔ پیدا استعمال کرنے۔ مدرسہ تعلیم المعلمین میں خوش نویسی
کو لازمی قرار دینے۔ نصاب تعلیم کی اصلاح کرنے۔ مدارس ثانویہ میں دستکاری
کی تعلیم کا انتظام کرنے۔ مدارس میں دیسی کھیلیں جاری کرنے۔ اور مدرسین
کامیاب ایف اے کو بی اے کا امتحان دینے کی اجازت ملنے وغیرہ کے متعلق
نہایت مفید اور قابل تعریف تجاویز پاس کی ہیں۔ کاش کہ باقی ریاستوں اور صوبوں کے
سررشتہ ہائے تعلیم بھی اس انجمن کی پاس کردہ تجاویز پر عملدرآمد فرمائیں۔ علاوہ ازیں
اس بات کی سخت ضرورت ہے۔ کہ دیگر ریاستوں اور صوبہ جات میں بھی اسی
نوع کی انجمن ہائے مدرسین قایم کی جائیں۔ جو اپنی ضروریات کے مطابق تجاویز
پاس کریں۔ اور اپنی تکالیف کی رفع دفع میں کوشاں ہوں۔ اس انجمن میں سائنس
دینیات۔ ہندو مذہبی تعلیم اور اس کی مشکلات دور کرنے کے ذرائع۔ السنہ جدید
فرائض مدرسین۔ نصاب تعلیم۔ حفظان صحت اور تعلیم۔ اتحاد العمل پر نہایت مفید

عالمانہ مضامین چھپ گئے۔ کاش کہ سب مدرس بھائی اس روئداد کو منگوا کر حرف بحرف پڑھیں ورنہ صرف ان مفید مضامین سے مستفید ہوں۔ بلکہ انہیں معلوم ہو کہ دیگر علاقوں کے مدرسین کہاں تک وہ [illegible] میں مصروف ہیں اور ہمارے صوبہ کے مدرسین کس خواب غفلت میں پڑے ہیں [illegible] کی [illegible] ایک روئداد ہے۔ اور یہ روئداد مولوی محمد [illegible] السلام صاحب [illegible] تعلیمات صوبہ گلبرگہ شریف گلبرگہ۔ ریاست حیدرآباد دکن سے مل سکتی ہے۔

خاتمہ میری رپورٹ کے اکثر فقرات بوجہ احتیاط کے تحت ہو گئے ہیں جو بقیہ [illegible] گزر کر دریدہ دہنی پر محمول فرمائے جائیں گے۔ اور اس پر کانفرنس کے اندر و باہر صاحبے اور [illegible] بہت کچھ لے دے ہو گی۔ جب آپ نے مجھ پر اعتماد کر کے اور اس کے حالات معلوم کرتے ہوئے اس کو معتمد بنایا ہے۔ تو اس اعتماد کا نمونہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ بلا کم و کاست تمام حالات آپکے سامنے پیش کر دے۔ اگرچہ کہ رپورٹ مایوس کن ہے مگر پھر بھی بہت سا کام ہوا ہے۔ اگرچہ وہ حالات و ضروریات کے لحاظ سے پاسنگ ہی ہے۔ اگر آپ کو میری رپورٹ اور میرا کام ناپسند ہے تو میں نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ اس کام سے رخصتانہ کا ایٹ ہوم اپنی ذات سے دیتے ہوئے رخصت ہو جاؤنگا۔

اختتام رپورٹ کے بعد مولوی فاضل محمد عبدالرب صاحب کوکب ایڈیٹر رسالہ اتالیق حیدرآباد کی مرسلہ نظم متعلقہ کانفرنس ہذا کو مولوی محمد حسین صاحب ترکی صدر مدرس تحتانیہ [illegible] نے سنایا۔

نظم

السلام اے اہل ملت السلام	السلام اے حاضرین خاص و عام
تم سے ہے آباد یہ ملک دکن	تم سے ہے ملک دکن کا احترام
ہو تمہیں جو لائق اعزاز ہو	تم کو ہے علم و ہنر سے اعتصام
تم ہو ساقی لڑکے بالے بادہ خوار	تم شراب علم کا بھرتے ہو جام

پختہ و کامل اگر ہو تو تمہیں — سارا عالم ہے تمہارے آگے غلام
خدمتِ تعلیم کے ہو تم امین — ہیں مقدس کس قدر یہ صبح و شام
کتنی اچھی ہیں تمہاری خدمتیں — علم پھیلانا تمہارا خاص کام
ہو ہنر کی قدردانی کا سبب — علم و فن کا ہے تمہارے دم سے نام
قرض استادوں سے تم لیتے تھے علم — علم اب لیتے ہیں لڑکے تم سے وام

برکتِ حق تم پہ نازل روز و شام
ہے تمہارے نام رحمت کا پیام

جمع ہیں مجلس میں سب اہلِ کرم — محترم کوئی، کوئی عالی ہمم
ہیں اکٹھے سب کے سب کس شوق سے — عید کا مجمع ہے گویا صبحدم
قافلہ یاں چلتے چلتے تھک گیا — دو گھڑی ٹھہرا ہے اب لینے کو دم
سب کی صورت سے مگر ہے آشکار — قلب محزوں میں ہے اک موجِ الم
ورنہ یوں کیوں جمع ہوتے بزم میں — ہے دلِ دردآشنا میں کچھ تو غم
ہے یقیناً کچھ نہ کچھ اس کا سبب — اہلِ علم و فن یہاں ہیں جو بہم
اپنی پستی کا اگر احساس ہے — غالباً ہے مشورہ کوئی اہم
جسکو دیکھو اُسکے دل میں درد ہے — ہو وہ اہلِ دیر یا اہلِ حرم
جن کو ہے مدِ نظر اصلاحِ قوم — کس قدر ہے ایسی مجلس مغتنم

رحمتِ حق کی گھٹا تم پر رہے
علم کا سہرا تمہارے سر رہے

اے معلم صاحبانِ خوش خصال — تم سے ہوگی قوم کی اصلاحِ حال
چھوٹے بچے ہیں تمہارے ہاتھ میں — تم پہ ہے موقوف نیک و بد مآل
وہ چلیں گے جیسے چلواؤ انکو جدھر — ہے چلن انکا تمہاری چال ڈھال

کم سنی میں ان کی تم ہو لو نہیں
تربیت انکی تمہارے ہے سپرد
تم اگر اچھے بناؤ گے انہیں
سعی جب ملکر کریں استاد سب
فخر رازی ہو فارابی ابن رشد
کوئی سرسید کوئی نیوٹن ہے کوئی
عقل ان کی ہر وہی جبریل کی تھی
شرط لیکن ہے دماغی تربیت

بدر ہو جائیں گے اکدن یہ ہلال
قوم بننے کو ہیں یہ سب نونہال
قوم ہو گی چلکے آگے نیک حال
کیوں نہ پھر لڑکے کریں کسب کمال
قابلیت پر ہیں استادوں کی دال
ہیں تمہارے ہاتھ میں جو نونہال
ان پہ صادق ہو ارسطو کی مثال
اب ہے پیش افتادہ حسب عنایہ سال

لڑکے بد اطوار ہوں جُہّال ہوں
علم و خوشخوئی کی یا تمثال ہوں

عرض میں کرتا ہوں اب اک امر حق
نقش ہے بچوں پہ خُلق استاد کا
نرم خوئی چاہیے بچوں کے ساتھ
ان کو حاصل عصمتِ پیغمبراں
مہر و شفقت سے انہیں تعلیم دو
وقت کی اُن کے حفاظت چاہیے
اور ہاں لازم ہے صحت کا خیال
ضبط بھی ہے ایک امر ناگزیر
تاکہ ہوں پاکیزہ سیرت نیکدل

سیرت اُستاد بچوں کا سبق
جسطرح النقل النقل التعلیق
ہے درشتی اُن پہ مضمون ادق
ان کو حاصل رحمت رب فلق
ہو نہ ان کے قلب نازک کو قلق
ایک دن ہے زندگی کا اک ورق
ورزش ان کے حق میں ہے سدِ رمق
سیکھ لیں بچے اطاعت کا سبق
یہ بھی ہے استاد پہ بچوں کا حق

الغرض تعلیم ہی مطلب نہیں
تربیت بھی ہے اک آئینِ متیں

پیشۂ تدریس ہے مقبولِ جہاں ۔ ہے پسندِ خاطرِ ربِّ جہاں

ہے الانبیاء سے ثابت ہے یہ ۔ ہے معلم خود خدائے لامکاں

حلم و غصہ و رحم و ہمدردی کے وصف ۔ ہیں معلم کے لیے شایانِ شان

جو معلم خود ہو مغلوب الغضب ۔ کیوں نہ بچوں میں ہو یہ خصلت رواں

ہم ہوں ناقابل تو بچے کیوں نہ ہوں ۔ آگ کچی ہے تو اٹھیگا دھواں

پختہ و کامل اگر ہم خود نہیں ۔ آدمی بے تیغ ہیں ہم بے گماں

پیشۂ تدریس ہے حق کی قسم ۔ آدمی کے واسطے اک امتحان

جب معلم ہوگیا انساں کوئی ۔ کھل گئے اوسکے سب اوصافِ نہاں

ہوگیا ظاہر بشر کا نیک و بد ۔ دوسرا سر نفع ہے یا ہے زیاں

آہ! رونے کی جگہ ہے دوستو ۔ ہیں ہمیں کھوتے ہیں جو امن و اماں

لڑ جھگڑ جاتے ہیں ذری سی بات پر ۔ بات کرنا بھی ہمیں ہے پھر گراں

حکم ہے فتنہ و شر و فساد ۔ آدمی کے قتل سے بھی ہے گراں

[illegible] ہم سے جدا ۔ ہم یہ صدا آہ و بکا آہ و فغاں

آپ ہم نے ختم کر دی زندگی ۔ ہیں عیاں ہیں چار دن کے جہاں

چھوٹے بچوں ہی سے ہے امید کچھ ۔ ہے انہیں کے ہاتھ میں قومی نشاں

لڑکے جب ہوں اہلِ فن پاکیزہ خو ۔ نیک دل شائستہ سیرت مہرباں

دیکھئے پھر قبضۂ قدرت میں ہو ۔ صرف ہندوستاں نہیں سارا جہاں

اس لئے اُن کی بڑھاؤ ہمتیں
ہیں ودیعت اُن میں حق کی قدرتیں

ہو اگر انساں میں خوش خاطری
بہتریں خیرات ہے ہنس بولنا
سچ ہے خوش قسمت مرد خوش مزاج
ترش روئی اک معلم کے لئے
حیف ہم اُن کو پرکھتے ہی نہیں
اور بھی اک بات میں کرتا ہوں عرض
چاہیئے اپنے مددگاروں کی قدر
دوستو! ماتحت سے ایسے ملو
اور اگر تم آپ ہی ماتحت ہو
اچھی ماتحتی جسے آتی نہیں
ہو نہ یوں حفظ مراتب کا خیال
تم کروگے کام تو ارباب صدر
اور جب دیوار ہی گھر کو نہ ہو
شئے ناقص مفت بھی ارزاں نہیں

ق

بس ہے بہر رفع رنج بے زری
خوش دلی میں ہی نہاں ہے بہتری
بد مزاجی بھی ہے اک بدگوہری
طالب علموں کی ہے غارتگری
لڑکے جوہر ہیں معلم جوہری
مدرسہ میں ہو جو حاصل افسری
قدردانی بھی ہے اک جادوگری
جیسے ہے دونوں کو حاصل ہمسری
تو نہ بھولو شیوۂ فرماں بری
کر نہیں سکتا وہ اچھی افسری
تو کسی دن ہوگی جنگ زرگری
اپنی دکھلائیں گے بندہ پروری
ہے حماقت پھر تو رنج بے دری
جنس اچھی ہے تو ہے سو مشتری

الغرض ہے قدر اپنی اپنے ہاتھ
اپنی عزت اپنی وقعت اپنے ہاتھ

کم ہے جتنا کیجیے شکر بادشاہ — رحمتِ حق فضلِ ربِ ظلِ الٰہ

ملک کو دی جس نے یونیورسٹی — علم پرور ہے ہمارا بادشاہ

ذات اس کی ہامنِ فضل و ہنر — علم و فن اس کی بزرگی پر گواہ

شاہ ہے مصداقِ سلطان العلوم — اسکا حق ہے یہ لقب بے اشتباہ

ق

اس نے کیسے ماہرانِ علم و فن — کیسے کیسے علم و فن کے خیرخواہ

کر لئے ہیں جمع اپنے ملک میں — علم میں جن کو ہی حاصل دستگاہ

ناظمِ تعلیم ہیں مسعود جنگ — جن کو فکر علم ہے شام و پگاہ

ان کی ان تھک کوششوں سے ملک میں — قصبہ قصبہ ہو گیا تعلیم گاہ

معلم حشیم ان کا قدر اہل علم — زندگی اس کی رضا جوئے الٰہ

اب دعا پر ختم کرتا ہوں کلام — السلام اے اہل مجلس السلام

اختتام نظم کے بعد پہلا جلسہ سوا دس بجے ختم ہوا۔

اجلاس دوم

عملی سبق و تقریر بر تعلیم حساب در جماعت صغیر

یکم امرداد ۱۳۴۲ف روز شنبہ وقت ۲ ساعت سہ پہر بمقام انگریزی ہائی اسکول گلبرگہ

محمد عبد السلام ناظر تعلیمات و معتمد انجمن اساتذہ نے تختہ سیاہ پر ایک سو کیلے ٹھوک کر سو قسم کی سو سو چیزیں لگا کر پیش کی تھیں۔ اس میں سے ایک چیز مقوہ کے سو ستطیل ٹکڑے جیسم بسکٹ اور نیم پتوں کے ذریعہ سے انہوں نے بلحاظ انصاب مقررہ جماعت صغیر کے (۳۰) طلبہ سے مختلف طریقوں اور شکلوں سے اعداد خوانی، اعداد نویسی، جمع و تفریق دریافت کی اور سکھائی۔ طلبہ کے پاس سلیٹ قلم نہیں تھا۔ لہذا ریتی منگوا کر ریتی پر انگلیوں سے اعداد لکھوائے۔

آخر میں صحیح جواب دینے والے طلبہ کو جیسم بسکٹ دیدئے گئے۔ نمونہ کے سبق کے بعد مقرر نے وضاحت کی کہ تنوا اشیا و مختلف ہیں اشیا قیمتی کم قیمتی اور بے قیمت سب طرح کے ہیں۔ مثلاً مختلف وضع و رنگ کے منکے۔ مقوہ کے ستطیل و مربع و مثلث ٹکڑے مختلف قیمتوں و رنگ کے مستعملہ ٹکٹ ٹپہ مختلف رنگوں کے کاغذ کے ٹکڑے۔ املی۔ ریٹھا وغیرہ کے بیج۔ جواری۔ چاول وغیرہ کے دانے درختوں کے پتے وغیرہ وغیرہ۔ جماعت صغیر میں حساب کی تعلیم اگر قیمتی اشیاء سے نہ ہو تو چنے۔ مرمرے کے دانوں یا لاتعداد بے قیمت کے پتوں اور بیجوں وغیرہ سے ہو سکتی ہے۔

مسٹر۔ ایم بی۔ اے۔ بی ٹی مہتمم تعلیمات ضلع عثمان آباد نے تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ ریاضی میں طلبہ کثرت سے فیل ہوتے ہیں۔ مدرسین کو معلوم نہیں کہ ریاضی کی تعلیم کیوں دیجارہی ہے کس اصول پر کب اور کیا تعلیم دینا چاہیئے۔ مقرر نے ابتدائی زمانہ سے ریاضی کی تاریخ بیان کرتے ہوئے چین۔ عرب۔ یہود۔ ازمنہ متوسط کے حالات بیان کئے۔ ابتدائی جماعتوں میں طریقہ تعلیم اور دس کے غلطیوں کا تفصیل سے اظہار کیا۔

مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی منصرم صدر مہتمم تعلیمات نے تفصیل کے ساتھ اپنے تجربات اور طریقۂ تعلیم کا اظہار فرمایا۔ مولوی عبدالستار صاحب سجانی نے ایک طویل تقریر میں ابتدائی جماعتوں میں حساب کی تعلیم دینے کے متعلق پر از معلومات و تجربہ تقریر فرمائی سوالات کی نوعیت اور طریقۂ تعلیم بتاتے ہوئے یہ فرمایا کہ کم سن بچوں کو یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ جمع کے بعد ان کو تفریق سکھائی جائے گی۔ کیونکہ اس سے طلبہ کے دماغ پر بار پڑتا ہے۔ بلکہ طلبہ سے جمع کے ساتھ اور بعد تفریق کے سوالات پوچھنا اور حل کرالینا چاہیئے۔

تحریک۔ اوّل۔ مدارس تحتانیہ میں کتب خانہ کھولا جائے۔

مولوی محمد حسین صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ چنچولی نے اس تحریک کو پیش کرتے ہوئے منجانب سرکار امداد کی استدعا کی۔ رام کشن لعل صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ کملاپور نے اوّل تحریک کی تائید کرتے ہوئے بیان کیا کہ رقمی معاملات کا آجکل منظور ہونا مشکل نہیں تو آسان بھی نہیں ہے۔ کملاپور میں چندہ کے ذریعہ سے تین سو (ما) روپیہ فراہم کرکے کتب خانہ کھولا گیا ہے۔ اگر اسی طرح دوسرے مقامات پر بھی کھولا جائے تو بہتر ہے۔ محرک نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ پبلک سے چندہ وصول ہونا مشکل ہے۔ مدارس وسطانیہ و فوقانیہ کے کتب خانہ جات کو سرکار سے رو ملتی ہے وہ بھی اس اصول سے قابل موقوفی ہے۔ مولوی نادر الزماں صاحب بی۔ اے بی ٹی نے تحریک کی تائید فرمائی۔ مولوی شیخ ابوالحسن صاحب نے مختصر تقریر میں کتب خانوں کے قیام کی اہمیت پر زور دیا۔ اور تحریک ہذا اور سفری کتب خانہ ضلع گلبرگہ کی وضاحت فرمائی اور کہا کہ جملہ مدارس تحتانیہ کے لئے ابواب مختصہ سے بتدریج ضروری کتب فراہم کئے جارہے ہیں ہر مدرسہ میں کچھ نہ کچھ ذخیرہ کتب موجود ہے۔ اگر ذرا سی محنت و توجہ کیجائے تو چندہ اور مختلف ذرائع سے ایسے کتب خانوں کو کافی وسعت دیجا سکتی ہے۔ مولوی عبدالستار صاحب سجانی نے تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ مدارس تحتانیہ میں آیا رعایا یا مدرسین یا طلبہ کے لئے کتابوں کی ضرورت ہوگی۔ مدرسین اپنے معلومات بڑھانے اور طریقۂ تعلیم جاننے کے لئے اپنے شوق سے اور تنخواہوں سے کتابیں خرید کرسکتے یا مدارس

ثانویہ سے مستعار پاسکتے ہیں۔ یا مدارس کے ابواب مختلف کی گنجائش سے ایک ایک دو کتابیں ہر سال خرید کر کتابوں میں معتد بہ اضافہ کر سکتے ہیں۔ طلبہ میں مطالعہ کا احساس نہیں ہے۔ کتابوں کو دیمک چاٹ جاتی ہے۔ پبلک بھی ہر جگہ کتب خانہ قائم نہیں کر سکتی۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ جہاں شغ ملے پہلے خود صدر مدرسین۔ اردو۔ کنڑی۔ مرہٹی۔ انگریزی کے کتابیں منگوائیں۔ ضلع بیٹھ کملاپور کی طرح کتب خانہ قائم کرنے کی کوشش کریں۔ مولوی محمد عبد السلام صاحب ناظر و معتمد کانفرنس نے بیان کیا کہ خود محرک کے مدرسہ چنچولی میں کتابیں بلا جلد اور بلا مطالعہ بے ترتیبی سے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر سرکار سے تمام کے لیئے رقم منظور ہو جائے تو سب جگہہ بھی نتیجہ ہوگا۔ اگر ایک یا چند مدارس کو رقم ملتی ہے تو کبڑی بڑ [illegible] اسی طرح یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ دوسروں کی رقم بھی بند کر دی جائے۔ مدرسہ کملاپور نے سفری کتب خانہ میں سب سے پہلے خود ہی ایک صندوق کا اضافہ کیا۔ اور مقامی کتب خانہ بھی قائم کیا۔ اسی طرح نظیراً دوسرے مقامات پر بھی کتب خانہ قائم کرنا چاہیئے۔ مولوی عبد السلام صاحب انصاری مدرس فوقانیہ عثمانیہ نے بھی اس موقع پر ایک تقریر کی۔ ان تقاریر کے بعد اصل تحریک باتفاق آرا منظور ہوئی۔ اور بہ غلبہ آرا یہ منظور ہوا کتب خانہ مدرسین و رعایا کے چندہ سے کھولے جائیں۔

تحریک دوم۔ مدارس وسطانیہ کے ساتھ دار الاقامجات قائم کیئے جائیں۔

مولوی شیخ عبد القادر صاحب قیصر صدر مدرس وسطانیہ کوہیر نے تحریک پیش کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ تہذیب و تکمیل انسان کے لئے تعلیم جس طرح ضروری ہے۔ اور جس کی ضرورت کو عالیجناب صدر نشین صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں بخوبی واضح کر دیا ہے اُسی طرح تربیت بھی تعلیم کا جزو لاینفک ہے اور اس کا حصول بغیر قیام دار الاقامہ ممکن نہیں۔ چونکہ اس وقت اکثر مدارس فوقانیہ میں بجانب سرکار بورڈنگ ہوس قائم ہیں اسی طرح مدارس وسطانیہ میں بھی اس کا قائم ہونا لازمی ہے۔ دار الاقامہ کے قیام کے دو ہی ذریعہ ہیں ایک سرکاری امداد اور دوسرا رعایا کا چندہ۔ اگر صدر مدرس صاحبان اپنی کوشش بلیغ سے کام لیکر چندہ جمع کریں اور سرکار اس میں اپنی شہرۂ آفاق فیاضی سے مستقل امداد لطف فرمائے تو امید کیا بلکہ یقین کامل ہے کہ بورڈنگ ہوس مستقل طور پر قائم ہو کر چل سکتا ہے۔ بغیر

امداد سرکاری اس اہم کام کا مستقل طور پر چلنا ایک امر محال ہے۔

محمد رکن الدین صاحب مدرس ملکھیڑ نے تھوڑی سی گفتگو کے بعد اس کی تائید کرتے ہوئے بیان کیا کہ مستطیع مالدار مقامی اشخاص سے بجائے رقم چندہ کے غلہ اور دیگر خام اجناس فراہم کئے جائیں تو آسانی سے دارالاقامہ قایم ہو سکتا ہے۔ مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے۔ نے بیان کیا کہ سلیبری کمیٹی نے طے کر دیا ہے کہ دارالاقامہ کے اخراجات ۱۳۳۵ف سے مدارس کو سرکار عالی سے نہیں دیئے جائیں گے۔ لہذا جہاں کہیں بورڈنگ کے قیام کی ضرورت محسوس ہو یا رعایا اس کا مطالبہ کرے تو مدرس کو اس طرح سے چلانا ہو گا کہ خود فیس بورڈنگ سے اور مقامی رعایا کی امداد سے جاری رہ سکے۔ کسی خوش حال وہمدرد مقامی معزز شخص سے مکان بلا کرایہ یا جزو کرایہ پر حاصل کرنا چاہیئے۔ برتن عطیتاً یا چندہ سے لینا چاہیئے۔ یا بتدریج فیس سے رقم جمع کرکے خریدنا چاہیئے۔ سنا ہے کہ لنگسگو میں رہائش گاہ طلبہ با آسانی کنٹونمنٹ کے امکنہ کی دستیابی فراہم ہو گئی ہے۔ دیگر اخراجات مقامی رعایا و معززین و عہدہ داران صاحبان کی توجہ سے کچھ مل رہے ہیں باقی خود طلبہ سے لئے جاتے ہیں۔ شاہ پور و شوراپور کے متعلق خود وہاں کے صدر مدرس صاحبان اپنا تجربہ ظاہر فرما سکتے ہیں ہم کو خود اپنے پیروں آپ کھڑا ہونا چاہیئے۔ سرکار عالی سالانہ موازنہ کا ایک بڑا جز یعنی ستر لاکھ روپیہ سالانہ تعلیم پر صرف کرتی ہے۔ لہذا ہم کو بلا کسی سرکاری مدد کے تو دارالاقامہ جات قائم کرنا جاہئے صدر مدرس صاحبان وسطانیہ دل سے تھوڑی کوشش و محنت کریں تو دارالاقامہ جات قائم ہو سکتے ہیں۔ مولوی زاہد حسین صاحب ایف اے صدر مدرس وسطانیہ شاہ پور نے حسب ذیل تقریر کی۔

قیام دارالاقامہ

جناب صدر مہتمم صاحب نے ابھی ارشاد فرمایا ہے کہ سرکار عالی سے قیام دارالاقامہ کے لئے مدد طلب کرنا بے سود ہے۔ کیونکہ وہ مدد ملنا ناممکن ہے۔ لہذا اب ہمارے لئے صرف ایک راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ یہ کہ ہم اپنے پیروں پر آپ کھڑے ہوں میں نے اپنے مدرسہ وسطانیہ

[illegible] پور میں جس [illegible] دارالاقامہ کو قائم کیا ہے اور جن جن ذرائع کو اختیار کیا گیا ہے ان کا مختصراً
یہاں ذکر کر دوں گا۔ ممکن ہے کہ آپ حضرات کو بھی اس سے مدد ملے۔

قریب دو تین ماہ کا عرصہ ہوا کہ رعایا میں سے چند معززین نے مجھے مشورہ دیا کہ مدرسہ ہذا
میں ایک دارالاقامہ قائم کیا جائے۔ علاوہ ازیں میں اس بات کو ایک عرصہ سے محسوس کر رہا تھا
کہ قرب وجوار کے مدارس تحتانیہ سے طلبہ بعد کامیابی امتحان جماعت چہارم مدرسہ وسطانیہ میں
شریک نہیں ہوتے۔ جس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ ان کے قیام اور خورد و نوش کا کوئی انتظام
نہ تھا۔ ان باتوں پر نظر کر کے میں نے بھی مدرسہ میں دارالاقامہ کا افتتاح کیا۔ اور بفضلہ اس میں
قریب (۳۰) طلبہ کے موجود ہیں۔

طلبہ تین اقسام کے ہیں (۱) وہ جو اپنے خورد و نوش وغیرہ کے اخراجات ادا کرتے ہیں (۲)
وہ جنہوں نے ذاتی طور پر اپنے خورد و نوش کا انتظام قصبہ میں کر لیا ہے (۳) وہ غریب بچے
جن کا انتظام ہم کو اپنی ذات سے کرنا پڑتا ہے۔ پہلی قسم کے بچوں کا ہم پر بار نہیں پڑتا۔ کیونکہ وہ
بصورت فیس اپنے جملہ اخراجات کے لئے روپیہ ادا کرتے ہیں۔ دوسرے قسم کے طلبہ سے
صرف ایک روپیہ ماہانہ فیس لی جاتی ہے۔ جس سے ملازمین دارالاقامہ کی تنخواہیں ادا کی جاتی
ہیں۔ اور طلبہ کو لیمپ کے واسطے تیل دیا جاتا ہے۔ تیسری قسم کے اکثر طلبہ سے بھی ایک روپیہ
یا نصف فیس لی جاتی ہے۔ لیکن ان کے خورد و نوش کا انتظام ہم کو کرنا پڑتا ہے۔ جس کی
صورت یہ ہوتی ہے کہ قصبہ کے معززین میں سے سر دست ہر ایک کے یہاں طلبہ کے ایک دن
کے کھانے کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح میرا تجربہ ہے کہ اگر ہم دارالاقامہ کا افتتاح
کریں اور اوس کے انتظام میں کافی دلچسپی لیں تو ہمارے کل اخراجات چل جاتے ہیں۔
اور ہم کو سرکار کی مدد لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جب یہ امر طے شدہ ہے کہ سرکار سے
مدد نہیں مل سکتی تو پھر سوائے اس کے اور کوئی چارہ بھی نہیں۔ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے
کہ دارالاقامہ کا منتظم کس کو بنایا جائے۔ اور اس کو کس قدر الونس وغیرہ دیا جائے۔ حضرات

منتظمی کے لئے مدرسہ کے کسی مددگار صاحب کا انتخاب کیا جاسکتا ہے۔ ... جو بلا معاوضہ کام انجام دیں ممکن ہے کہ آیندہ چل کر دارالاقامہ کا فنڈ یا اس ... ایسے وسیع ہو جاویں کہ اس سے کوئی الونس دیا جاسکے۔ مگر سردست یہ کام اعزازی ہوگا۔ جو محنت اور ایثار کی ایک عمدہ نظیر ہوگی۔ چنانچہ میرے یہاں ایک مددگار صاحب نے یہ کام اپنے ذمہ لیا ہے اور اپنا تمام وقت اس ہی میں صرف کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہر ایک مدرسہ سے ایک نہ ایک صاحب ایسے ہمدرد و محب قوم ضرور مل جائیں گے۔ اگر مدرسین سعی کریں تو دارالاقامہ کے لئے مکان بھی مفت یا قلیل کرایہ سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے جو مکان اس کام کے لئے لیا ہے اس میں ۵۰ طلبہ آسانی سے رہ سکتے ہیں اور کرایہ صرف دو روپیہ ماہوار ہے۔ حضرت ہر کام کو شش پر منحصر ہے اگر آپ صاحبان سعی فرمائیں اور کم از کم یہ بھی ذرائع اختیار فرمائیں تو دارالاقامہ کا قائم ہونا کچھ زیادہ دشوار نہیں۔

مولوی عبدالقادر صاحب قیصر نے جوابی تقریر میں سرکاری مدد کو ناگزیر بتلایا جس پر عالیجناب صدر صاحب نے فرمایا کہ مدارس وسطانیہ کو سردست سرکار مدد نہیں دے سکتی۔ یہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی صدر صاحب نے دارالاقامہ جات عثمانیہ کالج کی وضاحت کی۔ شاہ پور اور دیگر مقامات میں خانگی ذرائع سے دارالاقامہ جات چل رہے ہیں یہ ذرائع کامیاب ہیں۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ بعض جگہ امداد کی ضرورت ہے اور موجودہ مہربان حکومت سے توقع ہے کہ اس کے لئے موازنہ میں گنجایش رکھی جائے گی میری استدعا ہے کہ ذاتی ذرائع سے جہاں مالدار و صاحب حوصلہ اشخاص مدد کرنا چاہیں دارالاقامہ قائم کرنے پر توجہ کی جائے۔ تحریک بغلبہ آرا منظور ہوئی۔

تحریک سوم۔ مدارس شبینہ (نائٹ اسکول) قائم کئے جائیں۔

مولوی نادرالزماں صاحب بی۔ اے نے تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ شہروں و گاؤں

اگر لوکاروبار میں مصروف رہتے ہیں جن کو اپنے معلومات کو وسعت دینے یا
دینے کا کم موقع ملتا ہے۔ ان کی وسعت معلومات و ترقی لیاقت کی صرف یہی
ہوسکتی ہے کہ مدارس شبینہ قائم کئے جاویں۔ رات میں باضابطہ اسکول کے
پڑھانا ممکن ہے اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے مقامی صدر مدرسین صاحب
[illegible] مدرس بن سکتے ہیں۔ اور دیگر مدرسین ہفتہ میں ایک ایک گھنٹہ
تعلیم دے سکتے ہیں۔ گلبرگہ میں تقریباً اسی مدرسین ہیں اگر روزانہ تین گھنٹے کی
تعلیم ہو تو کئی دن کے بعد ایک مدرس کی باری آئے گی۔ کسی ضلع میں مدرسین کے
علاوہ دوسرے لائق اہلکار یا علم دوست حضرات بھی اس کام کے لئے مل سکتے ہیں۔
مضامین تعلیم کی فہرست تیار کرلی جاسکتی ہے۔ مولوی احمد رضا صاحب واسطی بی اے
مہتمم تعلیمات [illegible] نے تحریک کی تائید کرتے ہوئے بیان کیا کہ مدرسہ میں بعض طلبا
کمزور اور بعض [illegible] رہتے ہیں۔ ان کے لئے بھی مدرسہ [illegible] ہوسکتا ہے۔

مولوی عبدالسلام صاحب انصاری مدرس فوقانیہ عثمانیہ نے اس موقع پر حسب ذیل
تقریر کی۔

مدارس شبینہ

اس وقت مجھے مدارس شبینہ اور اس کے قیام کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ اس
مجمع میں مجھے علم کی فضیلت جتانے کی ضرورت نہیں بلکہ آپ میں سے ہر شخص جانتا ہے
جہالت ایک لعنت ہے۔ اس قدر علم تو ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ اسے لکھنا پڑھنا
آجائے اور وہ اپنے خیالات دوسروں پر ظاہر کرسکے۔ دنیا کے مہذب ممالک کو دیکھئے
وہاں آپ ایک شخص بھی ایسا نہ پائیں گے جو ابتدائی تعلیم سے بے بہرہ ہو یعنی لکھنا پڑھنا
نہ جانتا ہو اور اظہار خیال سے قاصر ہو۔ ہمیں بھی اپنے ملک سے جہالت دور کرنی چاہیئے
اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارے قوم کے کسی فرد پر جاہل مطلق کا اطلاق نہ ہوسکے لیکن

یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہماری غربت اور افلاس تو ہمارے راستہ میں سنگ گراں
ہماری قوم کا بیشتر حصہ اپنے بچوں کو مدارس میں نہیں بھیج سکتا اس لیے
روزی کا سہارا ہیں۔ آپ مزدور پیشہ طبقہ کو دیکھئے۔ بھنگیوں اور چماروں پر نظر
آگے بڑھکر سبزی فروشوں اور کاشتکاروں وغیرہ کی حالت پر نظر
کہ ان کے بچے بچپن ہی سے اپنے باپ بھائیوں کے ساتھ رزق
مہیا کرنے میں اُن کی مدد کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کی حالت اور بھی بدتر ہو جائے
اور اُن کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا بھی میسر نہ آسکے۔

حضرات! یہی وجہ ہے کہ یہ طبقہ تعلیم کی طرف نہیں آتے۔ وہ آ بھی کیسے سکتے ہیں
وہ اپنے بچوں کو دن بھر مدرسہ میں نہیں رکھ سکتے۔ ضرورت اس کی ہے کہ ان کے
فرصت کے اوقات میں ان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ اور ایسا موقع رات ہی
میں مل سکتا ہے۔ جب وہ اپنے کاروبار سے فارغ ہو چکتے ہیں۔ ان کے لیے بہت سے
مضامین کی ضرورت نہیں ہے۔ رات میں صرف ڈھائی گھنٹہ کافی ہوں گے جو آسانی سے
تین یا چار پیریڈ میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ اور انہیں مادری زبان اخلاق اور روزمرہ کے
حساب و کتاب کی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ اب رہا مدارس شبینہ کے لیے عمارت۔ مدرسین
چپراسی اور ضروریات کا بندوبست میرے خیال میں اس کے لئے کسی بڑی عمارت یا سرمایہ کی
ضرورت نہیں ہے یہ کام تھوڑے ایثار اور ہمدردی سے انجام پا سکتا ہے۔ بیٹھنے کے
لئے چند کمرے مقامی مدارس کے صدر مدرس صاحبان سے رات میں چند گھنٹوں کے
لئے مل سکتے ہیں۔ مدرسین اگر اپنے فرائض سمجھیں اور اس قومی ضرورت کا خیال کریں
تو وہ اپنی خدمات ایک گھنٹے کے لئے دے سکتے ہیں۔ اگر روزانہ بھی نہ ہو سکے تو ہفتہ
میں ایک دن تو کسی پر بار نہ ہوگا اور شاذ و نادر ہی کوئی ایسا قصبہ ہوگا۔ جہاں کوئی سرکاری
مدرسہ نہ ہو اور مدرسین کی تعداد چھ سے بھی کم ہو۔ اس کے علاوہ جب ہم کام شروع کریں گے

ہمارے استقلال اور نیت میں خلوص ہوگا تو بہت سے ہمدرد پیدا ہو جائیں گے
... مات پیش کریں گے اور مدرسین کا ہاتھ بٹائیں گے۔ رہا ایک چپراسی
... دری چیزوں کی فراہمی ایسے قوی دل رکھنے والے مقامی رؤسا زمیندار اور
... بنیئے پورا کر دیں گے۔ اگر گورنمنٹ بھی اس طرف توجہ کرے تو اس کی معمولی
... سے ہمارے حوصلے بڑھ جائیں گے۔ اور ہم اپنی کوششوں کا ثمرہ بہت جلد
ملک اور قوم کے سامنے پیش کر سکیں گے۔

حضرات ... خیال ہے اتفاق نہیں کر سکتا کہ مدارس شبینہ سرکاری
مدارس کے اُن طالب علم ہو جو کمزور ہوں اور جماعت میں نہ چل سکیں۔ اگر مدارس شبینہ
کے اجرائی کی یہ غرض ہوئی تو ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے نائٹ اسکول
مدرسے ... نکمے لڑکوں کے مرکز بنجائیں گے۔ نہ تو عوام کو ان سے کوئی دلچسپی ہے گی
نہ تعلیم کی رفتار ... ترقی ہوگی۔ اور نہ ان سے کوئی ... نتیجہ نکلیگا۔ اگر ہم لڑکوں کو
کمزور بنا کر جماعت میں رکھنا نہیں چاہتے تو ہم زیادہ احتیاط برتیں ہمارے صدر مدرسین
طلبہ کو بلا کسی آزمائش اور امتحان کے محض اس کی خواہش اور درخواست پر کسی جماعت میں
شریک نہ کریں۔ ہمارا یہ طریقہ تو خود طلبہ کے لئے مضر ہے۔ اور اُسے ہمیشہ کے لئے
کمزور اور نکما بنا دیتا ہے۔ جب ایک طالب علم اپنے آپ کو دوسرے طالب علموں سے
کمزور پاتا ہے تو اس کا حوصلہ پست ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے تئیں دوسروں سے
حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ اس کے علاوہ کمزور طالب علموں کا جماعت میں داخل کرنا
گویا اچھے اور ہونہار طلبہ کی مٹی پلید کرنا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے اصول
میں سخت ہوں اور بیرونی اثرات سے اپنے آپ کو متاثر نہ ہونے دیں۔ حضرات میں
اپنے تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ یہاں کے مدارس میں بالعموم یہ نقص ہے۔ اور
ایک ہی جماعت کے دو طالب علم میں باعتبار قابلیت آسمان اور زمین کا فرق ہوتا ہے

اگر یہ شکل چند طالب جماعت کے قابل ہوتے ہیں تو اکثر ایسے نکلتے ہیں کو چھوڑ دو تین جماعت نیچے بھی نہیں چل سکتے۔

حضرات! میں آپ کا کافی وقت لے چکا اب میں ... محرک نے جس مقصد کو پیش نظر رکھ کر مدارس شبینہ کے اجرا ... میں نے بھی کافی بحث کی ہے اُس کی تہ دل سے تائید کرتا ہوں۔

ان تقاریر کے بعد جناب صدر صاحب نے بیان ... یورپ ایک کاروباری ملک ہے جہاں ہفتہ بھر کل لوگ دن میں اپنے اپنے پیشوں اور ضرورتوں میں منہمک رہتے ہیں۔ مگر وہاں نائٹ اسکول و اسنڈے ... (ہفتہ واری تعلیمی مدرسے) مختلف اقسام کے قائم ہیں۔ اس قسم کے مدرسہ میں بڑے بڑے لوگ معمولی مذہبی یا دیگر باتوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ مدرسے بہت مفید ہیں۔ بعض مدرسے چندے سے چلتے ہیں۔ بعض مدرسوں میں تھوڑی سی فیس لی جاتی ہے۔ ایک مدرسہ میں پانچ شلنگ لئے جاتے ہیں بعض مضامین کی تعلیم یونیورسٹی میں نہیں ہو سکتی۔ مثلاً فن تقریر۔ تھیٹر وعظ وغیرہ۔ بعض لوگ تقریر کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ ان سب کی جھجک وہاں رفع ہوتی ہے۔ فیس سے اتنی رقم وصول ہو جاتی ہے کہ پروفیسر کی تنخواہ نکل جاتی ہے۔ اس طریقہ کے مدرسہ نہ صرف بچوں کے بلکہ بڑوں کے لئے بھی کارآمد ہیں۔ ہم لوگ اس کے ذریعہ مذہب سے قومی حالات سے معمولی تقریروں کے ذریعہ واقف ہو سکتے ہیں جتنے زیادہ اور جتنے کثرت سے یہ مدرسے ہوں گے۔ اتنے ہی زیادہ مفید ہوں گے۔ علیگڈھ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس میں ایک سال یہ تحریک پاس ہوئی تھی کہ صبح شام اور رات کے وقت مساجد میں تعلیم دی جائے مدرسین کے علاوہ لائق وکلاء بھی قرآن و حدیث سے واقف ہوتے ہیں وہ بھی اس میں تقریر کر سکتے ہیں۔ یہ تحریک بلا اختلاف منظور ہوئی۔

تحریک چہارم - مدارس میں فن زراعت و باغبانی کے تعلیم کی ضرورت

مولوی شیخ ابوالحسن صاحب نے پوری تفصیل کے ساتھ مدارس میں ضروریات ترویج اشاعت تعلیم زراعت و باغبانی پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا ملک تجارتی یا صنعتی نہیں ہے بلکہ تقریباً نوے فیصدی آبادی کا انحصار و مدار زندگی زراعت ہے۔ جس میں اہل دیہہ کا زیادہ حصہ ہے۔ جس میں ابتدائی تعلیم کی اشاعت ہمارا خاص کام ہے۔ ہمارا ملک صحیح معنی میں سرسبز و شاداب اور رعایا خوشحال اور تعلیم ترقی پذیر نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہمارے دیہی مدارس کے طلباء کو ابتدائی اور معمولی اصول زراعت معلوم نہ ہوں۔ اور اس سے اُن کو شوق اور دلچسپی نہ ہو بلکہ برعکس متنفر ہوں۔ مدرسین کو چاہیئے کہ بہت جلد مدارس میں اس مفید اور دلچسپ اور کارآمد مضمون کی تعلیم شروع کردیں۔ ہمارے سرکاری ارباب حل وعقد نے نہایت دوراندیشی اور غور وخوض سے موجودہ نصاب کو مرتب کیا ہے اور اوس کی ترتیب کے وقت مندرجہ بالا مقصد کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ اُنہوں نے نصاب میں دیسی مشاغل اور معلومات دیہی کے مضامین کو جماعت صغیر سے چہارم تک لازمی رکھا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مدارس میں اس مضمون کی تعلیم پر بہت کم توجہ کی گئی ہے مدارس میں جماعت سوم و چہارم میں معلومات دیہی کی تعلیم لازمی ہے۔ لیکن کسی مدرسہ میں بھی اس کی تعلیم نہیں ہوتی۔ معائنہ مدارس کے وقت تحقیقات سے معلوم ہوا کہ خود اساتذہ کے معلومات دیہی اس قدر محدود ہیں کہ اس کی تعلیم سے مختلف حیلوں و حوالوں سے پہلوتہی کیجاتی ہے حالانکہ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اس کی تفصیل نصاب میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ بچوں کو زمین اور فصلوں کے مختلف اقسام بتلائے جائیں نیز یہ کہ کونسی زمین کس قسم کے فصل و پیداوار کے لئے موزوں ہے۔ اوقات تیاری زمین و تخم ریزی و درو وغیرہ بتلائے جاویں۔ ممالک محروسہ سرکار عالی کے فصلوں اور پیداوار وغیرہ کی تعلیم دیجاوے۔ بارش کے موسم اور ان کے اثرات بتلائے جاویں۔

فصلوں اور پیداوار کے خرابی کے اسباب اور ان کے اندفاع کے ذرائع بتلائے جاویں
غرضکہ تعلیم زراعت و باغبانی یا معلومات دیہی سے یہ مقصد ہے کہ کاشتکاری کے [illegible] جدید
عام اصولوں سے طلبہ کو عملی طور پر واقف کرایا جاوے۔ اور ان میں فن زراعت سے
دلچسپی پیدا کی جاوے۔ طلبہ کے سابقہ معلومات سے اساتذہ کو فائدہ حاصل کرنا
چاہیئے۔ اور سابقہ معلومات کے ذریعہ سے جدید معلومات حاصل کرنے کی رہنمائی
کرنا چاہیئے۔ مدرسہ کے احاطہ میں یا مدرسہ کے متصل کسی قطعہ زمین پر یا بعض وقت
کھیتوں میں طلبہ کو اس کی تعلیم دیجاوے۔ اس علم کی تعلیم ہرگز کتابی نہ دیجاوے۔ بلکہ
جہاں تک ہوسکے عملی یا اصلی پودے یا کھیت بتا کر دیجاوے۔ تختہ اوقات میں
اقلاً ہفتہ میں تین گھنٹہ فی جماعت اس مضمون کے لئے رکھے جاویں اور اگر ہوسکے تو
۴۵ منٹ کا ایک گھنٹہ روزانہ فی جماعت دیا جاوے۔ اور حسب احکام سررشتہ
زراعت نصاب تعلیم جماعت سوم و چہارم میں اس کی تعلیم لازماً دیجاوے۔ اس قدر
وقت تعلیم زراعت یا معلومات دیہی کے لئے دینے سے دوسرے مضامین کے تعلیم پر
کوئی برا اثر نہیں پڑ سکتا۔ بلکہ باعث تفریح اور اس کی معاون ہوگی۔ فسٹ فارم یا درجہ
اوّل میں بھی اس کی تعلیم دیجا سکتی ہے۔ بشرطیکہ طلبہ اپنے سلسلۂ تعلیم کو جاری رکھنا
چاہتے ہوں۔ اس ضرورت کا کافی احساس کرکے برٹش انڈیا کے اکثر نارمل اسکولوں
اور ٹریننگ کالجوں میں اس تعلیم کو جاری کردیا گیا ہے تاکہ مدرسین کو تعلیم میں سہولت ہو
اور اس کے طرز تعلیم سے بھی واقف ہوجاویں۔ موجودہ تعلیم زراعت بیشتر طبقہ کے
بچوں کو جو اپنل و مڈل تک کے تعلیم حاصل کرتے ہیں زراعت اور اپنے آبائی پیشوں سے
تنفر ہوجاتا ہے۔ حالانکہ حصول علم محض علم کے خاطر ہوتا ہے نہ کہ اکتساب ملازمت
کے لئے۔ جیسا کہ عام طور پر آج کل خیال ہوگیا ہے۔ علم کا اصل مقصد محض کامیابی امتحان
و حصول ملازمت نہیں ہے۔ بلکہ علاوہ عمدہ تربیت کے۔ حصول علم سے یہ مطلب ہے

کہ ہر شخص میں یہ قابلیت پیدا ہو جاوے کہ وہ اپنے وسعت معلومات و علم کی مدد سے خواہ اپنے آبائی پیشہ کو یا جس پیشہ کی طرف اس کا رجحان ہو اسکو عمدگی سے ترقی کے ساتھ انجام دے سکے۔ سال گذشتہ کی تحریک ششم یہی تھی اور بغلبہ آراء یہ طے ہوا تھا کہ معلومات دیہی کے تعلیم کی طرف زیادہ توجہ کرنا چاہیئے۔ مگر پورا سال یونہی گذر گیا۔ اور کانفرنس ہذا کے عملی نتائج میں کسی صاحب نے اپنی محنت و تجربہ مشاہدہ یا تعلیم سے ہم کو مستفید نہ کیا۔ عموماً سنا جاتا ہے کہ اکثر مواضعات میں باوجودیکہ اب ابتدائی تعلیم بالکل مفت ہو گئی ہے قیام مدارس و اشاعت تعلیم کی مخالفت کی جاتی ہے۔ لیکن اگر حسب صراحت بالا زراعتی تعلیم کو جزو تعلیم مدرسہ بنا لیا گیا تو نہ صرف یہ مخالفت دور ہو سکے گی بلکہ مدارس کی آبادی میں کافی مدد ملے گی اور کل رعایا کی ہمدردی و دلچسپی مدارس کے شریک حال ہوگی۔ اور مدارس کے تعلیم یافتہ طلبہ کو اب بعد فراغ تعلیم جو اپنے آبائی پیشوں سے نفرت ہو جاتی ہے وہ بھی دیسی مشاغل و معلومات دیہی یعنی زراعت و باغبانی کی تعلیم سے جاتی رہے گی۔ اور تعطیلات موسمی میں یا بعد تکمیل تعلیم جب طلبہ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوں گے تو آلات نجاری یا کشاورزی و کھرپی و رانتی پکاس و پھاوڑے کے استعمال و ناگرو موٹ کشی سے اون کو عار و شرم باقی نہ رہے گی اور گھر کے کاروبار سے اس کو اجنبیت باقی نہ رہے گی۔ اس کے علاوہ اس کی تعلیم سے بچوں کو جو دوسرے مندرجہ ذیل فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ وہ بھی اہم ہیں۔

(۱) اس تعلیم سے بچوں کو تازہ ہوا کھانے کا موقع ملتا ہے۔ دماغ قدرے آرام پاتا ہے جو صحت و عمدہ تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

(۲) کام کاج شرارت و تیزی اور دوڑ دھوپ کی عادت بچوں میں فطرتاً ہوتی ہے تو ان کی تکمیل کارہائے زراعت و باغبانی میں مصروفیت سے ہوتی ہے۔ اور اس طرح سے بچے بیہودہ کاموں اور کھیلوں سے بچے رہتے ہیں۔

(۳) فطرتاً بچے حسن پسند ہوتے ہیں۔ خود اپنے لگائے یا پیدا کئے ہوئے خوشبودار اور

رنگ برنگ کے پھول تھے۔ طرح طرح کے کیڑے اور ہر پرندے اور پودوں کے نشو نما اور ان کے مختلف مدارج اپنا اثر جائے بغیر نہیں رہتے بچے اُن سے متاثر ہوتے اور ان سے لطف اٹھاتے ہیں۔

(۴) بچوں کی قوت مشاہدہ و مطالعہ فطرت ترقی کرتی ہے۔ صبر و استقلال غور و فکر کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ اس تعلیم کی ترویج و تکمیل کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جو مدرسین کی ذرا سی محنت و سعی و توجہ سے حاصل ہو سکتی ہیں اول زمین دوسرے پانی۔ ہمارے سر رشتہ نے اِس کا خاص لحاظ رکھا ہے کہ جہاں جہاں وہ اراضیات تعمیر مدارس کے لئے حاصل کرتا ہے وہاں اس کے لئے کافی اراضی مہیا کی جاتی ہے۔ اُس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا مدرس کا کام ہے۔ خواہ مدارس کرایہ کے مکان میں ہوں یا سرکاری الغرض میں صحن مدرسہ میں اس کام کو با آسانی جاری کیا جا سکتا ہے۔ اگر پانی کی کثرت ہے تو بڑے پیمانہ پر ورنہ معمولی چھوٹے پیمانہ پر یا بدرجہ مجبوری صرف کونڈوں کے ہی مدد سے اس کی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ اگر کافی قطعہ اراضی میسر آسکے تو اُس کو حسب تعداد طلبہ کئی قطعات پر تقسیم کیا جاوے۔ ہر ایک قطعہ ایک گز لمبا ایک گز چوڑا یا زیادہ سے ۳ × ۲ گز ہو فی طالب علم یا فی ٹکڑی (فریق) جس میں کئی طلبہ ہوں ایک قطعہ دیا جاوے۔ اور اس میں اُس طالب علم یا فریق کے نام کی ایک تختی نصب کی جاوے۔ اور اسے ہدایت کی جاوے کہ بطور خود زمین کو صاف کرے اُن کو کھودے مٹی کو نرم کرے۔ تخم ریزی اور پھل پھول آنے تک صبر و استقلال سے اُس کی نگرانی کرے۔ مختلف مدارج کے نوٹ لے یا ڈرائنگ سے تصاویر بنائے اور پودوں کے نشو نما کے متعلق ایک کاپی میں روزانہ تجربے و حالات درج کرتا ہے۔ اساتذہ جو نگرانی کرتے رہیں۔ خود ہر کام کو نکرنے لگیں۔ اس کام کے لئے کسی بڑی رقم یا زمین کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف چندے محنت و ہمت کی ضرورت ہے۔ ورنہ یہ کام کوئی زیادہ وقت طلب نہیں ہے ۵

بمشکلے نیست کہ آسان نہ شود   مرد باید کہ ہراسان نہ شود

اگر مدرسے کے صحن میں یا اوس کے قریب کوئی جگہ نہ ملے تو پھر گاؤں میں کہیں جار باؤلی کے قریب مالک باؤلی سے طے کر کے ایک یا دو گنٹہ اراضی کانٹی وغیرہ سے محدود کر کے اُس میں اُس کی تعلیم دی جائے۔ اور پیداوار میں مالک اراضی کو شریک کر لیا جاوے۔ اس طرح سے نہ صرف زمین ہی بآسانی مل سکے گی بلکہ پانی بھی بلا وقت اور آسانی سے دستیاب ہوگا۔ ذرا سے صبر و استقلال و ہمت سے اس کام کو اگر انجام دیا جاوے تو نہ صرف ہمارا تعلیمی مقصد ہی پورا ہوگا بلکہ یہ کام بجائے خود ایک فائدہ مند اور مدد دینے والا ہو جاوے گا۔ اور پیداوار سے خود بچوں کو بھی فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے اور اس کام کو بھی اور ترقی دی جا سکتی ہے۔ غرضکہ اس طرح سے غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اوس کی تعلیم کے ذرائع کسی نہ کسی صورت میں ہر جگہ موجود پائے جاویں گے۔ صرف ہمارے ہی طرف سے سعی و محنت کی کمی ہے اگر ہم اس کی ترویج پر کمر ہمت باندھ لیں اور بقول ہمت مرداں مدد خدا کام کا آغاز کر دیں تو کوئی مشکل و رکاوٹ ہماری راہ ترقی میں حائج نہیں ہو سکے گی۔ اس پر عمل کر کے مولوی عبدالستار صاحب نے اپنے مدرسہ میں باوجود جگہ کی کوتاہی اور پانی کی قلت کے اس کام کو شروع کر دیا ہے۔ اور جس کو آپ خود بھی دیکھ رہے ہیں اور دیکھیں گے۔ حالانکہ یہاں کے دونوں بڑے مدرسوں میں کافی جگہ موجود ہے اور مساوی مقدار کا نصف انچ کا نل بھی دونوں جگہ موجود ہے۔ بلکہ اس مدرسہ میں تو ایک عمدہ باؤلی بھی موجود ہے مگر صرف ہمت و عمل کی کمی ہے جس کا اثر و نتیجہ آپ حضرات خود ملاحظہ کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آیندہ پھر کبھی جب یہاں اجلاس ہوگا تو موجودہ کمی محسوس نہ ہوگی۔ اور ہمارے عمل کی کھیتی ہر جگہ سرسبز و شاداب و لہلہاتی نظر آوے گی۔

ہمارے موجودہ منصرم ناظم صاحب تعلیمات نے اپنے زمانہ صدر مدرسی مدرسہ فوقانیہ

انگریزی اورنگ آباد میں خود اس پر عمل کرکے کامیابی حاصل کی ہے۔ اور اپنے مشاہدات و تجربات کو اپنے مولفہ کتب مفتاح التعلیم او ہدایات مدرسین میں بوضاحت درج فرما دیا ہے جس سے آپ حضرات فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ آخر میں دعا کی جاتی ہے کہ خداوند کریم آپ حضرات کو اس پر عمل کی توفیق دے تاکہ یہ عمل ہمارے ملک کی ترقی و فلاح برتری کا باعث ہو۔ اور تعلیم کے بعد محض حصول ملازمت ہی جو ایک ذریعہ معاش خیال کیا جاتا ہے اس سے قوم کو نجات ملے۔ اور ترقی صنعت و حرفت کی طرف جو ہر ملک کی ترقی کا راز ہے نوجوانان ملک کی رغبت و دلچسپی پیدا ہو۔ مولوی عبدالستار صاحب سبحانی نے بھی طویل تقریر زراعتی تعلیم پر کرتے ہوئے مدارس تحتانیہ میں تعلیم زراعت و باغبانی دینے سے یہ کہتے ہوئے اختلاف کیا کہ ہمارا حالیہ مطمع نظر طلبہ کی کامیابی امتحانات ہے۔ اس لئے تعلیم زراعت و باغبانی کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیجا سکتی۔ حالانکہ صاحب موصوف نے اس تعلیم و تحریک کو مفید بتایا مگر وقت کی کمی کی شکایت کی۔ محمد عبدالسلام صاحب معتمد نے بیان کیا کہ سال گزشتہ معلومات دیہی کے ضمن میں تعلیم زراعت سے مولوی عبدالستار صاحب سبحانی نے اختلاف کیا تھا مگر اس اختلاف کے باوجود خود صاحب موصوف نے اپنے مدرسہ میں نہایت عمدہ چمن بندی بڑی محنت سے کی ہے۔ جس میں خود اور طلبہ و مدرسین نہایت دلچسپی و محنت سے منہمک رہتے ہیں۔ اور طلبہ و مدرسین میں اس کا کافی شوق پیدا کر دیا ہے۔ حالانکہ سال گزشتہ اس تحریک کے محرک بن کے اور موئد مولوی محمد اسمعیل صاحب نے کچھ نہ کیا اور مخالف صاحب نے باوجود مخالفت سب کچھ کر دکھایا۔ مجھے امید ہے کہ باوجود مگر محض زبانی اختلاف کے دار الاقامہ جات فوقانیہ اور برانچ اسکول فوقانیہ میں بھی اچھا خاصہ باغ لگ جاوے گا۔

مولوی شیخ ابو الحسن صاحب محرک نے بھی مولوی عبدالستار صاحب سبحانی کے اعتراضات کا مفصل جواب دیا اور تحریک بغلبہ آرا منظور ہوئی۔

ان تحریکات کے بعد ہاڑ واڑاکر صاحب مدرس مدرسہ فوقانیہ انگریزی گلبرگہ نے فوائد تعلیم سنسکرت پر زبان انگریزی میں تقریر کی اور اوس کے حصول و ترویج کی اہمیت پر روز دیا۔ ختم تقریر کے بعد اجلاس دوم برخاست ہوا۔

—————(۰)-:-(۰)—————

نمائش تعلیمی

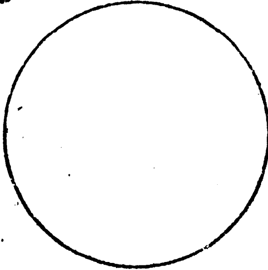
نواب ناصر یار جنگ بہادر ناظم صدر عدالت صوبۂ گلبرگہ شریف کو نہ صرف مذہب و ملک و قوم کے ساتھ عملی ہمدردی ہے بلکہ انہیں سررشتۂ تعلیمات و طلبہ سے بھی بڑی دلچسپی ہے۔ کانفرنس کو انہیں سے بڑی مدد ملی۔ انہیں کے دست مبارک سے اس سال کی نمائش تعلیمی کا افتتاح ہوا۔ ہر چیز کا انھوں نے نظر امعان سے معائنہ فرمایا۔ اس سال نمائش تعلیمی کے ساتھ ہندوستان کا ایک زینی نقشہ (ماڈل میپ) قدرت احمد صاحب راز مددگار مدرسہ فوقانیہ بیدر نے اور کوہ آتش فشاں کا ایک ماڈل (عملی چلتا ہوا نمونہ) جعفر حسین صاحب مدرس مدرسہ وسطانیہ انگریزی نے تیار کیا تھا۔ آخر الذکر سے بھاپ اور دھواں نکلتا تھا اور آواز بھی آتی تھی۔ دونوں نمونوں کے سامنے تیار کنندوں نے ایک ایک دلچسپ تقریر تیاری نقشہ اور کوہ آتش فشاں کے حقیقت پر کی جو توجہ اور دلچسپی سے سنی گئی۔

دیسی کھیل

۲۰ امرداد کی صبح کو مدرسہ فوقانیہ انگریزی گلبرگہ کے میدان میں مدارس مقامی کے طلبہ کو معتمد کانفرنس نے چھ مختلف قسم کے دیسی کھیل کھلائے اور توضیحاً بیان کیا کہ ولایتی کھیلوں پر روپیہ بہت صرف ہوتا ہے۔ دیسی کھیل پر کچھ صرف نہیں ہوتا۔ جھاڑ کی ایک

لکڑی یا پانی کا لوٹا کافی ہوتا ہے۔ طلبہ کے قوا اور حالات ملک کے لحاظ سے بھی دیسی کھیل زیادہ مفید اور ولایتی کھیل مضر ہیں۔ آج یہ مختلف قسم کے کھیل طلبہ کو کھلائے گئے۔ اگرچہ پورا سال تعلیمی بہت چھوٹا یعنی پانچ چھ ماہ کا ہی ہوتا ہے۔ مگر ہفتہ کے باستثنا تعطیل جمعہ چھ ہی دن ہوتے ہیں۔ لہذا آج چھ کھیل کھلائے اور ان کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ امید کہ سال آیندہ تک روزآنہ یہ کھیل کھلائے جائیں گے۔

(۱) بے ہاتھ پیر کی لڑائی۔ دونوں جانب مساوی تعداد کے طلبہ ہوں۔ ایک گول حلقہ پانی سے یا لکڑی سے نشان کرکے بنا لیا جائے وسط حلقہ میں فریقین کا ایک ایک لڑکا آئے۔ اور ایک پیر زمین پر رکھے دوسرا پیر زمین سے اُٹھالے۔ دونوں ہاتھ کے پیچھے کمر پر رکھے۔ دونوں لڑکے یہ کوشش کریں کہ بازوؤں سے ڈھکیل کر کسی کو لکیر کے باہر کر دیا جائے



جو لڑکا لکیر کے باہر ہو جائے یا ہاتھ یا پیر چھوڑ دے وہ ہار دیتا ہے۔ ہارا ہوا لڑکا علحدہ بیٹھ جائے۔ اور اس کے فریق کا دوسرا لڑکا آجائے وہ بھی ایسا ہی کرے۔ جس فریق کے تمام لڑکے ہار جائیں اور دوسرے فریق کے کچھ لڑکے باقی رہجائیں تو باقی ماندہ فریق فتح یاب ہوگا۔

(۲) تال بم (بیٹھا) لڑکوں کی تعداد معین نہیں۔ جتنے طلبہ چاہیں شریک ہو سکتے ہیں۔ ایک لڑکا ہارا ہوا ہوگا باقی تمام کھڑے رہیں گے۔ تمام لڑکے ادھر ادھر پھیر کر بیٹھیں گے بیٹھے ہوئے جس لڑکے کو ہارا ہوا لڑکا ہاتھ لگا دے تو ہاتھ لگا ہوا لڑکا ہار جائیگا اور ہاتھ لگانے والا دوسروں کے ساتھ مل جائیگا۔ ہارا ہوا لڑکا پھر بیٹھے ہوئے کسی لڑکے کو ہاتھ لگانے کی کوشش کرے۔ جس کو ہاتھ لگ جائے گا وہ ہار جائے گا۔ ایسا ہی جتنی دیر چاہیں کھیل سکتے ہیں۔

(۳) تال بم دکھڑا) یہ بیٹھے تال بم کے برعکس کھیل ہے یعنی اس میں لڑکے سب اِدھر اُدھر بیٹھے رہیں گے۔ کھڑے ہونے والے کو ہاتھ لگانا چاہیئے۔

(۴) جھاڑ پھاندیہ۔ ایک لکڑی دور پھینکی جائے۔ لکڑی واپس لانے سے قبل سب لڑکے جھاڑوں یا دیواروں پر چلے جائیں۔ لڑکا لکڑی لاکر جھاڑ کے نیچے رکھے۔ تمام لڑکے یہ کوشش کریں کہ ان میں سے کوئی ایک لکڑی کو ہاتھ لگادے۔ لکڑی لایا ہوا لڑکا یہ کوشش کرے کہ تمام لڑکوں میں سے کسی ایک کو ہاتھ لگادے اگر لکڑی کو کسی کا ہاتھ لگنے سے پہلے لڑکا کسی کو ہاتھ لگادے تو جس کو ہاتھ لگ جائے گا وہ ہار جائیگا۔ لکڑی پھر پھینکی جائے گی اور اس کو لکڑی لانے کو جانا پڑے گا۔ اگر لکڑی کو پہلے ہاتھ لگ جائے تو دوبارہ پھر اسی لکڑی کو لانے کے لئے جانا پڑے گا۔

(۵) کونے کی بلّی۔ یہ صرف پانچ لڑکے کھیل سکتے ہیں۔

الف	ب	مندرجۂ حاشیہ مربع شکل میں نشانات لکڑی سے کرلئے جائیں اگر چاروں طرف کھم ہوں تو کسی نشان کی ضرورت نہیں کھم ہی نشان کا کام دیں گے۔
س		
ج	د	

ہر نقطہ کے پاس ایک ایک لڑکا کھڑا ہوجائے۔ الف کو ب یا ج سے اور ب کو الف یا د سے اور ج کو الف یا دال سے اور د کو ج یا ب سے تبادلہ کا حق ہے۔ الف یا ب یا ج یا د کی جگہ جب کبھی خالی ہو اور اس پر دوسرا لڑکا آنے سے پہلے س چلا جائے۔ تو جس کی جگہ جا چکی وہ س کے پاس آجائے اور پھر خالیہ جائداد کا انتظار کرتے رہے۔

(۶) گدّم گدّہ۔ دونوں جانب مساوی تعداد کے لڑکے ہوں۔ وسط زمین پر پانی یا

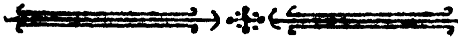
لکڑی سے لکیر کھینچ دی جائے ایک فریق کا ایک لڑکا دوسرے کے سمت میں گُڈ گُڈ کہتا ہوا جائے دوران دوم میں کسی فریق کو ہاتھ لگا کر اپنے حلقہ میں آجائے۔ جس کو یا جتنے لڑکوں کو ہاتھ لگ جائے وہ ہار جائیں گے۔ اگر وہ اس لڑکے کو پکڑ لیں تو گرفتار شدہ لڑکا ہار جائے گا۔ اب پھر دوسرے فریق کا لڑکا اسی طرح فریق اوّل کی سمت میں جائیگا اور ایسی ہی کوشش کریگا جس فریق کے تمام لڑکے پہلے ہار جائیں وہ ناکام اور باقی ماندہ فریق فتح یاب شمار ہوگا۔

نقشہ گُڈ گُڈ

فریق اوّل کے لڑکوں کی جگہ

حد فاصل

فریق دوم کے لڑکوں کی جگہ



اجلاس سوم

۲۸ امرداد ۱۳۴۳ف روز یکشنبہ ۹ ساعت صبح بمقام ہائی اسکول گلبرگہ

پرشاد راؤ صاحب معلم نقشہ کشی ہائی اسکول نے مینول ٹریننگ پر زبان انگریزی میں ایک تحریر پڑھی - مولوی قدرت اللہ صاحب مدرس مدرسہ فوقانیہ بیدر نے اسی سلسلہ پر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ مدارس صنعت و حرفت اقتصادی حالت کو درست کرتے ہیں - آنکھ اور ہاتھ کی تربیت کتابی تعلیم سے زیادہ صناعی سے ہوتی ہے - منفعت کے اعتبار سے بھی یہ تعلیم آیندہ زمانہ میں پیسہ پیدا کرنیکے لئے سرخ روئی کا سبب ہوتی ہے - صنعت سیکھنے کے بعد کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہ ہوگی - صنعت و حرفت کو ہمارے مدارس میں ضرور رائج کرنا چاہیئے - بیدر میں مدرسہ صنعت و حرفت نے بہت فائدہ پہونچایا پندرہ سال قبل مولوی شفیع الدین صاحب نے بیدر میں بدری صنعت کا مدرسہ جاری کیا - جن طلبہ کے دماغ مدرسہ کی کتابی تعلیم حاصل کرنے سے کند تھے اور جو بالکل آوارہ پھرتے تھے وہ اس مدرسہ صنعت و حرفت کی بدولت اچھی طرح روپیہ کما رہے ہیں - بیدر میں نیز دکن اور گلزار دکن نامی کارخانوں کے کاریگر ہم سے زیادہ روپیہ کماتے ہیں - ان کارخانوں کے بیدری حقے، لوٹے بٹن اور مختلف قسم کے دوسری اشیاء ضروری سارے حیدرآباد میں فروخت ہوتے ہیں - گنڈیاں، دوات، قلم، پیپرویٹ وغیرہ میں انہوں نے جدتیں پیدا کی ہیں - بدری (بٹن) گنڈیاں تمام ہندوستان میں پھیل رہی ہیں - جو لوگ کتابی تعلیم سے انکار رفتہ تھے وہ آج نجاری کی تعلیم کے بدولت نجاری کے کارخانے

کھول چکے ہیں۔ میری رائے ہے کہ جابجا صنعتی تعلیم ایسے مقامات پر دی جائے جو صنعتوں
کے مرکز ہیں۔ مثلاً نارائن پیٹ وسدی پیٹ۔ تانبے۔ پیتل۔ چاندی و سونے کے
اعلیٰ کام کے لئے مشہور ہے۔ سنگاریڈی کے ریشمی کام سے طلبہ۔ سرکار کو فائدہ ہو سکتا
رائچور کے مٹی کے نمونوں سے کنڈرگارٹن کی تعلیم کے لئے سامان بنایا جاسکتا ہے
اپنی تقریر میں اُنہوں نے ٹرننگ کالج مدراس کی نجاری دکلے ماڈلنگ وغیرہ کا
اور مدرسہ صنعت دارالضرب کا عالی اور منشار سرکار عالی متعلق ترویج صنعت اور کارہائے
صنعتی انجمن اتحادی کا حوالہ دیتے ہوئے بیان کیا کہ کانفرنس کو صرف زبانی جمع وخرچ
یا قوالی ہی قوالی کا اسٹیج نہیں بنانا چاہیئے بلکہ عمل بھی کرنا چاہیئے۔ مولوی محمد عبدالستار صاحب
سبحانی نے بیان کیا کہ ہمارے مدارس میں ذہنی وجسمانی تعلیم ہوتی ہے۔ مینول ٹریننگ
کے معنی ہاتھ کے ساتھ آنکھ کی تربیت کے ہیں جس پر کم توجہ کی جاتی ہے۔ مزید
تقریر کے اختتام پر مولوی شیخ ابوالحسن صاحب نے ایک طویل تقریر میں بیان
فرمایا کہ مدرسین کو خاموش نہ رہنا چاہیئے۔ اپنے تجربات اور خیالات کو ظاہر کرنا
چاہیئے۔ اس وقت یہاں متعدد ناظمان صاحبان مدارس و ٹرینڈ گریجویٹس جمع ہیں ان سے
بہت زیادہ توقع تھی کہ اس پر وہ نہ صرف اپنے خیالات اور تجربات کو پیش کریں گے
بلکہ آئندہ عمل میں مدد دیں گے۔ جماعت صغیر میں دستی مشاغل لازمی جز ہے۔ اس کے
لئے روزانہ کم از کم (۲۰) منٹ صرف کرنا چاہیئے۔ دستی مشاغل میں ہاتھ کے ساتھ
آنکھ کی تربیت بھی ہوتی ہے۔ مقامی حالات وخصوصیات کو بھی دستی مشاغل کے
ضمن میں ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جماعت اوّل میں خود بچہ اپنی طبیعت سے عملی اسباق
اور مشاہدہ میں منہمک ہوگا۔ دو سال میں لڑکے کو آزادی ملے گی۔ اپنے گھروں میں
والدین کے کام کی نقل مٹی سے خود بچے کرتے ہیں۔ مثلاً وہ ٹھیکروں سے برتنوں کا
اور ریتی سے اناج کا کام لیتے ہیں۔ ہمارے ضروریات پیپر کٹنگ اور پیپر فولڈنگ

و کلے ماڈلنگ سے پورے نہیں ہوتے۔ دستی مشاغل کو ہمارے روزمرہ کی عملی زندگی میں
کارآمد بنانا چاہیئے اور وہ دوسروں کی دست نگری سے بچانے والی ہو۔ پرشاد راؤ صاحب
معلم نقشہ کشی ہائی اسکول نے آپ کے سامنے مختلف قسم کا سامان پیش کیا ہے۔ جس کو
آپ اصحاب کو بغور دیکھکر نوٹ کرنا چاہیئے۔ دماغی تعلیم صرف نصف وقت دیجاوے
ابتدائی جماعتوں میں دستی مشاغل پر زیادہ وقت صرف کرنا چاہیئے اور کل دماغی تعلیم کو
ان ہی مشاغل کے درمیان اور اُن کے ذریعہ سے دینا چاہیئے۔ موجودہ ناظم تعلیمات
مولوی سید محمد حسین صاحب جعفری بی۔ اے آکسن نے۔ اپنی کتاب مفتاح التعلیم میں اس کے متعلق بہت مفید
معلومات کے ساتھ ضروری ہدایات بھی دئے ہیں وہ سب کو پڑھنا چاہیئے۔ مجھے ضلع
میدک کا تجربہ ہے کہ فی صدی (۹۰) مدارس کے ٹائم ٹیبل میں دستی مشاغل کا نام درج
نہیں رہتا۔ جہاں درج ہوتا ہے اُس کے لئے نہ تو مدرس صاحب تیار رہتے ہیں۔ نہ سامان
ہی تیار رہتا ہے۔ گھنٹہ شروع ہونے کے وقت چپراسی کو مٹی یا دیگر سامان کے تیاری
کے لئے روانہ کیا جاتا ہے اور مٹی منگوائی جاتی ہے۔ مٹی آنے اور گوندھے جانے تک
گھنٹہ ختم ہو جاتا ہے۔ مینول ٹریننگ کے لئے وسیع معلومات و محنت کی ضرورت ہے
اس کے لئے اطوار بازیچہ اور گلزار نونہال میں تفصیلی معلومات ہدایات اور اسباق کے نمونے
درج ہیں۔ مگر ایسی کتب مطالعہ و عمل کے بجائے مدرسہ کے الماریوں میں بند رہتی ہیں۔
مولوی عبدالسلام صاحب انصاری مدرس فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ نے حسب ذیل تقریر

مضمون دستی مشاغل پر کی

کسی ملک کی ترقی بلا صنعت و حرفت کے نہیں ہوسکتی۔ دستی مشاغل بھی اسی ضمن
میں آتے ہیں۔ بلکہ یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ اس کے ذریعہ بچوں کو صنعت و حرفت
کے لئے تیار کرنا ہے۔ ہندوستان بھی کسی وقت صناع تھا اور اس کے مصنوعات کی

مانگ سارے عالم میں تھی۔ لیکن افسوس کہ آج ہم اپنی بدقسمتی اور مجبوریوں سے سب کھو کر دوسروں کے دست نگر بن گئے ہیں۔ ہماری بیکسی اور مجبوری کا تو یہ عالم ہے کہ ہمارے اعضاء و جوارح بھی ہمارے بس میں نہیں۔ ہم اپنے ہاتھوں اور آنکھوں سے بھی اپنے منشا کا کام نہیں لے سکتے۔ یہ تو سارے ہندوستان کی کیفیت ہے۔ لیکن ہمارا ملک دکن ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ایک حد تک بہت کچھ آزاد ہے۔ اور معمولی کوشش سے ترقی کے بہت سے منازل طے کر سکتا ہے۔ ہمارا بادشاہ رعایا پرور اور علم دوست ہے صنعتی ترقی کا حامی ہے۔ وہ اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے بروقت کوشاں رہتا ہے۔ اُس نے ہماری تعلیم و تربیت کے لئے جامعہ عثمانیہ قائم کر کے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ لیکن حضرات محض دماغی تربیت سے کسی ملک کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو ہر شخص کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکے مصنف بنے یا کسی دوسرے علمی مشاغل میں لگ جائے۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ حکومت ہر تعلیم یافتہ شخص کو ملازمتیں دے اس لئے ضرورت ہے کہ کوئی ایسا مشغلہ ہو جو آیندہ چل کر ہمارے معاش کا سہارا ہو اور ہم بلا احسان غیرے اپنی روزی حاصل کر سکیں اور ملکی ترقی و سرسبزی کا باعث بنیں۔ لیکن یہ اوسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم دستکاری کی طرف مائل ہوں اور ابتدائی دستی مشاغل کی تعلیم ہیں کما حقہ دی جائے۔ آج کل ہمارے مدارس میں اس ضمن میں جیسی کچھ تعلیم دی جا رہی ہے۔ اور جو کورس درج نصاب ہے اس سے نہ یہ غرض پوری ہوتی ہے اور نہ کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا ہے اس لئے کہ وہ محض نمایش اور بچوں کے دل بہلاؤ کا ایک ذریعہ ہے۔ ملک کی اقتصادی ترقی کھلونوں کی شکل میں چند نمونے تیار کر لینے سے نہیں ہو سکتی اور نہ ہم آگے چل کر اسے اپنے حصول معاش کا ذریعہ بنا سکتے ہیں۔ البتہ یہ تعلیم ایک بنیاد کا کام دے سکتی ہے جس کی طرف بحیثیت بنیاد کافی توجہ کی ضرورت ہے

اگر ہم اپنے طلبہ کو معاش کی طرف سے بے فکر کرنا چاہتے ہیں اور اگر ہماری خواہش ہے کہ وہ دفتری کاروبار کے علاوہ بھی کچھ جانتے ہوں تو ضرورت ہے کہ انہیں دستی مشاغل کی تعلیم ماہرفن کے زیر نگرانی مکمل طور پر دیجائے اور ہر مدرسہ سے ملحق ایک شاخ دستکاری کی بھی کھولی جائے۔

حضرات۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تعلیم پاکر طلبہ اپنے باپ دادا کے پیشہ کو بُرا سمجھنے لگتے اور ملازمت کے علاوہ کسی کام کے نہیں رہتے یہ ہماری تعلیم کا بڑا نقص ہے اور پیشہ کو بُرا خیال کرنے کی ذمہ داری ایک حد تک موجودہ تعلیم و اساتذہ پر ہے جو طلباء کو یہ بھی نہ سمجھا سکے کہ کسی پیشہ کو برا سمجھنا یا اس کے کرنے والوں کو حقیر جاننا جہالت اور نادانی ہے۔ پیشہ خواہ کتنا ہی ادنیٰ کیوں نہ ہو نہ تو حقیر ہو سکتا ہے اور نہ اس کے کرنے والے ذلیل سمجھے جا سکتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر شخص اپنے آبا و اجداد ہی کا پیشہ کرے۔ بلکہ اس کا توحق ہونا چاہیئے کہ وہ جس طرف اپنا طبعی رجحان اور فطری ذوق پائے اس طرف جا لگے۔ مگر کوئی نہ کوئی پیشہ یا صنعت جس کی طرف طبعی رجحان ہو ضرور حاصل کرے۔

حضرات۔ یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس وقت ہمارے محکمہ کے ایک اعلیٰ افسر یہاں موجود ہیں جو ہماری آواز دور تک پہونچا سکتے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور اس تجویز کو عملاً اختیار کئے جانے پر زور دیں گے۔

شمس الدین خاں صاحب معلم نقشہ کشی ہائی اسکول نے ایک مختصر تحریر پڑھی اور اخراجات کی اسکیم پیش کی مقرر کے اس اظہار پر کہ اتنی تقریروں کے بعد بھی اصل بحث تشنہ ہے۔ نیشنل ٹریننگ کی بحث تعلیم صنعت و حرفت میں گڈمڈ ہوگئی ہے حالانکہ وہ خود صنعت و حرفت کا مخالف نہیں بلکہ مؤید ہے۔ اس موقع پر پھر قدرت اللہ صاحب

مدرس مدرسہ فوقانیہ بیدر نے مینول ٹریننگ کی مختصر وضاحت کی کہ مدارس کے ساتھ دستکاری کی تعلیم کا انتظام ہوسکتا ہے۔ مثلاً انہوں نے ترکی ڈبیوں کے یا وگیری بیٹی نون کا ذکر کیا جس کی برآمد یادگیر سے ہندوستان و ترکی ویورپ میں ہو رہی ہے۔ بعدہ ماد عود احمد صاحب نے انگریزی میں تقریر کی۔

مینول ٹریننگ کے طویل تقریروں کے بعد طلبہ جماعت اوّل مدرسہ تحتانیہ مومن پورہ سے قدرت اللہ صاحب مدرس نے دستی مشاغل کے ضمن میں مٹی کے آم بنوائے۔ مولوی شیخ ابوالحسن صاحب نے دستی مشاغل پر حالات مدارس اور موقع کے لحاظ سے ایک مناسب تقریر فرمائی۔ دستی مشاغل کے لئے سامان کی فراہمی اور طریقہ کار کے متعلق ضروری امور و ہدایت کا ذکر کیا۔ انہوں نے ناظر صاحبان کے کام کے متعلق بھی صراحت طلب کی تھی۔ بنابراں معتمد کانفرنس نے بحیثیت ناظر بیان کیا کہ اُس نے کس طرح اور کن ذرایع سے دستی مشاغل کے متعلق کام کیا۔ دستی مشاغل کے ضمن میں صدر مدرس صاحب یدلائی نے ساگرمٹا کا ریشہ نکالا ہے۔ درخت السی کے ڈنٹھل سے کتان کے کپڑے کے لئے ریشہ نکالنے کی کوشش میں ان کو کامیابی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر مولوی عزیزالدین صاحب ناظر تعلیمات رائچور بھی تشریف لائے اور گفتگو کی مگر وہ کوئی خاص صراحت دستی مشاغل کے متعلق نہ کرسکے۔

میر امام علی خاں صاحب اورنگ آبادی معلم نقشہ کشی مدرسہ وسطانیہ لنگسور نے تعلیم نقشہ کشی پر حسب ذیل طویل تحریر پڑھی۔

تعلیم نقشہ کشی

فنون قدیم کی یادگار "شگفتہ نخل کہن"

معموری کے ذریعہ تعلیم — تحریر و کتابت کی قدیم زمانہ میں یہ حالت تھی۔ جس چیز کی ضرورت ہوتی اس کی

تصویر بنا دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ ترقی کے زینہ پر قدم رکھا تو مختلف اشکال اختیار کی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فن مصوری سے مختصر شکل میں خط و کتابت کا کام لینے لگے۔ لیکن اب بھی دونوں میں ربط و اتحاد کو اچھی طرح سے کام میں لاتے ہیں۔ فی زمانہ ہر اشتہار میں جو نقاشی ہے زیادہ کام لیا جا رہا ہے۔ یہ بھی ایک مصوری کی شاخ ہے۔ اشتہار میں جو اشکال اشیاء کی بنائی جاتی ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ بات یہ ہے کہ خریدار کے سامنے گو اصل چیز موجود نہیں ہوتی مگر اس کی ہوبہو تصویر موجود رہتی ہے۔ اور وہ دیکھکر خود بخود اشیاء مطلوبہ کو منگانے کا متمنی ہوتا ہے۔ آج کل دوسرے ملک والے اصل لاگت کا تقریباً نصف حصہ اشتہارات میں صرف کر کے تجارت میں فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ انگریزی تاجروں کی کسی کمپنی کی فہرست اشیاء پر سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ چند روز سے اہل ہند نے بھی کسی قدر اس طرف قدم بڑھایا ہے۔ مصوری سے تحریر و کتابت کو بعد قائم کر سکتے ہیں۔ ترتیب کے لحاظ سے فن مصوری کو لکھنے پڑھنے پر ترقی تعلیم ابتدائی میں بھی مدد مل جاتی ہے۔ کیونکہ انسان فطرۃً مصور پیدا کیا گیا ہے۔ جس وقت انسان بیکار بیٹھتا ہے۔ اس وقت اکثر زمین پر ایک نہ ایک چیز کی شکل بناتا ہے۔ یا کوئی سادہ کاغذ پڑا پائے۔ اُس پر قلم سے لکیریں مار کر ایک نہ ایک چیز کی ضرور شکل بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ بچے جب پڑھنا لکھنا نہیں جانتے ہیں۔ اُس طفلی کے زمانہ میں روزمرہ کی چیزوں کی تصویریں بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ صرف یہی نظر آتا ہے کہ انسان فطرۃً مصور پیدا کیا گیا ہے۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جو فطرت سے مطابقت رکھتا ہے۔ جس چیز کی طرف فطرۃً میلان طبع ہوتا ہے اوسی طرف وہ رجوع ہوتا ہے۔ اس وقت ہمارے ثبوت کے لئے یہ کافی ہے۔ قدیم زمانے کے انسانوں کی یادگار کا بجز ان کے ہاتھ کی بنی ہوئی تصویروں کے اور کوئی سراغ نہیں ملتا۔ گو اکثر اوقات ان کو وحشی

و نیم مہذب کہا جاتا ہے۔ مگر اُس وحشت میں وہ ایسے ایسے کام کر گئے ہیں کہ آج کل دنیا میں
اُن کی نظیر نہیں ملتی ہے اور لوگوں کی عقلیں دنگ ہیں۔ لوگوں نے شروع شروع میں
تصویر کے ذریعہ خط و کتابت سے اپنا کام لیا ہے۔ گویا یہ فن انسان کا فطرۃً ایک جنور اور ضعیف
بچے کو قدرۃً اسی فن سے مناسبت ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ جس کی بناء پر نصف ـــ
میں اس فن کو داخل کیا گیا ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے تاریخ شاہد ہے۔ فی زمانہ
سررشتۂ تعلیمات نے اس فن کے لئے مدارس صنعت و حرفت کے علاوہ بڑی بڑی درسگاہوں
اور مدارس وسطانیہ تک میں اسی فن کے تعلیم یافتہ نقاش (ڈرائنگ ماسٹر) مقرر
کئے ہیں۔ تاکہ قدیم زمانہ کی یادگار کو عروج ہو۔ مگر افسوس ہے کہ اہل ملک نے اُسی کی طرف
اب تک توجہ خاص مبذول نہیں کی ہے۔ پنبۂ غفلت کانوں میں پڑا ہوا ہے۔ اہل
یورپ نے جہاں ہر فن میں ترقی کی ہے۔ اس کی جانب بھی خاص توجہ کی ہے۔ اور وہ
اظہر من الشمس ہے۔ خاص فن مصوری میں اسی بات پر اکتفا نہیں کیا کہ نصاب میں شریک
کر کے ترقی بخشی بلکہ کئی ماہواری رسالے جاری کر کے اہل مُلک کو اس کی طرف خاص توجہ
دلائی ہے۔ اور اگلے وقتوں کی تصاویر کو جس نگاہ وقعت سے اہل یورپ نے دیکھا ہے
اور جس قدر عزت افزائی فرمائی ہے حتیٰ کہ ایک ایک تصویر کی کئی کئی لاکھ روپیہ قیمت دیکر
اُس کو خریدا ہے کیا ہمارے لئے شرم کا مقام نہیں ہے کہ (۳۲) کروڑ سے زاید آبادی
میں ایک بھی ماہواری رسالہ اس فن کے فوائد۔ اوصاف تاریخی واقعات اور کمالات
اور فن کے اظہار کا ذریعہ نہ ہو۔ اور نہ کسی اخبار کا صفحہ اُن مضامین سے پُر نظر آوے۔
معلوم ہوتا ہے کہ اہل ملک نے ادہر خیال تک نہیں کیا۔ ایسی صورت میں سررشتۂ تعلیمات
اُس میں کیا کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اور عوام اس سے فائدہ جیسا چاہیے کیا اٹھا
سکتے ہیں۔ اگر اس فن کے اشخاص اپنے خیالات و کمالات کو قلمبند کریں اور ملک کو
مالامال کریں۔ آنے والی نسلیں صرف یادگار ہی کی صورت میں اس کو قایم نہ رکھیں بلکہ اس

فن کو زندہ جاوید کا جامہ اپنی سعی بلیغ سے پہنائیں۔ اردو زبان میں ایسی جامع کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ اگرچہ دو چار چھوٹے موٹے کتب و رسالے ہوے بھی تو کہا اُن کا عدم وجود یکساں ہے۔ برعکس اس کے ہزاروں کی تعداد میں انگریزی زبان میں اس فن کے کتب موجود ہیں۔ کم از کم اگر ان کے تراجم سے فائدہ پہنچانے کی کوئی تدبیر کی جائے تو اس کا شوق پیدا ہونا اور اس کے فن کی ترقی بعید از قیاس نہیں۔ امید کرتا ہوں کہ ماہران فن نقاشی اسی کے ضمن میں اپنے خیالات کو خاص دلچسپی سے عوام میں ظاہر فرمائیں گے ایک زمانہ تھا کہ اس ملک کے لئے ہند میں کاغذ اور رنگ و روغن تیار کیا جاتا تھا۔ اب یہ حال ہے کسی طرح اپنا کام خود نہیں چلایا جا سکتا ہے۔ جو غفلت اور لاپروائی کی بین دلیل ہے۔ سالہائے گزشتہ کے آثار قدیمہ جو جگہہ جگہہ پائے گئے ہیں۔ اب بھی پرانی آب و تاب سے ہر سیاح کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتے ہیں۔ محو حیرت ہو کر دل و دماغ چکرا جاتا ہے۔ اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ افسوس اگلے زمانہ کے لوگ ہنر سینہ بہ سینہ رکھنے کے از حد شایق تھے۔ ہنر پوشیدہ رکھنے کا ان میں مرض سرایت کر گیا تھا۔ یہاں تک کہ مر گئے مگر دوسروں کو اُس سے آگاہ نہ کیا اگر اولاد کو قابل نہ پایا تو ساتھ لے گئے اب بھی یہ عادت ہم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ بجز خام خیالی کے کچھ نہیں۔ فی زمانہ بمشکل کوئی ہندوستانی مصور ایسا ملیگا جس نے کوئی اختراع فن مصوری میں کیا ہے وہ تو دوسرے ملک کی اشیاء کا دست نگر رہتا ہے۔ جن پر تکمیل مصوری کا دارومدار ہے کیونکہ اصول تعلیم ہی اُلٹا ہے۔

خاکسار اپنے طالب علمی کے واقعہ کو بیان کرتا ہے کہ جب کسی وقت کسی امر کی نسبت اُستاد سے دریافت کیا گیا تو صاف جواب ملا کہ جس طرح بتلایا گیا ہے اُس کو دیکھہ کر نقل کرو کبھی اُس کے نکات اور فوائد سے میرے دل و دماغ کو ترقی کا موقع نہیں ملا ایسے خیالات کے اصحاب سے کیا امید ہو سکتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ بھی مجبور ہیں

کیونکہ تعلیم بچے اون کو جس طرح کی ملی اوسی کے عادی ہیں۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ تعلیم کا اثر تا حیات رہتا ہے یہ تنگ خیالی دل سے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایک فرانس کا مشہور فلسفی اور علوم مشرقیہ کا ایک زبردست عالم و تیوبیبار نے ایک وقت اپنے شاگرد کے سوال کے جواب میں یہ فرمایا تھا جس کا مقولہ یہ ہے "تعلیم اور صحیح تعلیم دو الگ غلط تعلیم جہالت" بچہ نہایت آسانی سے ہر مضمون پر عبور کر سکتا ہے۔ اگر اس فن کی خوش اسلوبی کے ساتھ تعلیم دی جائے اور سر رشتہ تعلیمات فن مصوری کو مضمون اختیاری کے بجائے اگر لازمی گردانے تو کامیابی کی ایک صورت ظہور پذیر ہو سکتی ہے۔

مضمون طولانی ہو جانے کی وجہ سے مختصر فوائد ڈرائنگ قلمبند کئے جاتے ہیں لکھنا و پڑھنا بچہ کے لئے ایک جبری چیز ہے۔ لیکن بچہ مصوری کی طرف خود بخود مائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ فطرۃً اُس میں مادۂ شوق موجود ہے۔ بعض وقت اُس کو تفریح و کھیل ہی کے ذریعہ سے پڑھنے کی مصیبت سے بچایا جا سکتا ہے۔ مصوری سے بچے کی قوت تمیزیہ کو ترقی ہوتی ہے۔ کیونکہ آج کل تعلیمی نصاب میں ایسے بہت سے مضامین ہیں جس کا بغیر ڈرائنگ کے اچھی طرح ذہن نشین ہونا غیر ممکن ہے۔ کوئی لاکھ محنت و عمدگی سے کہا جائے۔ مگر اس مضمون سے بچہ کا دل و دماغ معرا رہتا ہے۔ مثلاً اسباق الاشیاء و سائنس و جغرافیہ و تاریخ و علم نباتات وغیرہ وغیرہ۔ بچہ جب حیوانات و نباتات اور جمادات کی تصاویر دیکھتا ہے تو اس کا دل خواہ نخواہ اس کے مخصوص اوصاف حاصل کرنے کو چاہتا ہے۔ پس اُسکے ذہن میں ہر چیز ایک ممتاز صورت اختیار کرتی ہے۔ لیکن خط و کتابت اس وصف سے معرا ہے۔ جب بچہ حروف مفرد کی ترکیب کا طریقہ حاصل کر چکتا ہے تو وہ ہزاروں نامعلوم اشیاء کے نام بآسانی لکھ سکتا ہے جو کبھی اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں گذرے۔ ہاں مصوری سے بچے میں خط و کتابت کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ بچہ تصویر بنانے

کے لیے خطوط کھینچتا ہے تو اس کی انگلیوں میں خود بخود تیزی اور چستی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور
اس کو انسانی کے ساتھ تحریر کا استاد بنا سکتی ہے۔ جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ کسی ماہر فن نے
اپنا ذاتی خیال ظاہر فرمایا ہے۔ یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ کسی مصور نے ایک اعلیٰ درجہ کی تصویر
پیش کر کے محو حیرت کر دیا ہے وہ یہ ہے کہ وا ایسے بہت لوگ ہیں جو مصوری سے نفرت
رکھتے ہیں۔ میری نگاہ میں ایسے آدمیوں کی کوئی وقعت نہیں۔ مجھے ایسا گمان ہوتا ہے کہ
مصور کو معرفت حق کے مواقع حاصل ہیں۔ کیونکہ جب مصور جانداروں کی شبیہیں اُتارتا
اور ان کے اعضاء کی تالیب کرتا ہے تو اوس کے دل میں یہ خیال ضرور آتا ہے کہ میں
قالب میں جان نہیں ڈال سکتا۔ اور اسی طرح خدا کی عظمت اور قدرت اس کے دل میں
جاگزین ہو جاتی ہے اور وہ عارف کے رتبہ کو پہونچ جاتا ہے) ایک مشہور عالم سیاح
مدت سے اس مسئلہ پر غور و خوض کر رہا تھا۔ ایک روز اتفاق سے اُس نے ہندوستان
میں چند طالب علموں کو دیکھا جو ریگستان میں ریت پر کچھ لکھ رہے تھے۔ اُس نے
یہ دیکھکر اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور بے ساختہ بول اٹھا کہ میرا مقصد حاصل ہو گیا۔ خدا کی قسم
یہی سیدھا سادھا طریقہ ہے کہ ہندوستانیوں کے بچے بہ نسبت تمدن شناس اہل فرنگ کے
بچوں کے شاہراہ فطرت پر چل رہے ہیں۔ اس لئے انہوں نے پہلے لکھا پھر اسکو پڑھا
اس طریقہ میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایک طرف لکھنا ہے۔ دوسرے طرف
اوس کے پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرنا ہے۔ اس میں ہاتھ اور دماغ دونوں ساتھ ساتھ
کام کرتے ہیں۔ اکثر بچے پڑھنے سے جان چرایا کرتے ہیں کیونکہ ان کو ایک نامعلوم
راستہ دکھایا جاتا ہے جو اون کو پہلے سے معلوم نہیں۔ بخلاف اس کے لکھنے و پڑھنے
میں ذہن معلوم سے نامعلوم کی طرف منتقل ہوتا ہے جو فطرت کے بالکل موافق و مناسب ہے
مصوری بھی ایک طریقہ خیالات کے ظاہر کرنے کا ہے۔ لکھنے میں خاص (مقررہ
حروف کے ذریعہ لکھتے ہیں ہم اپنی آنکھوں اور ہاتھوں کو استعمال کرتے ہیں۔ مگر بولنے

میں اپنی زبان کو لکھنا اور مصوری ایک طرح پر بھی باہم مشابہ ہیں یعنے دونوں کے ذریعہ

سے خیالات ظاہر کرسکتے ہیں۔ لکھا ہوا وہی سمجھ سکتا ہے جو کہ پڑھنے سے واقفیت رکھتا

ہے۔ مگر مصوری میں خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ ہر دو سمجھ سکتے ہیں۔ مصوری کے تین فوائد

یہ ہیں۔

(۱) عملی (۲) عقلی (۳) اخلاقی۔

(۱) عملی فوائد۔ اس سے ہم کسی شئے کی نقل فوراً کرسکتے ہیں۔ اور وقت ضرورت کارآمد

ہو سکتی ہے۔

(۲) عقلی فوائد۔ مصوری سے ہاتھ اور آنکھ کی تربیت ہوتی ہے۔ اس کے ماسوا قوت مشاہدہ

قوت فیصلہ اور قوت متخیلہ سے انسان کو بڑی مدد ملتی ہے۔

(۳) اخلاقی فوائد (۱) قوت ایجاد میں غیر معمولی ترقی حاصل ہو جاتی ہے۔

(۲) خوبصورتی کا دل میں مذاق پیدا خود بخود ہو جاتا ہے۔ ۳ صحت اور صفائی کی عادت

کے سوا قرینہ سے ہر ایک چیز رکھنے کی طبیعت ثانی ہو جاتی ہے۔ ۴۔ ہر کام کو بہت آسانی

اور حل جل کر کرنے کی عادت کا عادی ہو جاتا ہے۔ مصوری وہ جامع فن ہے جس کا بیان

ہونا ایک مختصر مضمون میں ایک حد تک غیر ممکن ہے۔ فن مصوری سے انسان کے دل و

دماغ کو جو فائدہ ہوتا ہے وہ مخفی نہیں ہے۔ اور کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اگر فن مصوری کو

تصویر کشی پر ہی اکتفا کیا جائے تو ایسے خیال کو دور سے سلام مصور ذاتی خداوند کریم کی قدرت کا

جو لطف لازوال حاصل کرتا ہے اور مخلوق خداوندی کو بھی اپنے کمالات سے محو حیرت

بنا دیتا ہے یہ کیا ہے اس کی مشق اور اک سبب ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

صانع کی یاد آتی ہے صنعت کو دیکھکر۔ بقول شاعر۔

نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

مصوری سے شاعری کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ بجز مناسبت کے اور کار آمد مطلب

سمجھ میں نہیں آتا۔ شاعری سے علمی ذخیرہ یا قوم کی گذشتہ و حال کی حالت میں کچھ تبدیلی ہو سکتی ہے یا شاعری [illegible] سکتی ہے۔ مگر کوئی فائدہ آیندہ ملک کو ملے۔ وہ صورت فن شاعری کو نصیب نہیں۔ مصوری وہ چیز ہے جس کا بیان کرنا مجھ جیسے آدمی کے احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ ایک بڑا نقص یہ ہے کہ ملک میں اکثر کیا بلکہ بالعموم مدارس میں جو اس فن کے نقاش مقرر ہیں زمانہ شناسی سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ اہل فن کو اس میں ترقی کرنا چاہیئے۔ مگر اب تک ملک میں اس بات کا احساس پیدا نہیں ہوا۔ اور اس بات پر زیادہ توجہ مبذول نہیں کی گئی۔ ملک کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہونا چاہیئے۔ اور جو تعلیم دیجاتی ہے وہ بے اصول دیجاتی ہے۔ ابتدا ہی سے بچوں کو نقل کرنے کا وہ عادی کر دیتے ہیں۔ اس سے آیندہ بچوں کے دماغی ترقی کا سدباب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک قسم تعلیم تھی ہوتی ہے معمولی پیمانہ پر۔ اور وہ جس طرح تعلیم پاتے ہیں اسی پر کاربند ہوکر اپنی عمر کا حصہ خدمت میں گزار دیتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا اور سنا گیا کہ اس فن کے استاد ہمیشہ شاکی ہیں۔ اپنی جز معاش ہونے کے فن میں ترقی اور نکات کا راستہ ڈھونڈنے کے بجائے اپنی [illegible] کے لیئے کوئی نہ کوئی دوسرے ذریعہ کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ادھوری تعلیم کا نتیجہ ہی برا ہوتا ہے۔ اور یہ بات مانی ہوئی ہے کہ تعلیم ہو یا ہنر۔ جب تک اُس میں مہارت حاصل نہ ہو جائے وہ کسی طرح سودمند نہیں۔ اب ملک کا یہ فرض ہے کہ اس طرف توجہ مبذول کرے۔ خیال مصوری سے قوت ادراک میں ترقی ہوتی ہے ۔ ملک و قوم کے بہی خواہ اور قوم کے ادبار کو دور کرنے کا سر میں سودا رکھنے والے لوگوں کو چاہیئے کہ ملک میں شوق پیدا کرنے کی سبیلیں نکالیں۔ اور اس کے فوائد سے عام و خاص کو آگاہ کریں۔ اور سررشتہ تعلیمات کو اس طرف خاص توجہ مبذول فرمانی چاہیئے ۔

مشہور مصور۔ رینالڈ نے ایک جگہ اپنی ذاتی رائے کو یوں ظاہر فرمایا ہے کہ

تصویر قواعد سے نہیں بنائی گئی بلکہ تصویر سے قواعد بنائے گئے ہیں" اور مصور موصوف کا یہ بھی فرمانا ہے کہ ہم کو کسی کی تقلید کا پابند نہ ہونا چاہیئے۔ اس سے ان جن جذبات دلی کا اظہار ہونا چاہیئے وہ مفقود ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے اپنی ذہنی قوت سے کام لیا جائے ہاں ضرور اس بات کا خیال رہے کہ قدیم تصاویر کو بنظر غور و خوض دیکھنے اور معلومات حاصل کرنے میں کوشاں رہنا چاہیئے۔ کوئی نہ کوئی نکتہ نکل ضرور آتا ہے۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ ایک کے خیال کے موافق دوسرے کا خیال ہونا غیر ممکن ہے۔ اگر قدرت ایک ہی طرح پر خیال کا رجوع رکھتی تو آج یہ رنگ برنگ کے کرشمے انسان سے ظہور میں ہرگز نہیں آتے۔ خداوند کریم کی قدرت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے۔ جس سے تمام دنیا محو حیرت ہے۔ اہل حرفت کے لئے یہ فن کس قدر ضروری ہے وہ اہل حرفت سے مخفی نہیں۔ مگر مجبوری اس بات کی ہے کہ بے پروائی یا لاعلمی سے توجہ ملک کی اس طرف نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کسی کو اپنی زبان کی قواعد (گرامر) سے بخوبی واقفیت ہو تو بآسانی دوسری زبان ذاتی پر جلد رسائی حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر وہ اپنی زبان کی قواعد سے ناآشنا ہو تو دوسری زبان کا سیکھنا مشکل و ناگوار خاطر ہو جاتا ہے۔

اگر فن مصوری کو اصولی صورت میں پیش کیا جائے تو یقین ہے کہ ملکی ضروریات میں جو ایک قسم کی کمی ہے اوس کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ اس فن میں وہ راز مخفی ہے کہ جس کے بیان کرنے کو دفتر کے دفتر چاہیئے۔ "سوانگ بہت اور رات تھوڑی" اہل حرفت کیا بلکہ تمام مخلوق کو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ علم میں بعض بعض مضامین اور علم کی تکمیل کے لئے فن ضرور سیکھنا چاہیئے۔ یا کم از کم کچھ معلومات ضرور حاصل کریں۔

سررشتہ تعلیمات نے اسی لئے ہر مدرسہ میں ایک ڈرائنگ ماسٹر بلکہ ہائی اسکولوں میں دو دو مقرر کئے ہیں۔ کوئی شعبہ اس فن کے بغیر ترقی کے زینہ پر قدم رکھتے ہوئے لرزتا ہے۔ مثلاً فن ڈاکٹری انجینرنگ کیمسٹری سائنس علم نباتات اقلیدس

سباق الاشیاء۔ خطاطی۔ اہل حرفت مثلاً خیاط۔ زرگر۔ آہنگر۔ نجار۔ رنگریز۔ معار وغیرہ بہرحال دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کو اس فن کی ضرورت نہ ہوتی ہو۔ دوسرے ممالک کے طالب علموں میں اس فن کا مذاق زیادہ کر دیا گیا ہے۔ میرا دعوے ہے کہ اگر فن مصوری کو اعلےٰ پیمانہ پر ترقی دی جائے تو ملک کا ادبار دور ہو سکتا ہے۔ آج کل اس فن میں ملک کے لئے دوسرے ولایت کے لوگوں نے بہت کچھ ذخیرہ مہیا کر رکھا ہے۔ کم از کم اُس کا ترجمہ کیا جائے تو از حد مفید ہوگا۔ ہندوستان کی یہ حالت قابل افسوس ہے کہ علم حاصل کر کے قسمت سے ڈگری ہاتھ آئی تو ملازمت کے لئے دربدر کی خاک چھان کر کہیں کسیہی ہو گئے۔ کاش کوئی ہنر آتا تو یہ صورت دیکھنا اور شکل کا سامنا اور دوسرے کا محتاج رہنا نصیب نہ ہوتا۔ اس غلامی کو ہرگز ہرگز پسند نہ کرتے۔ کیونکہ آزاد زندگی کا ہر فرد طالب ہے۔ کوئی نہیں چاہتا کہ غلامی کا طوق پہنیں، مجبوری اس امر کی ہے کہ بجز [illegible] کوئی دوسرا ذریعہ معاش نہیں رکھتے اور زرِ کثیر صرف کر کے عمر کا حصہ چوتھائی سے زائد حصول علم بے محل میں [illegible] دیتے ہیں۔ بعض بعض کا علم حاصل کرنے کے بعد عدم وجود برابر ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض امراض میں مبتلا ہو کر اُن کی صحت پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ ہمیشہ دائم المریض رہتے ہیں۔ بلکہ اون کو اپنی زندگی دوبھر معلوم ہوتی ہے۔

اس سال صوبہ اورنگ آباد سنٹر میں جو امیدوار شریک امتحان ڈرائنگ ہوئے تھے۔ ان کا نتیجہ مندرجۂ ذیل سے صاف معلوم ہو سکتا ہے۔

نام مدرسہ ضلع و تعلقہ	شریک	کامیاب
(۱) انٹرمیڈیٹ کالج عثمانیہ اورنگ آباد	(۱۷)	(۱۴)
(۲) مدرسہ وسطانیہ تعلقہ گنگا پور	(۵)	(۱)
(۳) ” ” کنٹر	(۵)	(۲)

نام مدرسہ ضلع و تعلقہ	شریک	کامیاب
(۴) مدرسۂ فوقانیہ عثمانیہ جالنہ	(۱۰)	غیر حاضر
(۵) " " " پربھنی	(۱)	(۱)
(۶) " وسطانیہ تعلقہ ہنگولی	(۱۱)	(۴)
(۷) " " قصبہ مانوت	(۲)	(۰)
(۸) " فوقانیہ عثمانیہ ناندیڑ	(۴)	(۲)
(۹) " وسطانیہ قندہار	(۱۰)	(۲)
(۱۰) " " مدہول	(۲)	(۱)
(۱۱) " " دلیگلور	(۴)	(۲)
(۱۲) " " بھینسہ	(۹)	(۲)

شریک (۸۹) غیر حاضر (۱۰) کامیاب (۲۰)

نام مدرسہ ضلع	شریک	کامیاب
(۱) انٹرمیڈیٹ کالج عثمانیہ اورنگ آباد	(۱۳)	(۷)
(۲) مدرسہ وسطانیہ مانوت	(۱)	(۰)
(۳) " مومن آباد	(۵)	(۰)
(۴) " مدہول	(۳)	(۰)

شریک (۲۲) کامیاب (۷) نتیجہ جو کچھ ہے ظاہر ہے۔

نوٹ ۔ جلد اوّل نمبر (۴) رسالہ المعلم حیدرآباد ماہ آذر ۱۳۳۵ف کے آخر صفحہ پر نقل گشتی دفتر نظامت تعلیمات ممالک محروسہ سرکار عالی کے تعلیم گاہون کی ایک فہرست شایع کی گئی ہے۔

(۴) کالج ۔ } کالج اور مدارس فوقانیہ میں دو دو ۲۲

(۱۳) مدارس فوقانیہ } ڈرائنگ ماسٹریں ہ (۱۰) طبقہ وسطانیہ
(۱۰۵) ۔ وسطانیہ } میں (۱۰۵) مجموعہ تعداد (۱۷۵) موجود

ہے مگر تعلیمی حالت پر نظر کی جائے تو بجز افسوس کے کچھ اظہار ہو نہیں سکتا ایک خاص وجہ یہ بھی پائی جاتی ہے کہ اس فن پر ارباب صدر کی بھی توجہ ضروری ہے ۔

عالیجناب منصرم ناظم صاحب تعلیمات حال نے اپنی کتاب موسومہ (ہدایۃ المدرسین و مفتاح التعلیم میں کسی قدر تعلیم ڈرائنگ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے صدر مدرس صاحبان کی بے پروائی کا اظہار قلمبند فرمایا ہے ۔ جس کا بیان کرنا یہاں پر بے سود پایا جاتا ہے ۔ کیونکہ آپ حضرات میں سے اکثر اصحاب اس کا مطالعہ فرما چکے ہیں مدراس کی تعلیمی حالت پر نظر کی جانے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ بمبئی علاقہ کی تعلیمی حالت کیا ہے ۔

مدراس میں مندرجہ ذیل اقسام کی تعلیم قطعی نہیں ہوتی ۔

۱ ۔ [illegible] ڈرائنگ ۔

۲ اسکیل ڈرائنگ ۔

۳ نیچر ڈزائن

۴ ۔ ماڈل ڈرائنگ کو رنگ وغیرہ کی تعلیم سے محروم رکھتے ہیں ۔ مدراس میں صرف ڈرائنگ کی تعلیم جو دیجاتی ہے وہ معمولی پیمانہ کی ہوتی ہے ۔ البتہ ایڈوانس گریڈ میں تعلیم اچھی ہوتی ہے مگر وہ بھی دو تین مضامین میں جس کی تعلیم بمبئی کے متعلق دیجاتی ہے اگر طالب علم اپنی مشق جاری رکھے تو وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ بغیر مدراس کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کئے کامیابی حاصل کر سکے ۔

علاقہ بمبئی المنٹری گریڈ		علاقہ مدراس المیٹری گریڈ
میمری ڈرائنگ	}	ادٹ لائین
جامیٹری ڈیزائین		جامیٹری

نیچر نولیج معہ رنگ }
ماڈل بغیر رنگ سازی
ماڈل ڈرائنگ

وقت واحد میں علاقہ بمبئی کے امتحان میں کامیابی حاصل کرنا پڑتا اور مدراس میں ایک ایک کرکے امتحان کامیاب ہوسکتا ہے۔ مدراس کے امتحان کا سنٹر مفید مقامات پر مقرر ہوتا تو تعلیمی نتیجہ برآمد ہونے کی امید نظر آتی۔ اگر یہ ممکن نہ تھا تو کم از کم قدیم اساتذہ کو موقع ملتا کہ وہ امتحان دیکر اپنے آپ کو ہر وقت اس قابل بنا سکتے جس کی آج ناامیدی ہوگئی ہے اور اساتذہ قدیم کی برابر ناانصافی جس کی وجہ سے منشاء سرکار قریب قریب کارآمد ثابت نہیں پایا جاتا۔ بندہ اس قدر عرض کردینا اپنا فرض خیال کرتا ہے کہ آج عرصہ پندرہ سالہ مدت ملازمت میں دیکھا گیا اور سنا گیا کہ کسی ڈرائنگ ماسٹر سے اُس کی کارگذاری وتعلیم کی بابت بازپرس نہیں ہوئی۔ شاید کسی سے ہوئی ہو مگر کارگذاری کرنے والے اور اپنے فرائض کو انجام دینے والے حضرات ترقی ... دونوں برابر مستحق ہوجاتے ہیں۔ ایسی صورت میں کام کرنے والا بھی کام نہیں کرتا۔ کیونکہ حضرت انسان میں ایک بات فطری موجود ہے۔ جہاں تک ہر شخص کام سے بچنے کی ٹوہ میں رہتا ہے۔ شاذونادر ایسے بھی شیر ہوتے ہیں کہ وہ اپنے کام سے غرض خواہ کسی کی حق تلفی اور ان کے حق میں ناانصافی کیوں نہ ہو مگر وہ پرواہ تک نہیں کرتے اور کام کئے جاتے ہیں۔ میں اس کو خداوند کریم کا ایک عطیہ خیال کرتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ٹائم اسکیل کے وقت سند یافتہ علاقہ مدراس کے اشخاص کو بلاضرورت فوق دیا گیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بروقت فیصلہ کمیٹی میں کوئی ایسا ماہر فن شخص موجود نہیں تھا۔ جس کو دونوں علاقوں کے مضامین سے پوری واقفیت ہوتی اور خود بھی فن ڈرائنگ اور مدراس کی ضروریات سے واقف ہوتا۔ اگر شک ہے تو براہ کرم بعد تحقیق فیصلہ پر نظر ثانی فرمائی جائے کہ بندہ کا بیان

غلط ہو نہیں۔ تقریباً تین سال کا عرصہ ہوتا ہے مدراس سے اس فن کے اساتذہ مقرر کیے گئے ہیں۔ ان کی کارگذاری وقت واحد میں معلوم ہوسکتی ہے۔

جو ترقی اس فن میں کسی قدر ہورہی تھی اس کی وجہ سے سست ہوگئی۔ کیونکہ انسان امید پر کام کرتا رہتا ہے خواہ نتیجہ کچھ ہی برآمد ہو۔

امتحان کا پہلے سے سنٹر بمبئی کا قرار دیا گیا۔ اور علاقہ مدراس کے تعلیم یافتہ وقت تقرر کے مستحق متصور کیے جاتے ہیں۔ پھر کس طرح کام کرنے والے کو کامیابی حاصل ہو۔

جب سررشتۂ ہذا نے مدراس کی تعلیم کو اعلیٰ تصور فرمایا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مہربانی فرمائی جائے کہ پہلے علاقہ مدراس کے ساتھ تصفیہ کرلیا جاتا کہ جس طرح بمبئی کے ساتھ امتحانات کا تصفیہ کرلیا گیا ہے۔

بالآخر میں عرض ہے کہ اس طرح [illegible] ات کے افسر اعلیٰ اور ارباب حل و عقد جہاں تک ممکن ہوسکے جلد از جلد اس فن کو ترقی دینے کی نسبت توجہ مبذول فرمائیں شن گورنمنٹ [illegible] ار ایک ماہر فن مہتمم کا انتظام ہو۔ مدارس ثانویہ کا دورہ کرکے وہ اسی کام کی نگرانی کرے۔

جناب مولوی میر محمود علی صاحب صدر مہتمم صنعت و حرفت ڈرائنگ اینڈ کرافٹ ورک اورنگ آباد اس فن کے نہ صرف ماہر ہی ہیں بلکہ خاصہ تجربہ رکھتے ہیں۔ جب ہماری سرکار ابد قرار نے صاحب موصوف کو بارہ تیرہ سال بغرض تکمیل فن ڈرائنگ وظیفہ عطا فرمایا تھا تو صاحب موصوف کے یہ کام حوالہ کیا جائے خاطر خواہ انتظام ہونے کی صورت میں کام بھی عمدہ انجام پائیگا۔ ڈرائنگ اور کرافٹ کے لیے آل انڈیا میں چیف انسپکٹر مقرر ہے۔ صاحب موصوف کی خدمت ہی موجود ہوتے ہوئے دوسروں سے یہ کام کیوں لیا جارہا ہے۔ صاحب موصوف صنعت و حرفت

کی رپورٹ اور ڈرائنگ کی رپورٹ اور اپنی دیرینہ تجربہ کی تیاری میں نادہ مفید ثابت ہوں گے۔

تیاری اسباق

مولوی محمد عبدالستار صاحب سبحانی بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی نے۔ تیاری اسباق کے عنوان پر ایک تفصیلی اور کارآمد تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ تیاری اسباق ایک فن ہے علم نہیں ہے۔ جو تقریر سے سُن کر اور کتاب سے پڑھکر حاصل کیا جا سکے۔ جب تک عملی نگرانی میں اس کی مشق نہ ہو یہ کام عمدگی سے نہیں آ سکتا۔ خود ٹریننگ کالج سے اور مدارس تعلیم المعلمین سے تمام مدارس جیسا چاہیے مستفید نہیں ہو سکتے اور نہ اس قسم کی کانفرنسوں اور مجلسوں سے عملی سبق کے طریقے اس طرح معلوم ہو سکتے ہیں۔ مدرسین تحتانیہ کو وسطانیہ میں اور مدرسین وسطانیہ کو فوقانیہ مدرسین کے ساتھ مامور بکار کر کے عملی کام سکھانا اور سبق و مشارات تیار کرنے کا تجربہ حاصل کرنا چاہیے۔

تیاری سبق کا کیا اصل مقصد ہے اس کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیے۔ تیاری سبق ہو یا اور کوئی کام ہو وہ بالکل اس وقت تک کما حقہ پورا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ پہلے سے وہ پیش نظر نہ ہو اور اس کی تکمیل کی طرف سعی و محنت نہ کی جاوے بڑے سے بڑا مقرر بھی اپنی تقریر پہلے سے سوچ لیتا ہے اور اس کے نوٹ لکھ لیتا ہے اور انہیں مختصر یادداشتوں پر وہ اپنی بڑی سے بڑی اور اعلیٰ سے اعلیٰ تقریر کرتا ہے اسی طرح مدرس کو بھی اپنی یادداشت یہ ضرور نوٹ کر لینا چاہیے کہ وہ جماعت میں کونسی بابت کس طرح بتائے گا۔ اور سبق کو بچوں کے سامنے کس طرح سے پیش کر کے ان کی مشکلات کو رفع کرے گا یہی سوچنا اور نوٹ کرنا اصلی تیاری اسباق ہے۔

اس امر کی ضرورت نہیں ہے کہ تیاری اسباق کی یادداشت پر خاص جدولیں ہوں۔ خاص سوالات ہوں یا حد سے زیادہ طوالت وتفصیل ہو۔ سوالات اور یادداشت نہایت مختصر واضح اور کارآمد ہو۔ صفحے کے صفحے طوالت سے لکھ لینا بیفائدہ ہے۔ دو سوال یا اشارے دو سطروں میں لکھ لینا اور اوس پر عمل کرنا اُس سے بہت زیادہ مفید اور اچھا ہے بہ نسبت اس کے کہ کئی صفحے کے نوٹ تیار کئے جاویں اور اُن پر عمل کم ہو۔

چھوٹی جماعتوں میں قوت مشاہدہ سے زیادہ کام لینا چاہیئے۔ بڑی جماعتوں میں اس کی کم ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ریاضی کے متعلق اسی نمائش تعلیمی میں اجزائے ضربی کا ایک سوال بذریعہ مشاہدہ سمجھایا گیا ہے۔ مثلاً ۱۷ انڈے ایک چڑیا نے دئے اس کو دو جگہ انڈے سینے کے لئے رکھنے پر ہر جگہ آٹھ آٹھ آئے باقی ایک بچا اسی طرح بچے نکلنے کے بعد ان کو تین تین ٹکڑیوں میں اڑائیں تو دو دو ٹکڑیاں بنکر باقی دو بچے بچوں کو یہ حساب ذہنی طور پر سمجھایا جائے تو دیر میں بمشکل سمجھ میں آتا ہے۔ اگر اسی کو بذریعہ تصویر سمجھایا جائے تو بہت آسانی اور عمدگی کے ساتھ طلبہ کے ذہن نشین ریاضی کا یہ مشکل حصہ ہو سکتا ہے۔

بڑی جماعتوں میں مشاہدے کی ضرورت نہیں بلکہ نیچی جماعتوں میں جو معلومات طلبہ سیکھ کر آتے ہیں انہیں کو تھوڑی سی امداد کے ساتھ طلبہ کو کام میں لانے اور بڑھانے کا طریقہ بتانا چاہیئے۔

بچہ جن چیزوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ گر وہ پیش کی چیزوں کو بتا کر اُس کے معلومات طلبہ پڑھائے جائیں۔ بچوں کے لئے ان چیزوں کے دیکھنے بھالنے کا انتظام کیا جائے اور جو چیزیں بہ آسانی فراہم ہو سکتی ہیں اون کو فراہم کر لیا جائے۔

بچوں کے معلومات میں اضافہ اس طرح بھی کیا جائے کہ دوسرے معلومات کے

ذریعہ سے اون کو نا معلوم چیزیں یا یہاں کی حالت کے لحاظ سے وہان کی حالت بتائی جائے بعض وقت واضح اور صاف خیالات وقت پر یاد نہیں آتے انہیں بھول نہ جانے کے لئے یادداشت پر لکھ لینا ہی تیاری اشارات کا نام ہے ۔

جن معلومات کے ذریعہ سے ہم تعلیم دیں گے اس کا اندراج بھی اسی میں شامل ہے ضرورت سے زیادہ تعلیم اور معلومات پر ابتدائی جماعتوں میں زیادہ زور نہ دینا چاہیئے بلکہ تربیت کو مقدم رکھنا چاہیئے ۔

ہر شخص کو اپنے اپنے طریقہ سے ہی پڑھانا چاہیئے ۔ اگر کوئی شخص اپنا طریقہ چھوڑکر میرے طریقہ کی پیروی کرنے لگے تو طریقہ تعلیم بگڑ جائے گا ۔ میں اپنے ہی طریقہ پر پڑھا سکتا ہوں ۔ دوسرے اپنے طریقہ پر ۔ مگر نتیجہ کامیابی امتحانات محنت پر اکثر جگہ یکساں نکلتا ہے اس لئے عمدہ تعلیمی نتیجہ حاصل کر لینے کے لئے ہمدردی ۔ محنت ۔ خلوص و ایثار ہی کی سخت ضرورت ہے ۔ اگر یہ صفات مدرسین میں موجود ہوں تو طریقہ تعلیم کچھ ہی ہو نتیجہ عمدہ نکلنا لازمی ہے ۔

بہترین نتیجہ بہترین تیاری پر منحصر ہے ۔ سب سے زیادہ خلوص ۔ محنت ۔ سچائی اور اصلیت کی ضرورت ہے ۔ نئی باتوں کی چنداں ضرورت نہیں ہے ۔ بھوک لگتی ہے تو خود پیٹ بھرنے کا انتظام کر لیا جاتا ہے ۔

ٹرینڈ اور اَن ٹرینڈ میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے جیسا کہ صاف اور ناصاف پانی چیز ایک ہی ہے مگر تھوڑے سے عمل سے رنگت بدلجاتی ہے ۔

خاتمہ تقریر پر مقرر صاحب نے اپنے بعض تعلیمی مشکلات مثلاً جامٹری و تاریخ کے حذف و ازالہ کی کیفیت بیان کرکے اپنی تقریر ختم کی ۔

اجلاس سوم کے اختتام پر مولوی شیخ ابوالحسن صاحب نے نمایش تعلیمی کی چیزوں کو معتمدین بغور دیکھتے جاتے اور اُس سے مفید معلومات و نتائج اخذ کرنے اور ضروری باتوں کو

جاری کرنے کی ہدایت کی اور اوس کو ترقی دینے کی نسبت سب کو تاکید کی۔ اور نمایش تعلیمی کے لئے سامان فراہم کرکے مختلف اور آسان ذرائع بیان کئے۔ اور جملہ صدر مدرسین صاحبان مدارس ثانویہ سے بہ نمونہ مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ اپنے اپنے مدارس میں بھی مختصر پیمانہ پر ایک نمایش تعلیمی قایم کرنے کی نسبت سب کو ترغیب دی جس سے بچوں کی تعلیم و تفہیم میں جو بیحد سہولتیں حاصل ہوتی ہیں اون کو بھی مختصراً بیان کیا اور کہا کہ امید ہے کہ آیندہ سال کے جلسہ میں مدارس میں نمایش تعلیمی کے قیام کے متعلق رپورٹیں وصول ہوں گی۔ اس کے بعد تیسرا جلسہ برخاست ہوا۔

اجلاس چہارم

۲۰ ر امرداد روز یکشنبہ وقت سہ پہر بمقام مدرسہ فوقانیہ انگریزی گلبرگہ شریف مولوی زاہد حسین صاحب ایف۔ اے صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ عثمانیہ شاہ پور نے بطریقہ راست (Direct Method) انگریزی کی ابتدائی تعلیم دی جس کی کیفیت حسب ذیل ہے۔

نمونۂ عملی سبق بطریق راست

پہلے تختۂ سیاہ پر تین الفاظ CAP, CHAIR, STAND, لکھے گئے۔ اور ان الفاظ پر کاغذ کے ٹکڑے چسپاں کر دئے گئے تاکہ ضرورت سے پہلے طلبہ ان الفاظ کو دیکھ نہ سکیں۔ طریقہ تعلیم حسب ذیل تھا۔

(۱) طلبہ کو چند مختلف قسم کی ٹوپیوں کا مشاہدہ کرایا گیا اور سبق کو دلچسپ بنانے کے لئے ایسے سوالات کئے گئے۔

(۲) مدرس نے چند بار لفظ CAP کو صاف صاف بلند آواز سے اس طرح ادا کیا

کہ طلبہ ہونٹ زبان و دانتوں کی جنبش و جگہ کو اچھی طرح دیکھ سکیں۔

(۳) طلبہ سے مجموعی و انفرادی طور پر (CAP) کا لفظ کہلوایا گیا اور ان کا تلفظ درست کیا گیا۔

(۴) مدرس نے طلبہ سے کہا کہ تختۂ سیاہ پر غور سے دیکھیں اور لفظ CAP پر سے کاغذ کا ٹکڑا الگ کر دیا گیا۔ کچھ وقت دینے کے بعد طلبہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے سیدھے ہاتھ کی پہلی انگلی سے لفظ CAP کو دیکھکر ہوا میں ویساہی لفظ بنانے یا لکھنے کی کوشش کریں یہ مشق چند بار کرائی گئی۔

(۵) طلبہ سے کہا گیا کہ اپنے قلم کے الٹے سرے سے اپنی سلیٹ یا ریتی پر لفظ CAP بنائیں یہ مشق بھی چند بار کرائی گئی اور مدرس غور سے طلبہ کو دیکھتا رہا۔

(۶) تختۂ سیاہ کی طرف دیکھکر طلبہ سے مجموعی و انفرادی طور سے لفظ CAP ادا کرایا گیا۔

(۷) مشق نمبر (۴) و (۵) کا اعادہ کرایا گیا۔

اسی طرح سے لفظ CHAIR کو بتایا گیا اور لفظ STAND کو ان کے تعلق سے پڑھایا گیا۔

[illegible] طلبہ کو [illegible] تختۂ سیاہ [illegible] دریافت کیا گیا کہ CHAIR یا STAND

CAP [illegible] اور چیزوں کے نام سے بھی ان کا تعلق بتلایا گیا۔ اس کے بعد

مناسب [illegible] کرائی گئی۔

عملی جانچ کے بعد اس کی توضیح حسب ذیل تقریر کے ذریعہ کی گئی۔

تعلیم انگریزی بطریق راست

صدر ذی شان و معزز حضرات

طریقہ راست سے انگریزی میں نمونہ کا سبق آپ صاحبان کے سامنے پڑھایا گیا۔ یہ سبق کہاں تک کامیاب رہا۔ اور اگر اس طریقہ کو دیگر مدارس میں رائج کیا جائے تو کہاں تک مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کا تصفیہ آپ حضرات پر منحصر ہے سبق میں جو کچھ خامیاں رہ گئی ہیں یا جہاں جہاں غلطیاں واقع ہوئی ہیں اس کی نسبت میں وہی عرض کرونگا جو کہ میرے معزز دوست و معتمد مولوی عبدالسلام صاحب نے فرمایا تھا۔ اور آپ حضرات کے اعتراضات کی بوچھار سے نان گریجویٹ NON-GRADUATE نان گزٹیڈ NON-GAZATTED اور آن ٹرینڈ (UNTRAINED) کی آڑ میں پناہ لونگا۔

حضرات۔ کسی غیر زبان کی تعلیم دو طریقہ سے دیجا سکتی ہے ایک تو پرانے طریقہ جس سے ہم سب نے تعلیم پائی ہے اور جس کو ٹرانسلیشن میتھڈ (TRANSLATION METHOD) کہتے ہیں اور دوسرے طریقہ جدید سے جس کو ڈائرکٹ میتھڈ DIRECT METHOD یا کنورسیشنل میتھڈ (CONVERSATIONAL METHOD) یا نیچرل میتھڈ بھی کہا جاتا ہے (NATURAL METHOD)

یہ تو امر مسلمہ ہے کہ طریقہ راست یعنی ڈائرکٹ میتھڈ ٹرانسلیشن میتھڈ سے بدرجہا اچھا اور مفید ہے۔ لہذا اُس کی نسبت آپ صاحبان کے سامنے کچھ عرض کرنا محض تضییع اوقات کا باعث ہوگا۔ اس وقت میں صرف ڈائرکٹ میتھڈ کی نسبت کچھ عرض کروں گا۔

حضرات۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ میوہ فروش وغیرہ جن کو چھاؤنی یا

فوج کے کیمپوں میں چیزیں فروخت کرنے کا موقع ملتا ہے وہ اپنی ضرورت کے لایق انگریزی اچھی طرح بول اور سمجھ سکتے ہیں۔ جس سے ہماری اکثر میٹرکیولیٹ بھی محروم رہتے ہیں۔ میرا ایک ملازم تھا جو دوران جنگ عظیم میں مصر چلا گیا اور پانچ سال بعد واپس آیا۔ شاید آپ کو یہ سن کر تعجب ہو کہ وہ مصری زبان اچھی طرح بولنے اور سمجھنے لگا تھا۔ حالانکہ لکھنے پڑھنے سے قطعی ناواقف تھا۔ ایک بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنی مادری زبان سے بھی بالکل ناواقف ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے والدین یا دیگر اشخاص کو جو اس کے پاس آتے جاتے ہیں بولتا دیکھتا ہے تو انہی الفاظ کو ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور چند ہی سال میں اچھی طرح گفتگو کر سکتا ہے۔ حالانکہ وہ زبان کے حروف تہجی اور قواعد وغیرہ سے بالکل نابلد رہتا ہے۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت کا یہی تقاضہ ہے کہ انگریزی کی تعلیم طریقۂ راست سے دی جائے۔

اساتذہ صاحبان کو چاہیئے کہ اس طریقہ سے تعلیم دیتے وقت ان باتوں کا خیال رکھیں۔

۱۔ الفاظ کا اتفاق جہاں تک ممکن ہو چیزوں سے بتلا دیا جائے۔ اور اگر چیزیں آسانی سے دستیاب نہ ہو سکیں تو تصاویر یا نقشہ وغیرہ سے کام لیا جائے۔

۲۔ انگریزی کو جہاں تک ممکن ہو۔ انگریزی ہی میں پڑھایا جائے۔

۳۔ قوت سامعہ اور قوت باصرہ کے ذریعہ تعلیم دی جائے۔

۴۔ زبانی مشق بولچال میں زیادہ کرانی چاہیئے۔

۵۔ قواعد کو شروع کے چند سالوں میں اس قدر اہمیت نہ دی جائے۔

جو سبق میں نے پڑھایا۔ اس میں دو بڑے اعتراضات ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اُردو کا زیادہ استعمال کیا گیا۔ اور دوسرے یہ کہ جب طلبہ حروف تہجی سے بھی ناواقف ہیں ان کو الفاظ کو لکھنے کی کیوں مشق کرائی گئی۔ پہلے اعتراض کی نسبت میں

یہ عرض کروں گا کہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اکثر الفاظ جو ABSTRACT ہوتے ہیں
ان ہی کے معنی سمجھانے میں نہایت دقت ہوتی ہے اور بہت سا وقت صرف ہوتا ہے
لیکن اگر اردو میں ایک لفظ ہی بتا دیا جائے تو طلبہ آسانی سے سمجھ جاتے ہیں۔
اور مدرس کی دقت رفع ہو جاتی ہے۔ البتہ جب طلبہ چھوٹے چھوٹے جملے بولنے
اور سمجھنے لگیں تو پھر ان سے سوالات بھی انگریزی ہی کئے جائیں اور جوابات بھی
انگریزی میں حاصل کئے جاویں۔ دوسرے اعتراض کی نسبت اس قدر گزارش ہے
کہ الفاظ لکھانے سے اس وقت لکھانے کی مشق کرانا مقصود نہیں۔ بلکہ تختہ سیاہ
کے الفاظ کو سیدھے ہاتھ کی پہلی انگلی سے ہوا میں بنانے کی کوشش کرنے سے مراد
یہ ہے کہ طلبہ کے ذہن میں الفاظ کی تصویر اچھی طرح سے جم جائے اور گو وہ کسی لفظ
کے ہجوں سے ناواقف ہوں لیکن لفظ کو بشکل مجموعی فوراً پہچان لیں۔ سلیٹ پر اسے
قلم سے لکھانے کا مقصد یہی ہے تھا کہ الفاظ کی تصویر طلبہ کے ذہن پر اچھی طرح
نقش ہو جائے اور ان کا ہی سے قلم کی گرفت وغیرہ آجائے تاکہ جب روشنائی سے
لکھنا شروع کریں تو ان کا ہاتھ اچھی طرح سے سدھا ہوا ہو۔

اس قدر عرض کرنے کے بعد اب میں یہ بتاؤں گا کہ ابتدائی جماعت میں انگریزی
کی تعلیم کس طرح دی جائے۔ نمونہ کے سبق کو آپ حضرات کے سامنے پڑھا گیا
اب میں صرف اس کی صراحت کروں گا۔

ابتدائی جماعت یعنی جماعت سوم میں طریقہ تعلیم وہی ہوگا جو ابھی آپ صاحبان نے
ملاحظہ فرمایا۔ جماعت سوم میں پہلے چھوٹے الفاظ جن کا طلبہ روزمرہ استعمال کرتے
ہیں اس ہی طرح سے پڑھائے جائیں جیسے ابھی آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ مدرس کو چاہیے
چاہیے کہ پہلے ایک فہرست تیار کریں جن میں الفاظ کی تعداد تقریباً ۵۰۰ ہو اور
وہ تمام الفاظ اسم، فعل اور صفت وغیرہ کے موجود ہوں جن کا بچوں کو کام پڑتا ہے

پہلے ہفتہ میں طلبہ کو معمولی روزمرہ کی بول چال کے الفاظ مثلاً COME, SIT, GO. وغیرہ پڑھائے جائیں۔ اور دوسرے ہفتہ میں اسم مثلاً CAP, CHAIR, TABLE, وغیرہ پڑھائے جائیں۔ تیسرے ہفتہ میں ذرا اور بڑے بڑے اسم لیں اور ساتھ ہی ساتھ چھوٹے چھوٹے جملے بھی پڑھائے جائیں مثلاً WHAT IS THIS, THIS IS A CAP, اس ہی طرح سے (ADJECTIVE, ADVERB,) پڑھائے جاویں اور ان کا تعلق چیزوں سے بتلا دیا جائے مثلاً THIS IS A RED CAP, وغیرہ اس طرح سے RED, BLACK, SHORT, TALL, وغیرہ بتلائے جائیں میری رائے میں پہلے آٹھ ہفتوں تک لکھنے کی مشق نہ کرائی جائے اس کے بعد بجائے خالی سلیٹ پر لکھنے کی روشنائی سے دو سطروں کے درمیان الفاظ لکھے جاویں۔ اسی سے قریب قریب چھ ماہ تک تعلیم دیجائے اور اس کے بعد کتاب پڑھائی جائے جس کو اب بچے آسانی سے پڑھ سکیں گے۔

جماعت چہارم میں بھی اس ہی طرح تعلیم دی جائے۔ جماعت چہارم میں کتاب پہلے ہی ہفتہ سے شروع کرائی جائے۔ اور اس زمانہ میں الفاظ کی تعلیم اس ہی طرح دیجائے جیسے جماعت سوم میں۔

حضرات۔ مدرسین صاحبان کو چاہیئے کہ ہر جماعت کے لئے اس طرح الفاظ کی ایک فہرست تیار کرلیں جس میں زیادہ وقت واقع نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی صاحب اس محنت سے بچنا چاہتے ہیں تو میرے مدرسہ میں ہر جماعت کے لئے ایسی فہرستیں طیار ہیں جو آٹھ آنہ حالی فی فہرست کے حساب سے سکریٹری پورا فنڈ مدرسہ وسطانیہ عثمانیہ شاہ پور ضلع گلبرگہ دستیاب ہوسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ مضمون ایسا ہے جس پر انگریزی میں متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں اور بچوں کے لئے بھی متعدد پرائمرین اور ریڈرین طریق راست سے تعلیم دینے پر شائع ہوچکی ہیں جن کو بآسانی لانگ مین یا مکملین کمپنی وغیرہ سے طلب کیا جاسکتا ہے۔

آخر میں میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرے ناچیز خیالات کو نہایت خاموشی سے سنا اور امید کرتا ہوں کہ ان پر یا جو طریقہ آپ کو بہتر معلوم ہو اُس پر عمل کر کے سال آیندہ اپنے تجربات سے ہم سب کو مستفید فرمایا جاوے گا۔

مولوی زاہد حسین صاحب کے نمونہ سبق اور تقریر کے بعد مولوی شیخ ابو الحسن صاحب نے توضیح کی کہ ڈائرکٹ میتھڈ سے تعلیم دینے کے کتب وریڈریں اور جغرافیہ و تاریخ کے نمونہ کے کتب میکملن کمپنی بمبئی اور لانگ مین گرین کمپنی بمبئی سے نمایش تعلیمی میں آئے ہیں۔ مدرسین ان کا معائنہ اور اس سے استفادہ فرمائیں اور اُن کا نام و پتہ نوٹ کرلیں۔

مولوی محمد حسین صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ چنچولی نے مصارف صادر پر حسب ذیل تقریر فرمائی۔

مصارف صادر کس طرح کئے جائیں

اس امر کی معافی چاہتے ہوئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ عنوان کہ مصارف صادر کس طرح کئے جائیں مجھے یہاں آنے کے بعد اس کی اطلاع ہوئی جس کی وجہ سے اس ناچیز کو اپنے چھوٹے موٹے معلومات کی تیاری کا کافی موقع نہیں ملا۔ کبھی تو اپنی عدم تیاری و ناواقفیت کے باعث پست ہمتی سے پیچھے ہٹتا رہا اور کبھی اس خیال سے کہ جب عنوان مقرر کیا گیا ہے تو کچھ نہ کچھ اپنے اظہار خیالات کے لئے آگے بڑھنا بھی ضروری ہے۔ اسی کشمکش و پیچ میں اسٹیج پر آکر کھڑا ہوا ہوں۔

حضرات۔ اس عنوان میں تو بہت کچھ وسعت پائی جاتی ہے۔ لیکن

میرے معلومات میں اتنی وسعت نہیں کہ کافی طور پر روشنی ڈال سکوں۔ میں ایک تحتانیہ کا مدرس ہوں۔ میرے معلومات و خیالات بھی مدارس تحتانیہ کی حد تک محدود ہیں۔ ان مدارس کے مصارف صادر کی نسبت میں صرف یہ عرض کروں گا کہ جس طرح ہم اپنی ذاتی رقم کے صرف کرنے میں باحتیاط تمام کام لیتے ہیں علیٰ ہذا مصارف صادر کو احتیاط کے ساتھ استعمال کریں تو یقیناً کافی گنجایش نکل سکتی ہے۔ اس کے لئے مناسب ہوگا کہ سال بھر کے اشیاء ضروری کا تخمینہ کرکے وقت واحد میں سامان خرید لیں۔ دیہات میں اکثر اشیاء گران فروخت ہوتی ہیں۔ بار بار کے خریدنے میں بجائے کفایت کے نقصان کی صورت رونما ہوتی ہے۔ اس لئے میری یہ رائے ہے کہ سال بھر کا تمام سامان کسی ایسی دوکان سے خرید لیں جہاں کفایت کی صورت معلوم ہوتی ہو تو اس وقت ظاہر ہوگا کہ رقم صادر میں بچت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور بصورت بچت یہ رقم دوسرے مفید کاموں میں صرف کیجا سکتی ہے۔ ہماری اس بے احتیاطی کی وجہ سے سال پیوستہ دفتر مہتمم تعلیمات گلبرگہ شریف سے یہ احکام جاری ہوئے تھے کہ کواپریٹیو سوسائٹی (انجمن اتحادی) ہائی سکول سے سامان خریدا جائے لیکن انجمن مذکور سے ایک سال بھی پوری طور پر سپلائی نہ ہو سکی۔ یہ انتظام محض اس وجہ سے کیا گیا تھا کہ مدارس تحتانیہ کے اکثر مدرسین صادر کو بیجا طور پر صرف کرتے ہیں یا مقامی طور پر سامان گراں خریدتے ہیں۔ چنانچہ اس بخصوص میں ہمارے پاس دفتر مہتمم سے بارہا گشتیات جاری ہوئی ہیں۔ لیکن افسوس کہ اس کی پابندی کے ساتھ تعمیل نہیں ہوئی جس سے ہم یقیناً بے اعتماد ثابت ہوئے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ دوسرے سررشتوں میں بھی کچھ نہ کچھ بدعنوانیاں ہوئی ہوں گی جب ہی تو آج ہماری سرکار کو قیام ڈپو کے مصارف برداشت کرنے پڑے۔ ڈپو کا قیام تو ایک حد تک نہایت ہی بہتر ہے۔ مگر ایک ڈپو سے کل ممالک محروسہ سرکار عالی کے دفاتر و مدارس کی بر وقت سپلائی ناممکن نہیں تو دشوار

ضرور ہے کہ اگر اس ڈپو سے معقول طریقہ سے بروقت سپلائی ہو تو میں یہ کہوں گا کہ خصوص دیہاتی مدرسین کی وہ شکایتیں کہ ہیں دیہات میں سامان گراں و خراب ملتا ہے۔ رفع ہو جائیں گی۔ اور بے احتیاطی سے صرف کرنے کا سدباب ہی ہو جائے گی۔ مجھے تجربہ حاصل ہے کہ اگر مدارس تحتانیہ کے صدر مدرسین جیسا کہ ان کا فریضۂ صدارت رہبری کرتا ہے بمعیار ف صادر کو اپنی ذاتی رقم تصور کر کے درد کے ساتھ صرف کریں تو ہر قسم کے مدارس تحتانیہ اوّل درجہ و سوم و دوم کے موازنہ سے ہر سال تقریباً ربع رقم کی ضرور گنجایش نکل آئیگی اس رقم کو اس طور سے کام میں لایا جائے کہ کتب درسی و فنی یا تصاویر اسباق الاشیاء و نقشہ جات ضروری یا نمونہ جات خاکی یا اور مفید و ضروری اشیاء وغیرہ خرید لیں۔ میرے ہمعصر بھائی ضرور یہ خیال کریں گے کہ اس کم عقل کو کیسے معلوم ہوا کہ بچت ہو سکتی ہے۔ آپ حضرات معاف فرمائیے اگر میں کہوں کہ مجھے اس کا تجربہ حاصل ہے۔ اس واسطے میں آپ صاحبین کی توجہ اس طرف معطوف کرا رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض مدارس ایسے ہیں کہ بچت تو کجا اون کے لئے موازنہ ہی ناکافی ہوتا ہے۔ ان مدارس کے لئے بجز اس کے کوئی صورت ہی نہیں کہ موجودہ رقم سے اپنی ضروریات کی تکمیل کر لیا کریں۔ جس طرح کہ وہ چھہ سات سال سے اب تک کرتے آرہے ہیں اس واسطے کہ آج کل کسی جدید رقم کا منظور ہونا ناممکنات سے ہو گیا ہے۔ لیکن تجربہ کی بنا پر میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ احتیاط و کفایت شعاری کے ساتھ خرچ کرنے سے صادر میں ہر جگہ بچت کا نکلنا ممکن ہے اور اُس سے ہماری دوسری ضروریات کی تکمیل بآسانی ہو سکتی ہے۔ اسی بحث پر مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی نے جو مفید تقریر فرمائی اُس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

صاحب موصوف نے فرمایا کہ اوّل ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ رقم صادر کن اغراض کے لئے منظور ہوئی ہے۔ دستور العمل مدرسین میں مذکور ہے کہ رقم صادر خریدی سامان

نوشت وخواند مثل فارم ورجسٹرات وقلم وروشنائی اورچاک وغیرہ اورخریدی کتب درسی وتعلیمی اورزیب وزینت مدرسہ کے لئے منظور ہوتی ہے گویا کہ اُس کا مصرف تین ابواب میں ہوتا ہے۔ پہلی ضروری چیز خریدی سامان ونوشت وخواند ہے۔ اس مد میں اب تک بہت گڑبڑ اور بے ضابطگی ہوتی رہی ہے۔ اور تقریباً کل کی کل رقم اب تک اسی مد میں صرف ہوتی رہی ہے۔ کتب درسی کی خریدی تو شاذ ونادر ہی کسی مدرسہ میں عمل میں آئی ہو۔ اور اگر آئی ہے تو یہ چار برس کے اندر کی بات ہوگی۔ مگر اب تو حسب فرمان واجب الاذعان اپنا انتظام ہوگیا ہے کہ تمام قسم کے فارم ورجسٹرات کا نمونہ ومعیار قایم ہوگیا ہے اور ہر قسم کے ضروری فارم دارالطبع سرکار عالی میں کثیر مقدار میں طبع کراکے مہیا کئے گئے ہیں۔ ہر مدرس حسب ضرورت اُن کو وہاں سے طلب کرلے سکتا ہے۔ مگر اس میں بھی بڑی محنت وکفایت ودردسری کی ضرورت ہے۔ تاکہ بے ضرورت وزائد فارم نہ منگالئے جاویں۔ گذشتہ دوچار سال کے دفتر کی تنقیح وتیاری گوشوارہ سے یہ اندازہ لگالینا چاہیئے کہ ہم کو سال آیندہ کس قدر ہر قسم کے فارموں کی ضرورت ہوگی تاکہ اُسی قدر فارموں کا مطالبہ کیا جاوے۔

اسی طرح سے دیگر سامان ضروریہ قسم کا مثل روشنائی۔ نب پنسل۔ قلم۔ پین۔ گوند چاک۔ کاغذ سادہ ورنگین ہمہ قسم چاقو وغیرہ سرکاری ڈپو میں جمع وفراہم کئے جاچکے ہیں۔ جہاں سے حسب ضرورت سال بھر یا چھہ ماہ کے ضروریات کا سامان طلب ہوسکتا ہے۔ البتہ سامان مثل جھاڑو۔ رسی۔ گھڑے۔ لوٹے۔ بوریہ وغیرہ جو ڈپو سے نہیں مل سکتا بطور خود خریدا جاسکتا ہے۔ مگر حسب ضرورت۔ نہ کہ ڈپو کے قیام کے بعد بجائے ضروری سامان ڈپو سے منگا سکنے کے ساری رقم گھڑے رسی ڈول وبوریہ وغیرہ ہی کے خریدنے میں صرف کردیجاوے غرضکہ سامان نوشت وخواند کی خریداری میں بشمول فارم ورجسٹرات ودیگر ضروریات عـــہ سے عـــہ تک رقم صرف ہوگی۔ اب رہی خریدی کتب درسی جس کی جانب اب تک بہت کم توجہ رہی ہے کل رقم ہماہ رکے ربع رقم تقریباً ہر سال اس مد میں صرف کرنا چاہیئے حسب ضرورت

سپرد و الشداپور دہلی کے درسی کتب ہر مدرسہ کے ضروریات کے موافق ہر مدرسہ میں موجود رہنا چاہیئے۔ ان کی تکمیل بتدریج کرتے رہنا چاہیئے۔ کتب تعلیمی فنی بھی ایک ایک کرکے حسب گنجایش منگاتے رہنا چاہیئے۔ اور اسی طرح سے اس بجٹ رقم صادرت سے ایک یا دو رسالہ جات تعلیمی بھی منگانا چاہیئے۔ مثلاً رسالہ المعلم جو خود اپنے ملک سے نکلتا ہے اور جس کی قیمت ۸ ہے، سالانہ ہے یا ہفتہ وار اخبار تعلیم لاہور جو ایک بہت مفید تعلیمی اخبار ہے۔ اور جس کی قیمت اب کلدار ہو گئی ہے یا ایسے ہی دوسرے ضروری و مفید کتب و رسالے اس بجٹ سے منگائے جا سکتے ہیں۔

اس کے بعد ایک تیسری مدزیب وزینت و آرایش مدرسہ کی باقی رہتی ہے جس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر پانی و جگہ کی فراوانی ہو تو مدرسہ کے صحن میں یا اوس کے اطراف مختصر سی چمن بندی کی جا سکتی ہے۔ اور مختصر پیمانہ پر زراعت و باغبانی کے عام اصولوں کی تعلیم بھی اُس سے دیجا سکتی ہے جو نہ صرف ایک قسم کی عملی تعلیم میں ممد و معاون ہوگی۔ بلکہ مدرسہ کے آرائش و زیبائش کا باعث ہوگی۔ دوسری صورت آرائش مدرسہ کے یہ ہو سکتی ہے کہ اگر پانی و جگہ کی کمی ہو تو کونڈوں میں خوبصورت و پھولدار پودے لگا کر مدرسہ کے زینت کو ترقی دیجا سکتی ہے یا نمونہ جات ڈرائنگ و مفید تصاویر سے مدرسہ کو آراستہ کیا جا سکتا ہے اور اور اس قسم کا بہت سا کام خود مدرسین اپنے ہاتھ سے اور بچوں کی مدد سے انجام دے سکتے ہیں۔ اور حسب ضرورت خریدی تخم و آلات و کونڈے وغیرہ کے لئے رقم صادرسے اور کچھ چندے وغیرہ سے امداد لے سکتے ہیں۔ غرضکہ اگر مثل اپنی گاڑھی کمائی کے ذاتی روپیہ سمجھ کر دردا در کفایت سے رقم صادر صرف کیجاوے تو اسی معمولی عمہ یا سہ یا سنوار روپیہ سالانہ کی رقم سے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔

ورنہ نقل بل خرچی وبے دردی و دریا دلی پر آجائے تو یہ رقم چھ ماہ کے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتی اور نہ منجملہ تین مدت اخراجات صادر کے ایک مد کے لئے وہ کفایت کر سکتی ہے مجھے اپنے آٹھ سالہ معائنہ و دورہ و تنقیح مدارس کے تجربہ سے معلوم و ظاہر ہوا کہ بعض مدارس تحتانیہ میں سالی بھر میں ۱۵ و ۲۰ دستہ محض سفید رولیکاری کاغذ خرید ا گیا ہے اور ایک مدرسہ میں تو اس کی مقدار ۲۸ دستہ کے تھی اور اس کی مقامی قیمت ۱۲ر فی دستہ لگائی گئی تھی۔ جب کہ بازار میں اس کی قیمت ۸ر دستہ تھی۔ اسی طرح سے روشنائی سُرخ و سیاہ تین تین اور چار چار روپیہ سالانہ کی صرف ہوئی۔ محض گوند کا خرچ ۲ر یا ۳ر ماہانہ کا لگایا گیا ہے۔ حالانکہ عام نرخ اس کا فی روپیہ ۲ تا ۳ سیر ہے اور مدرسہ تحتانیہ کا اوسط سالانہ مجاریہ دو سو تک کا ہوتا ہے۔ لہذا خیال کیا جاوے کہ دو سو یا ڈھائی سو لفافوں کے بنانے اور بند کرنے کے کس قدر گوند درکار ہوگا۔ میرا اندازہ ہے کہ ۲ر کا گوند بہت کافی ہے۔ یعنی ماہانہ ایک پیسہ یا زیادہ سے زیادہ دو پیسے ماہوار کا اسکے بجائے ۲ر ماہوار آورد وانت میں شریک وطلب ہوا ہے۔ ایسے فضول خرچیاں قابل غور ہیں۔ یہی پیسہ دوسرے مفید کاموں میں صرف ہو سکتا تھا۔

انہیں باتوں کا لحاظ کرکے ہمارے موجودہ مفخم ناظم صاحب تعلیمات نے ایک گوشوارہ تخمینہ اخراجات صادر کا بنا کر۔ اپنی صدر نشینی صوبہ میدک کے زمانہ میں کل مدارس پر روانہ کر دیا تھا اور تقریباً ہر مدرسہ میں یک ربع سے یک ثلث تک رقم کی بچت نکلتی تھی جس سے ہر مدرسہ کو حسب ضرورت کتب درسی و کتب فنی تعلیمی و رسالہ جات خرید او دئے گئے۔ اور مدرسین کی ترقی لیاقت و وسعت معلومات کے سامان فراہم کرا دئے گئے۔ اسی ضمن میں بغرض آپ حضرات کے سہولت کے میں آپ کو قصبہ پٹن چیرو ضلع میدک کے ایک کارخانہ کے تجربات

مستعملہ مدارس تحتانیہ یہاں بتلانا چاہتا ہوں۔ جن کا ایک ایک سٹ خورد و کلاں مالک کارخانہ نے نمایش تعلیمی صوبۂ ہذا کے لئے روانہ کیا ہے اور وقتیہ نظامت تعلیمات سے مشترف کے استعمال کے لئے اون کو خریدنے کی منظوری بھی عطا فرمائی گئی ہے۔ لہذا آپ حضرات سے حسب ضرورت اون کو کارخانہ میر معین الدین علیخاں صاحب منتظم کارخانہ مطبوعہ فارمس و رجسٹرات قصبہ پٹن چیرو ضلع میدک سے طلب فرما سکتے ہیں۔ ان کے استعمال سے نہ صرف آپ کو اُن کی تیاری و فراہمی کی دقت سے چھٹکارا ملے گا بلکہ کل صوبہ میں ایک قسم کی یکسانیت کا عمل ہو گا۔ اور جملہ نمونہ منظورہ اور اس قدر صاف و واضح ہیں کہ ان کی تکمیل میں کسی قسم کی دقت و دشواری کا سامنا بھی نہ ہو گا۔ یہ رجسٹرات دو قسم کے ہیں۔ ایک کلاں سائز جن کی قیمت فی رجسٹر ۵ ر ہے۔ اور ایک خورد جن کی قیمت ۳ ر فی رجسٹر ہے اور ہر مدرسہ کیلئے اس قسم کے مختلف نمونوں کے دس دس رجسٹرات مطلوب ہوں گے۔ اور مجلد ہونے سے بحفاظت سالہا سال تک رکھے جا سکیں گے۔ غرضکہ میرا مطلب اس تمام تفصیل و صراحت سے یہ تھا کہ آپ حضرات کو جو معمولی معمولی عملی دشواریاں اور دقتیں فراہمی سامان فارم مطبوعہ و رجسٹرات دیگر اشیائے صادریں ہوا کرتی ہے وہ رفع ہو جاوے اور نہ صرف رقم کفایت سے صرف ہو بلکہ اوس کا بجا و حقیقی مصرف ہو کر مدرسہ کی ترقی و فلاح و بہبودی کا موجب ہو۔ اسی غرض سے میں نے نمایش تعلیمی صوبۂ ہذا کے ہمراہ حیدرآباد کے ایک سب سے بڑے تاجر کتب سید عبدالقادر صاحب کو بھی آمادہ کیا کہ ہر قسم کے کتب درسی وغیرہ و آلات تعلیمی کی نمایش کا انتظام کیا تاکہ آپ حضرات کو معلوم ہو جاوے کہ خود اپنے ملک اور بلدۂ حیدرآباد میں بھی بآسانی ہر جگہ کا اور ہر قسم کا تعلیمی سامان فراہم و دستیاب ہو سکتا ہے۔ اور ناواقفیت مقام و ذریعہ حصول سامان کی وجہ سے جو ارزاں قیمتی بازگشتیاں اور مدارس کا نقصان ہوا کرتا ہے اوس کا انسداد ہو سکے۔ تعلیم جبری اور

تعلیم جبری پر یاد ... ہو یدر نادر صاحب دوم ے صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ کرٹگی تعلقہ گلبرگہ نے ذیل تحریر پڑھی۔ اس تحریر نے بڑی گرم جوشی پیدا کی۔ اور موقع بموقع سامعین اُن کو سن سن کر ہنستے اور قہقہہ لگاتے رہے۔

معزز حضرات۔ عالیجناب صدر نشین صاحب نے اس ناچیز کے جو اپنی کم لیاقتی اور ناتجربہ کاری کو محسوس کر رہا ہے اپنی ناچیز رائے کو آپ حضرات کے سامنے پیش اور اپنے ملک کی خیر خواہی میں کچھ حصہ لینے کا خیال دل میں پیدا ہوا۔ اگر اس ناچیز سے کوئی گستاخی ہو تو معافی کا خواستگار ہوں۔ معزز حضرات و عالیجناب صدر نشین صاحب ہمارے اعلیٰحضرت حضور پر نور آقائے نامدار پیر و مرشد نواب میر عثمان علیخاں بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنۃ شاہ دکن نے سررشتۂ تعلیمات کے لئے جو دل کھول کر رقومات کی منظوری عطا فرمائی ہے اُس کا ہم تمام رعایا برایا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ خدا اُن کے اقبال کو قائم و دائم رکھے۔ آمین ثمہ آمین۔

رسالہ المعلم بابتہ ماہ مہر ۱۳۳۳ف میں جو مضمون بہ عنوان "مدرسین اور پبلک" شایع فرمایا گیا ہے وہ قابل تحسین و عمل ہے۔ دوران تحریر میں یہ لکھا گیا ہے کہ ہمارے یہاں کتنے ہی مدارس کیوں نہ قائم ہوں اور کیسے ہی لائق مدرسین کیوں نہ مامور ہوں لیکن ملک کی تعلیمی حالت اُس تک اُبھر نہیں سکیگی جب تک کہ پبلک کے دلوں میں مدرسین کی عزت و وقعت پیدا نہ ہو۔ حضرات شہروں میں مدرسین کی عزت و وقعت تو کچھ نہ کچھ ہوتی ہے لیکن دیہات میں اس مسئلہ پر عمل ہونا ذرا کارے دارد کا معاملہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ دیہات میں خود پبلک یعنی عام رعایا زراعت پیشہ یا بیوپاری یا صنعتی طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں اور وہ اپنے بچوں کو اپنا آبائی پیشہ سکھانا چاہتے ہیں اور اُن سے اپنے ذاتی کاروبار و پیشہ میں مدد حاصل کرنے کے متمنی ہوتے ہیں۔ بہ فرض محال افسران سررشتہ کی نوازشات اور مدرسین کی سعی کا کہیں اگر یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ حسب حیثیت مقام طلبہ مدرسہ میں فراہم ہو جاتے ہیں

پھر بھی والدین کے دلوں میں جب تک کہ اپنے بچوں کو علم سکھلانے کا خاص خیال پیدا نہ ہو
مدرسین کی سعی ہرگز کامیاب نہیں ہوتی۔ چونکہ دیہات میں زیادہ تر [illegible] پیشہ لوگ ہوتے
ہیں اور ان کو کاشت کرنے کے موسم میں زیادہ آدمیوں کی ضرورت پڑتی ہے ایسے موقع پر
ان کا یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر میرا لڑکا میرے ساتھ کھیت پر چل کر کام کرے تو میرا کچھ صرف
اور وقت بھی بچ جاتا ہے۔ ایسے وقت میں وہ مدرسہ کے اہم ضروریات کو بالائے طاق
رکھکر اپنی ضروریات کو پورا کراتا ہے۔ ایسی صورت میں مدرسین لاکھ فہمائش کریں علم کے
فوائد بتلائیں لاکھ تمثیلیں پیش کریں سب بے سود ہیں۔ ازاں وہ [illegible] (فصل کاٹنے اور
جمع کرنے) سے فارغ ہو کر جس کو تقریباً ماہ ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوتا ہے پھر لڑکے کو مدرسہ میں لا
شریک کرتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات مدرسین خود ہر وقت والدین پر تقاضا کرتے رہتے ہیں
کہ کب بچے مدرسہ کو آنا شروع کریں گے۔ تاکہ تعلیم کا سلسلہ جاری ہو سکے۔ حضرات آپ
صاحبین خود فرما سکتے ہیں کہ مسلسل ماہ ڈیڑھ ماہ کی تعلیم کا رک جانا طلبہ میں ایک تغیر
عظیم پیدا کر دیتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مدرسہ میں جو کچھ تعلیم مدرس نے دی تھی وہ سب
فراموش ہو جاتی ہے اور مدرسین کو از سر نو تعلیم کا آغاز کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے
ملک اور قوم کے ہونہار پودے ترقی کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میری رائے ہے
کہ تعطیلات موسمی اگر بجائے ماہ تیر میں دینے کے فصل کاٹنے اور بونے کے ایام میں
دی جاوے تو زیادہ مفید ہوگا۔ ہماری رحم دل سرکار جہاں انبار روپیہ تعلیم کے لئے صرف
کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ اگر ایک دو لفظی قانون کو جاری کر دے تو البتہ ضرور ممکن ہے
کہ ملک اور قوم کے ہونہار پودے ضروری علم سے بارور ہو کر ترقی کر سکتے ہیں۔ اور سررشتہ کا
اصلی مقصد جو آبادی مدرسین ہے وہ بھی پورا ہو سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جبری تعلیم کا
آغاز ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ قدرے زراعتی تعلیم بھی ضرور دی جاوے۔
مخفی مباد کہ ریاست میسور میں جو ہماری ریاست سے ایک چھوٹی ریاست ہے وہاں بھی

تعلیم جبری کا آغاز ہو چکا ہے۔ نیز اسی طرح سے دوسرے ممالک میں بھی جاری ہے اور ہندوستان میں بھی مختلف مقامات پر اس کے تجربے کئے جا رہے ہیں۔ مدرسین کی عام وقعت دیہات میں جو کچھ ہوتی ہے اس کو ان ہی کے دلوں سے پوچھا جائے باین ہمہ میرا قلم مجھکو چند باتیں لکھنے پر مجبور کرتا ہے وہ یہ ہے کہ مدرسین کو دیہات میں سوائے فراہمی طلبہ و تعلیم طلبہ کے دوسرا کوئی شغل و کام زیادہ اہم نہیں ہے صبح ہی سے مدرسین دیہات میں طلبہ کے والدین اور طلبہ کو فہمایش دینے کی غرض سے کم و بیش ہر ایک مکان کا دورہ کرتے ہیں۔ اس وقت مالک مکان یا سرپرست طالب علم کو مدرس کی وقعت و تعظیم کا خیال ہرگز نہیں ہوتا۔ مدرسین اس کو بھی نظر انداز کر کے مدرسہ کی آبادی و فرض منصبی اور افسران سررشتہ کے تدارک کا خیال کرتے ہوئے فہمایش دے کر آتے ہیں یا طلبہ کو ساتھ جمع کر کے لاتے ہیں۔ حضرات اگر جبریہ قانون پاس ہو جائے تو یہ نوبت ہرگز نصیب ہوگی اور پبلک کے دلوں میں مدرسین کی وقعت بھی ضرور ہوگی۔ اگر پولیس کا بیٹ کا جوان آجائے تو اس سے کامداران دیہی ایسا خوف کرتے ہیں گویا کہ کوئی تعلقدار صاحب آگئے ہوں۔ لیکن اگر کوئی مدرس سامنے آملتا ہے تو بمشکل ہاتھ اٹھاتے ہیں بلکہ بعض اوقات مدرس کے سلام کا انتظار ہوتا ہے۔ بعض اوقات راستہ بھی کترا جاتے ہیں کیونکہ گر ملیں تو سلام کرنا پڑتا ہے۔ اور یہی کیفیت کم و بیش ہر ایک مقام کے مدرس کی ہے۔

دیہات کی عام تعلیمی حالت۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ صوبۂ ہذا کے دیہاتی لوگ عام طور پر زراعت پیشہ اور زیادہ حصہ اہل ہنود کا ہوتا ہے۔ جن کی مادری زبان کنڑی اور خط و کتابت کی زبان مرہٹی ہے۔ وہ اس کے زیادہ خواہاں ہوتے ہیں۔ اور اکثر اوقات طلبہ کے والدین مدرسین کے پاس آکر یہ کہا کرتے ہیں

کہ ہم کو مرہٹی اور کنڑی کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہم کو اُردو پڑھکر اور مڈل پاس کر کے
تعلقدار یا تحصیلدار نہیں بننا ہے۔ اور نہ سرکاری ملازمت کرنا ہے۔ جس پر امتحان
تحتانی کا برخاست ہونا اور بھی خرابی پیدا کر دیا ہے۔ با ایں ہمہ مدرسین سمجھا کر کچھ
اُن کا خیال اور کچھ سرکاری نصاب کی تکمیل کراتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے
کہ اکثر دیہاتی لڑکے ایک صحیح جملہ بھی اردو میں نہیں لکھ سکتے اور نہ صاف گفتگو
کر سکتے ہیں۔ ادھر کتاب الرائے میں دیکھو تو ہر وقت یہی تحریر ہوتی ہے کہ اردو
ناقص۔ لیکن اس کے نسبت معقول انتظام نہیں فرمایا جاتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے
عہدہ دار صاحب معائنہ کنندہ کے واپس چلے جانے کے بعد پھر وہی کیفیت
اگر وہ ہی دو لفظی قانون جاری ہو جائے تو صرف ہر ایک لڑکا اپنی بادشاہی سرکاری
زبان بلکہ مادری زبان اور علم سے بخوبی واقف ہو کر اسی جہالت اور کم خیالی کو جو کہ
اُس کو اردو کتابوں کے نہ پڑھنے سے تھی دور کر سکے گا۔ بلکہ اپنی ریاست کی فلاح
و بہبودی کا خیال ہر ایک کے دل میں پیدا ہوگا۔ جس کی ہم کو آج کل سخت ضرورت ہے

دیہاتی مکانات مدرسہ اکثر دیہات میں سرکاری مکانات نہیں ہوتے مدرسہ یا تو
کسی مٹھ۔ عاشور خانہ یا کسی رعایا کے مکان میں ہوتا ہے جو کہ مدرسہ کے لئے
موزون نہیں ہوتا۔ ہر دیہات میں سرکاری امکنہ کا ہونا نہایت مشکل ہے۔ اس لئے
کہ اس وقت رقمی گنجائش نہیں ہے جس کی طرف سرکار کی خاص توجہ کی ضرورت ہے
اگر صدر مدرس تقاضا کرتے ہیں کہ روشن دان نکالو۔ دیوار درست کرو۔ دروازے
موزون لگاؤ تو مالک مکان کا یہ جواب ہوتا ہے کہ ہمارا مکان خالی کر دو۔ اب
اس کا جواب مدرس صاحب سے سوائے فہمائش کے اور کیا ہو سکتا ہے جن
دیہات میں سرکاری مکانات ہیں وہ خوش نصیب ہیں اور خدا سے دعا ہے کہ
یہ خوش نصیبی جلد سب مدارس کو نصیب ہو۔

دیہات میں مدرسین کی عام حالت۔ اکثر لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ مدرسین دیہات میں بڑے مزے اڑاتے ہیں اور یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ لکڑیاں ترکاری ساگ پات دبھاجی دودھ دہی وغیرہ مفت منگوا کر پیسہ بچاتے ہیں۔ بھائی صاحبو یہ اُن لوگوں کا خیال ہے۔ جنہوں نے دیہات میں گذر اوقات نہ کی ہو۔ اور وہاں کا تجربہ نہ کیا ہو اس کا ثبوت اکثر صدر مدرسین صاحبان دیہات سے مل سکتا ہے۔ دیہات میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ جن میں سے چند عرض کرتا ہوں۔ دھوبیوں حجاموں کی بالکل قلت ہوتی ہے۔ مہتر کا تو نام ہی نہیں جانتے۔ غلہ شہروں سے زیادہ گراں اور وہ بھی وقت ضرورت میسر نہیں ہوتا۔ البتہ موسم بہار یعنی مُنگی کے وقت بعض معزز رعایا مقامی مدرسین کا خیال کرکے ہولڑے کی ضیافت دیتے ہیں۔

عام اوقات مدرسہ دیہات میں۔ اکثر دیہات میں مدرسہ دو وقت یعنی صبح ۷ یا ۸ تا ۱۰ یا ۱۱ پہر دوپہر کو ۳ سے ۵ تک اس طرح دن کا بہت سا حصہ تو مدرسہ میں گذرتا ہے بعد مغرب پھر طالب علم حسب استعداد جماعت اپنے اپنے مدرس کے پاس تعلیم پانے جاتے ہیں۔ مخفی مباد کہ یہ تعلیم بلا معاوضہ فیس کے ہوتی ہے بلکہ طرفہ یہ ہوتا ہے کہ مدرسین اپنے گھر کا تیل جلا کر تعلیم دیتے ہیں۔ پھر کبھی مدرسین کی خوش قسمتی سے تعطیل ملے تو رعایا کہتی ہے کہ کیوں ماسٹر صاحب مدرسہ کیوں بند تھا پھر آپس میں وہ ہی بچیڑ چیڑ چونکہ اس ماہ رمضان المبارک میں پوری تعطیل سرکار عالی سے منظور ہوئی تھی۔ لیکن رعایا کی تسلی کے لئے بطور خانگی مجھے دو گھنٹہ مدرسہ رکھنا پڑا ورنہ تعداد پر اثر پڑتا اور اسی طرح تعطیلات موسم گرما کی حالت ہوئی۔ صرف اس ماتحت کا مدرسہ ہی نہیں بلکہ کم و بیش اکثر مدرسین دیہات کا یہی حال ہوگا۔ اب آپ حضرات غور فرماسکتے ہیں کہ مدرسین طبقہ تحتانیہ کے لئے تعطیلات کا ملنا اور نہ ملنا برابر رہا۔ اور ادن کی دیہات میں کیا حالت ہوتی ہوگی اور کیسے بسر

ہوتی ہوگی۔ سررشتۂ تعلیمات میں مدارس تحتانیہ کے لئے جو تعطیلات منظورہ ہیں اون کا عمل شہروں اور تعلقوں میں ایک ایک حدتک ہو سکتا ہے۔ لیکن دیہات میں بعض طویل تعطیلات غیر موزوں و باعث بربادی مدرسہ ثابت ہوئے ہیں۔ اگر تعطیل دین تو مدرسہ پر اوس کا برا اثر پڑنے کا سخت اندیشہ ہوتا ہے۔ مثلاً موسم گرما کی تعطیل ایک لمبی تعطیل ہے۔ اس ناچیز کی رائے ناقص یہ کہتی ہے کہ ان تمام تعطیلات کا معاوضہ جو منجملہ ویڑھ دو ماہ ہوتا ہے موسم سنگی میں دیا جائے جو زیادہ موفر اور مفید ثابت ہوگا کیونکہ بوجہ سنگی طلبا مدرسہ سے فرار اور مدرسین دس پانچ بچوں کو لے کر غپ شپ مارتے ہیں اس لئے اس ماتحت کی ناقص رائے وہی ہے جس کی نسبت عالیجناب مولوی عبدالستار صاحب سبحانی نے روئداد اجلاس اوّل میں ذکر فرمایا ہے یعنی دیہاتی مدارس کی تعطیلات میں ترمیم کی جاوے۔ غرضکہ میرے اس تقریر کا خلاصہ یہ کہ ارباب صدر میں مُرزور الفاظ میں جبریہ تعلیم جاری کرنے کے لئے کارروائی فرمائی جائے تو ضرور یہ پھل بار آور ہوگا۔ یہہ کہتے ہوئے مین اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ {گر قبول افتد زہے عز و شرف}

تعلیم جبری کا عنوان محض بطور مضمون و تقریر رکھا گیا تھا مگر بصورت تحریک تعلیم جبری کی تائید میں محمد عبداللہ صاحب صدر مدرس جانڈلائی (حال حسین جوہر) تعلقہ جنچولی نے جو تقریر کی وہ درج ذیل ہے۔

میرے عزیز دوست مسٹر بال گوبند پرشاد صاحب نے عنوان جبری تعلیم پر تقریر فرمائی ہے گو بالکلیہ اصلی واقعات کو واجبیت کا جامہ پہنایا ہے۔ لہذا مین بھی اسی مضمون کی تائید میں قدرے قیل و قال سے سمع خراشی کی تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ امید آپ حضرات کے نزدیک ضرور حُسن قبول سے مثمر ہوگی۔

باعتقاد ذی جاہ

آبادی مدرسہ و حالات مدرسین دیہات تحتانیہ۔ حضرات آپ کو بخوبی علم ہے کہ ہمارے حضور پرنور میر عثمان علیخان بہادر مدظلہ العالی ادام اللہ سلطنتہ و ملکہ کو کس قدر اپنے

ملک کی فلاح وبہبودی اور رعایا پروری کا مستحکم خیال ہے۔ سبحان اللہ خداوند کریم ہمارے سرکار تقدس مآب کی عمر و دولت و جاہ و اقبال میں بے شمار ترقی فرمائے آمین ثم آمین

حضرات۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ ہمارے سرکار حشمت مآب زر کثیر کا صرفہ برداشت کرکے چھوٹے چھوٹے دیہات جہاں کی مخلوق کو لفظ علم کی صدا تک غیر مسموع تھی۔ جن میں جہالت کی ضلالت شکن تھی۔ مدارس تحتانیہ قایم فرماکر اپنے ملک کی مزارعین کو زیور علوم و فنون سے آراستہ پیراستہ فرمایا تاکہ علم وہنر کی ضیاء و روشنی سے ملک کو منور کردیں۔ اور ہرگاہ یہی خیال ہمارے آقائے کو لی نعمت تقدس مآب کو ہمیشہ مطمح نظر رہا ہے اور رہے گا۔ لہذا جابجا مدارس کھولے گئے اور مدرسین بھی بھیجے گئے۔ لیکن بیچارے مدرسین فراہمی اطفال میں جان و محنت وجانفشانی سے سعی کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اور جو کچھ مدرسین دیہات۔ فراہمی اطفال۔ تعلیم طلبہ میں کما ینبغی جد وجہد کام میں لاتے ہیں جس کا خلاصہ اونہیں حضرات کے دل سے استفسار کیا جاوے تو بخوبی روشن ہوگا کہ کس قدر دماغ پاشی اور زحمت نمودار ہوتی ہے۔ بیچارے غریب مدرسین رعایا کو مدرسہ بلواکر مجلسیں منعقد کرکے فوائد تعلیم اور ترغیب وتحریص عمل لانے پر بھی پھر یہ حالت جو روز ازل سے تھی قایم رہتی ہے۔ آخر کار ناچار صد ہا مدرسین دیہات اپنی کارگزاری افسر بالا دست کے نزدیک ثابت کرنے کی حرص سے مجبوراً اہل دہ کی امداد کے خواستگار ہوتے ہیں۔ اس موقع پر کارداران دیہی پٹیل وپٹواری صاحبان کے حالات مختصراً اظہار وگوشش گزار کرنا ہرگز بے موقع نہ ہوگا۔ اہل دہ جن کا قول انہیں کے صریح الفاظ میں بیان کرنا بہتر ہے کہ (اونچ نیچ ہوا نیچ اونچ ہوا) کو کیسا زمانہ آیا کہ علم سے اقوام رزیل دھیڑ چمار۔ بڑھئی جولاہے اور دیگر زر آشنا

اطفال بھی مستفید ہو رہے ہیں۔ اگر یہ قوم جن کا ذکر صدر میں آچکا ہے لائق و فائق بن جائے گی تو اس قصبہ میں ہمیں کون پوچھے گا۔ پس اس طرح آہ تاسف ناک بھرتے ہیں جو کہ حسد و فاسد پر نیت مبنی ہے لیکن مدرسین کے درخواست فراہمی طلبہ و امداد مدرسہ کو لاپرواہی پر محمول کرکے آبادی کے باہر ہانک دیتے ہیں۔ چنانچہ اس طرز روش سے مدرسین مجبوراً عہدہ داران تحصیل کو ان کی امداد پر متوجہ کرانے کے لئے جب توجہ معطوف کرائی جاتی ہے تو طوعاً کرہاً ظاہری و نمائشی امداد سے کام لیتے ہیں۔ جس سے اصلی مقاصد انجام و اختتام کو نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن جو تدارک عدم توجہی کی نسبت ذریعہ عہدہ داران تحصیل کرایا جاتا ہے تو اوس کا بدلہ مزید لینے کے لئے منتظر رہتے ہیں یعنی لایعنی شکایت سے عہدہ داران بالا کو بدظن کرانے کے موقع کے ساعی رہتے ہیں۔ چنانچہ میرا ذاتی تجربہ ہے جو تمثیلاً پیش کیا جاتا ہے۔ مدرسہ چاپدلائی کی کتاب الرائے میں افسران معائنہ کنندہ ان الفاظ سے مخاطب ہوئے ہیں کہ (یقیناً صاحب صدر مدرس ایک پرجوش کارکن شخص ہیں اور یہ مدرسہ تعلقہ بھر میں نمونہ کا کام دے گا اور دیگر تعریف وغیرہ) پس فدوی بھی حصول خوشنودی کی غرض سے مدرسہ مذکور کو تعلیماً و تعداداً ترقی دینے کی فکر میں لگا رہا۔ لہذا تعلیم کی ترغیب و تحریص کی مجلس مکرر منعقد کی گئی اور رعایا کو جمع کرکے فوائد تعلیم اُن کے گوش گذار کرکے مدرسہ کی آبادی و ترقی کے لئے استمداد چاہی گئی تو خاطر خواہ آبادی مدرسہ کی امید نہیں پائی گئی۔ اس لئے فراہمی اطفال کے لئے اہل دہ سے کئی بار استمداد کا سوال کیا گیا الا صاف جواب ملا کہ اہالیان چاپدلائی کو علم کا شوق نہیں ہے بناءً علیہ میں نے بطور اعلان نوٹس جو را ہے پر نصب کیا اگر مدرسہ برقرار رکھنا بطور خاطر خواہ آبادنہ ہو تو۔ مدرسہ تو کلفنڈ یا برخاست ہوگا۔ بعدہٗ کف تاسف ملنا پڑیگا

لہذا فراہمی طلبہ میں ساعی رہیئے تو مناسب ہے۔ بنا بران بجائے فراہمی اطفال کے
دیگر مدرسین سے متفق ہو کر صدر مدرس کی شکایت لایعنی کی گئی۔ جس سے انہیں کچھ فائدہ
نہ تھا۔ اور نہ حاصل ہوا۔

حالات رعایا۔ اس کے بعد فرداً فرداً یا اجماعی طور پر تعلیمی فوائد کے تفہیم و تفہام سے کام لیا گیا
تو صاف طور سے مدرسین صاحبان سے لوگ یہی کہتے ہیں کہ مدرسے سے ہمیں کیا فائدہ ہے
کیا ہم کو زراعتی کاروبار چھوڑ کر سرکاری نوکری کرنا ہے کیا ہم وطن دار یا زمیندار یا ذی ثروت
یا پٹیل و پٹواری ہیں کہ ہمیں بجز نوشت و خواند کے چارہ ہی نہیں وغیرہ) پس رعایا کے
ان لایعنی خیالات سے پایا جاتا ہے کہ علم صرف اہل ثروت۔ وطن دار و زمین دار و پٹیل
و پٹواری ہی سے مخصوص ہے۔ اور دوسرے اہل حرفہ و زراعت پیشہ کے لئے غیر مخصوص
بلکہ ممنوع ہے۔ اور اکثر طلبہ کو زراعتی کاروبار کا عذر و حیلہ بتلا کر مہینوں مدرسے سے محروم رکھتے ہیں
جس سے طلبہ کی تعلیم خراب۔ اور غریب مدرسین کی محنت برباد بمصداق۔ نیکی برباد گناہ لازم۔
اور مدرس صاحب کی شور بختی یہ ہوتی ہے کہ عہدہ دار معائنہ کنندہ کے نزدیک بالکل
ناکارگذار بلکہ قابل لعنت ملامت اور سرکار ذی وقار کا اصلی منشا ہی اشاعت تعلیم مفقود
دکالعدم۔ پس بوجوہات بالا میری ناقص رائے یہی ہے اگر آپ حضرات کو شاق گزریگی
تو معاف فرمائے۔ جبکہ سرکار برائے فلاح و بہبودی رعایا تعلیم کے لئے زر کثیر صرف کر رہی ہے
جس سے رعایا کا فائدہ ہی فائدہ ہے اور ان مدارس تحتانیہ سے سرکار کو ایک کوڑی کی
آمدنی نہیں ہے۔ لہذا رعایا کو سرکار عالی کے ان احسانات و فیوضات کا احساس کما حقہ
ہونا چاہیئے تھا اور ہو گا بھی۔ لیکن باوجود دیئے حساب اخراجات و مصارف کے جبری تعلیم کے
احکامات کے ترشح صادر ہونے میں کون امر مانع ہے۔ اور جبری تعلیم سے نہ رعایا کا نقصان
اور نہ سرکار کی مضرت۔ کیونکہ عام جہالت سے جو رعایا کا خود اپنا نقصان ہو رہا ہے اور اپنے
کاروبار پیشہ نہایت معلومات کی کمی و ناواقفیت سے جو تکلیف اٹھا رہے ہیں وہ جبری تعلیم

نفاذ سے جس کے ساتھ زراعتی و حرفتی تعلیم بھی شامل رہنا چاہیئے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد دور ہو جاوے گی۔ اور موجودہ افلاس و بدبختی یک قلم کافور ہو جاوے گی۔ لیکن بفرض محال نفاذ جبری تعلیم میں کوئی امر مانع بھی ہوا اور دیہاتی مدارس تحتانیہ اسی طریقہ پر جاری رہیں گے تو نہ سرکار کا مقصد بہبودی رعایا پورا ہو سکتا ہے اور نہ عام طور پر رعایا کما حقہ علم کی روشنی سے مستفیض ہو سکتی ہے۔ اور محض سرکاری خزانہ پر بار نہیں تو اور کیا ہوتا وقتیکہ خصوصاً مدرس دیہات کے لیئے جبری تعلیم کا قانون نفاذ نہ ہو ترقی پانا محال ہے۔

حضرات۔ جبری تعلیم سے مدارس ہر طرح آباد اور تعلیم مسلسل اور مدرسین کو تعلیم میں سہولت و دلچسپی ہوگی۔ یہاں پر بالخصوص ان حضرات سے میری استدعا ہے کہ جو فی الحال دیہات کے مدارس کی کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہیں جنہیں پر خصوصاً دیہات کے حالات بخوبی روشن ہیں میں اُمید کرتا ہوں کہ ضرور اسی تحریک کی مزید تائید فرماویں گے۔

مولوی اسرار الرحمن صاحب مولوی عالم صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ گرگاؤں نے بیان کیا کہ لوگ جبر کے دشمن ہونگے۔ کوتوالی۔ مال۔ جنگلات وغیرہ کی امداد و اثر سے کام لینا چاہیئے۔ اور پٹیل و پٹواریوں کو مدد دینے کے لئے منشائے سرکار اور فوائد تعلیم بخوبی اُن کے ذہن نشین کر کے مجبور کرنا چاہیئے۔ اسی بحث پر مولوی قدرت اللہ صاحب مدرس و منتظم انجمن اساتذہ بیدر شریف نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

ہم توپ و تفنگ کے ساتھ رعایا کا مقابلہ کر کے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور اگر ہم نے سرکاری تشدد کی امداد سے کچھ کامیابی حاصل بھی کر لی تو یقین جانیئے کہ اس کا کوئی دیرپا نہ ہوگا۔ آپ کے سامنے بیّن مثال حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمۃ کی ہے۔ جن کے دربار میں ہم حاضر ہوئے ہیں۔ آپکی زندگی کے حالات پڑھیئے۔ دیکھیے کہ آپ نے کونسا ایسا تشدد اختیار کیا ہوگا جس کی وجہ سے آپ کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ تشدد نہیں بلکہ ذاتی عملی اخلاق کا اثر ہے۔ جس کا وجہ یہ ہے کہ آج تک قلوب

آپ کی حکومت ہے۔

پس ہر مدرس کو چاہیئے کہ وہ اپنا اخلاقی نمونہ ایسا بے لوث قائم کرے جس کو دیکھکر رعایا کے دل میں از خود استاد کی عزت اور وقعت قائم ہو۔ مدرس کی ہر ایک حرکت اور اوس کا چلنا پھرنا، کھانا پینا غرض اُس کی ہر ایک ادا اور ہر کام قابل تقلید ہو اور لوگ اُس کو شش بزرگ یا اوتار کے عزت کریں۔ اُن کی زندگی قوم کے لیئے باعث فخر و مباہات ہو۔ اور اگر ہم نے یہ اوصاف حاصل کر لیئے تو یقین فرمایئے ہم کو ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ ہمارے اعمال سے نہ صرف ساری قوم ہماری طرف مائل ہوگی، اور اپنے بچوں کو ہمارے حوالے کرے گی، بلکہ ہمارے نیک اخلاق اعمال کا نتیجہ یہ ہوگا کہ صداقت و ایمانداری کی روح بچوں میں سرایت کرے گی اور وہ بچے جو آیندہ زندگی میں، مال، عدالت پولیس۔ غرضکہ جس سررشتہ میں ہوں گے ایماندار رہوں گے۔ اور ملک ایسی تعلیم سے فیض یاب ہوگا۔

تعلیم جبری کے خلاف میں مولوی محمد حسین صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ چنچولی تعلقہ کلبرگہ نے جو تقریر فرمائی وہ درج ذیل ہے۔

ترویج تعلیم جبری

تعلیم جبری کی نسبت مسٹر بال گوبند پرشاد صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ کڈگنجی نے جو تحریر پڑھی اور اُس کی اہمیت ظاہر فرمائی ہیں اُس کی مخالفت کرتا ہوں اور مولوی قدرت اللہ خاں صاحب ہیڈ ماسٹر گازبیدہ ہائی اسکول نے اس تحریک کی جو تردید فرمائی ہے اُس سے اتفاق کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ تعلیم جبری کا مسئلہ نہایت ہی اہم اور دشوار ہے جس کا سرانجام کچھ آسان نہیں۔ سردست اگر حسب بیان مولوی قدرت اللہ خاں صاحب اخلاقی جبر ہی استعمال کیا جاوے تو

کافی مناسب ہے۔ اس واسطے کہ ۱۳۲۸ف کی ایجوکیشنل کانفرنس جو بمقام ٹاون ہال بلدۂ حیدرآباد منعقد ہوئی تھی اس میں کسی صاحب کی تحریک کے ساتھہ جبری تعلیم کے نفاذ کا مسئلہ صرف بلدہ کی حد تک باتفاق شرکا کانفرنس پاس ہوا تھا چھہ برس ہوئے اب تک اس کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں اس اہم قانون کا نفاذ ابھی نامناسب خیال کیا گیا ہے۔

چونکہ ہمارے ملک کی تعلیمی حالت نہایت ابتدائی درجہ میں ہے۔ یقین ہے کہ آئے دن کی تعلیمی ترقی وکامیابی اور مدرسین کی ترغیب وتحریص رنگ لائے گی اور رفتہ رفتہ بہت کچھ ترقی کرے گی۔ تعلیم جبری سے دیہات میں بجائے فوائد کے زیادہ نقصانات کا اندیشہ ہے۔ اس لئے کہ ہمارے دیہاتی بھلا اولاً تو تعلیم سے محض عاری۔ ثانیاً تہذیب وتمدن سے بے بہرہ۔ ایسے جاہلوں کو ہم اکدم جبر وتشدد سے تعلیم کی جانب مائل نہیں کر سکتے۔ پہلے ہم کو یہی چاہیئے کہ نرمی۔ ملایمت و مروت سے کام لیں اور ان کے سینوں میں علم کا بیج بوئیں۔ اس سے میرا مطلب یہہ ہے کہ اُن کو علم سے انست ومحبت حاصل ہوجائے تو یقین جانیئے گا کہ وہ اپنے بچوں کے پڑھانے میں دریغ نہیں کریں گے۔ برعکس اس کے اگر جبر وتشدد سے کام لیا جائے تو اندیشہ ہے کہ مدرسین اور شریر دیہاتیوں کے مابین باہمی نزاع و مخالفت کی صورت پیدا ہوگی اور رہی سہی تھوڑی بہت وقعت بھی جاتی رہیگی۔

فرض کیجیئے کہ کسی زراعت پیشہ کے مکان میں پانچ چار بچے ہیں۔ بغیر ان کی امداد کے اُس کی زراعت کے کاروبار بخوبی طے نہ پا سکتے ہوں تو حضرات خیال فرمائیے گا کہ وہ اپنے بچوں کو کس طرح مدرسہ بھیجنے پر رضامند ہوگا۔ ہرگز وہ اپنے مالی فائدہ کے مقابلہ میں تعلیم کو افضل نہیں سمجھے گا۔ تاوقتیکہ مدارس میں زراعتی تعلیم کو بھی رائج نہ کیا جاویں۔ اگر مدرسین صاحبان ایسے جاہلوں کے ساتھہ سختی سے کام لیں گے تو

میں کہوں گا کہ جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ذری ذری سی بات پر ایک بھائی دوسرے بھائی کے قتل پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے مناسب تو یہ ہے کہ ہم اون کو ملنساری ہمدردی اور محبت سے اپنا گرویدہ بنالیں اور ہمیشہ ترغیب دیتے رہیں تو توقع ہے کہ اُن پر ضرور اثر ہوگا۔ اسطرح جب ہم اپنا سکہ جمالیں تو جبر سے بھی بچوں کو شریک کر سکتے ہیں۔ فی الوقت تعلیم جبری کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ فصل کے ڈیڑھ پونے دو مہینہ کے زمانہ میں مدارس پر ضرور بُرا اثر پڑتا۔ اس لئے کہ دیہاتی بالعموم مزاعت پیشہ ہیں۔ یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ اس پیشہ میں چھوٹے سے بڑے تک کام کر سکتے ہیں۔ محض ان ہی اسباب سے فصل کے زمانہ میں مدارس آباد نہیں رہتے۔ جب یہ وقت گزر جاتا ہے تو وہی بچے بغل میں جزدان دبائے مدرسہ آتے رہتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ تعلیم کو لازمی جبری بنانے کی کیا ضرورت ہے۔

پھر تعلیم جبری کی تائید میں مولوی محمد عبدالسلام صاحب انصاری مددگار مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ نے جو تقریر فرمائی وہ درج ذیل ہے۔

جبری تعلیم

حضرات! میرا ارادہ اس وقت کسی تقریر کا نہ تھا لیکن تحریک کی اہمیت اور مخالفت کے زور نے مجھے مجبور کیا کہ میں تائید کے لئے کھڑا ہوں اور تجویز کو مسترد ہونے سے بچاؤں۔ میں صرف دو تین منٹ میں اپنا مقصد آپکے گوش گزار کر دینا چاہتا ہوں کہ جبری تعلیم کا مسئلہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ دنیا رفتہ رفتہ اسے اختیار کرتی جارہی ہے اور اس کے بے انتہا فوائد سے مستفید ہو رہی ہے ہندوستان کے

بعض دیسی ریاستوں میں یہ مسئلہ منظور ہو چکا ہے اور جبری تعلیم جاری کر دی گئی ہے اور برٹش انڈیا میں بھی بعض شہروں میں اس کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔ خواہ آپ آج یہ تجویز مسترد کر دیں۔ لیکن یقین جانیئے کہ وہ وقت عنقریب آنے والا ہے۔ جب جبری تعلیم زحمت خیال کی جانے لگے گی اور آپ جو آج مخالفت کر رہے ہیں کل اس کے اجرا پر زور دیں گے۔

یہ خیال کہ جبری تعلیم کے اجرا کے بعد مدرسین کو نت نئی مشکلات کا سامنا ہوگا حتیٰ کہ بعض وقت جان بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس لئے جاہل رعایا ایک قسم کا جبر خیال کر کے مخالفت پر تل جائے گی اور مدرسین جن کے پاس کوئی قوت نہیں مصائب میں پھنس جائیں گے۔ حضرات اس قسم کے خیال بزدلی اور جہالت سے پیدا ہوتے ہیں۔ میرا تو یقین ہے کہ رعایا اس تجویز کو خوش آمدید کہتی ہوئی دوڑے گی اور زیادہ وقت نہ گزرنے پائے گا۔ کہ اس کا نقش ہر چھوٹے اور بڑے کے دلوں پر بیٹھ جائے گا اور سب اسے رحمت ہی رحمت خیال کرنے لگیں گے۔ ممکن ہے ابتدا میں کچھ معمولی مشکلات پیش آئیں لیکن وہ بہ آسانی صرف اخلاقی قوت سے دور کی جائیں گی۔ شاذ و نادر اگر کوئی اتفاقی بات پیش آئی تو آپ یہ نہ سمجھیئے کہ آپ کی جو حالت اس وقت ہے اور فراہمی طلبا میں جو دقتیں اس وقت پیش آتی ہیں وہ اُس وقت بھی قایم رہیں گی۔ حضرات اس وقت تو حکومت آپ کی پشت پر ہوگی۔ ملک کا سمجھدار طبقہ آپکی مدد کرے گا اور آپ مادی و اخلاقی دونوں قوتوں سے کام لے سکیں گے۔ میرا تو یقین ہے کہ جبری تعلیم کے نفاذ کے ساتھ ہی رعایا لبیک کہتی ہوئی آپکی طرف دوڑے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک میں کوئی ناخواندہ اور جاہل نہ رہے گا۔

حضرات ۔ اِن الفاظ کے ساتھ مَیں اِس مبارک تحریک کی دلی تائید کرتا ہوا

رخصت ہوتا ہوں۔ میری درخواست ہے کہ آپ اس کی اہمیت کا احساس فرمائیں گے اور اسے مسترد نہ ہونے دیں گے۔

محمد عبدالسلام معتمد انجمن اساتذہ نے نہایت زور کے ساتھ تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ سردست ہم کو قانون تعلیم جبری کی ضرورت نہیں، مدرسہ کے فراش اور چپراسی کا ڈنڈا ہی دیہات میں جبری قانون کا کام دیتا ہے جو مدرسین مولوی عبدالستار صاحب سجانی۔ رام کشن لال صاحب اور مظہر علی صاحب کی طرح اچھے محنتی و با اخلاق ہوتے ہیں وہ خود اپنی محنت و اخلاق سے اپنے مدرسہ میں سینکڑوں طلبہ کو جمع کر لیتے ہیں۔ جو مدرسین کام نہیں کرتے وہ جبری قانون کے خواہشمند ہیں۔ جب ہم تعلیم اچھی دینگے تو خود بخود بچے مدرسہ میں آنے لگیں گے۔

ٹی۔ڈی ورما صاحب مدرس مدرسہ فوقانیہ انگریزی نے اصل تحریک کی تائید کرتے ہوئے بیان کیا کہ جہالت پلیگ اور انفلوئنزہ سے بھی زیادہ بری ہے خدا کو بھی بغیر علم کے پہچان نہیں سکتے۔ تعلیم جبری کے لئے اگر سرمایہ نہیں ہے تو رعایا پر تعلیمی ٹکیس لگایا جا سکتا ہے۔ مگر اس کا نفاذ رعایا کی عام تعلیمی ضروریات کا لحاظ کرتے ہوئے ضروری ہے۔

مولوی عبدالستار صاحب نے تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ جبر سے مراد جبر قانونی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ محبت و ہمدردی کا جبر ہونا چاہیئے جیسا کہ میں اور رام کشن لال صاحب لوگوں پر اخلاقی جبر ڈالتے ہیں اور اُسمیں کافی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ سردست اس اخلاقی محبتی جبر سے کام لے کر جس قدر ممکن ہو تعلیم کی اشاعت کرنا چاہیئے۔

مختصراً بال گوبند پرشاد صاحب نے اپنی اصلی تحریک کی حمایت میں آخری تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ جن لوگوں نے تحریک کی مخالفت کی ہے اُن کو غالباً

دیہات کا تجربہ نہیں ہے۔

مولوی شیخ ابو الحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی نے تعلیم جبری کے متعلق جو تقریر فرمائی اُس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

صاحب موصوف نے فرمایا کہ تعلیم ایسی لازمی و ضروری چیز ہے کہ اس کی اشاعت خواہ جس طرح سے بھی ہو کم ہے۔ خود ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ علم و حکمت کو اپنی کھوئی چیز سمجھو اور اگر چین کے دور دراز ملکوں میں بھی ہے تو وہاں جاکر حاصل کرو ایسی حالت میں حصول علم کا درجہ جبر سے بڑھکر انسانی فرض ہوجاتا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم تعلیم جبری کے نفاذ پر غور کریں ہمارا فرض ہے کہ ہم یہاں اُس کی گذشتہ ترقی و تعلیم پر بھی ذرا غور کریں۔ ممالک محروسہ سرکار عالی کے گذشتہ ۱۰ یا ۱۴ سال کی تعلیمی ترقی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس قلیل عرصہ میں ہمارے اعلیحضرت حضور پر نور سلطان العلوم خسرو دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی جو خود سرچشمہ علوم ہیں رعایا نوازی علم پروری سے ملک دکن میں جو تعلیمی ترقی ہوئی ہے مقابلتہً شاید ہی اس کی نظیر کہیں ہے تعلیم کے ہر شعبہ میں خواہ وہ ابتدائی ہو یا ثانوی و اعلی ہو یا حرفتی و صنعتی نہایت تیزی سے ترقی جاری ہے۔ اگر ۱۵ برس پہلے لے موازنہ کا سنہ رواں کے موازنہ سے مقابلہ کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ اخراجات میں پانچ گنا اضافہ ہو چکا ہے اور ہر شعبۂ تعلیم پر کافی توجہ کی جارہی ہے۔ تعلیم کے عمومیت کے لئے دو امور نہایت ضروری ہیں ایک تو یہ کہ تعلیم عام و مفت ہو اور دوسرے جبری ہو تاکہ ہر شخص اُس سے مستفید ہوسکے اور ملک میں جہالت کا نام باقی نہ رہے۔ آپ حضرات کو اسکا کافی تجربہ و علم ہے کہ چند برس پہلے جبکہ یہاں ابتدائی تعلیم مفت نہ تھی اور فیس لیجاتی تھی اوس وقت گو کہ مقدار فیس نہایت قلیل تھی یعنی جماعت صغر میں ۱/۲ اور جماعت چہارم کی ۱/۴ تھی مگر ہمارے ملک کے غریب زراعت پیشہ رعایا کو جن کو دونوں وقت

پیٹ بھر کر کھانا بمشکل دستیاب ہوتا ہے یہ ہمر دینا کس قدر گراں گذرتا تھا اور اکثر اس کی تکمیل آپ حضرات کو اپنے جیب سے کرنا پڑتی تھی اور اگر زیادہ تقاضا کیا گیا تو والدین بچوں کو اپنے گھر بٹھا لیتے تھے۔ اپنی عزیز رعایا کی ان مشکلات کا قیاس فرما کر ہمارے بیدار مغز رعایا پرور بادشاہ نے جن کو اپنی رعایا کی سود و بہبود کا ہردم خیال رہتا ہے ابتدائی تعلیم کو بالکل مفت فرما دیا تاکہ ہر کس و ناکس اُس سے مستفید ہو سکے اور بعض عدم ادائی فیس کی وقت و مشکل اُس کی تعلیم میں مارج نہ ہو نہ صرف یہی ہوا کہ تعلیم عام و مفت ہو گئی بلکہ اس کے اندر تعداد طلبہ زیر تعلیم بھی کئی گنا بڑھ گئی۔ جس کے لئے ہم صبح و شام دن کوشاں ہیں کہ تعداد طلبا میں اضافہ ہو اور اسی پر ہماری کارگذاری کا انحصار ہے۔ بلا کسی قانون جبر کے ہمارا رات دن کا خیال اور ہمارا عین مقصد یہ ہے کہ کوئی متنفس ممالک محروسہ میں جاہل نہ رہے۔ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ شہر روم ایک دن میں نہیں بنا تھا ویسے ہی تعلیمی ضروریات ایک سال یا مہینے میں پورے نہیں ہو سکتے۔ ترقی کے میدان میں ہم تیزی سے قدم زن ہیں۔ پہلا مرحلہ تعلیم کو مفت بنانے کا حل ہو چکا ہے۔ اور اگر انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ مشکلات و آفات ارضی و سماوی مثل کمی بارش وغیرہ کے رفع ہو گئے اور سابقہ خوشحالی و سرسبزی کا دور پھر شروع ہوا تو آپ انشاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے کہ ہمارا ملک بھی دوسرے ہم چشم ملکوں میں کسی بات میں کم نہ رہیگا بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی سبقت جاری رکھے گا اور جن امور کا آجکل ہم ذکر کر رہے ہیں مستقبل قریب میں ہم اُس کو عملی جامہ پہنے ہوئے اور اُس سے اپنے ملک کو مستفید و سرسبز ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ آخر میں کانفرنس کی پانچویں تحریک تعلیم جبری بغلبہ آرا سے منظور ہوئی

تعلیم خانگی

مولوی مرتضیٰ حسین صاحب بی۔ اے صدر مدرس وسطانیہ تلجاپور نے حسب ذیل تقریر کی۔

مدارس میں طلبہ کی تعداد خود کثیر ہوتی ہے دوسروں کو خانگی طور پر تعلیم دینا فی نفسہ کوئی معیوب امر نہیں لیکن اس سے مدرسین عموماً اپنے فرائض منصبی کی طرف سے غافل ہوجاتے ہیں۔ مدرسین کو اپنے سرکاری طلباء سے فرصت نہیں ہوتی پہلے تو وہ دن بھر کے تھکے ماندے رہتے ہیں۔ مدرسین ہوشیار لڑکوں کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں یہ نہایت بری بات ہے۔ غیر معمولی توجہ کی وجہ سے ایک مدرس کے سر کا انتقال کے بعد آپریشن کیا گیا تو اوس کا دماغ خالی تھا۔ دن رات کی پڑھائی سے ہی دماغ کی بھی خراب حالت ہوجاتی ہے۔

جو طلباء مدرس صاحب کے مکان پر خانگی تعلیم حاصل کرتے ہیں مدرس صاحب کا برتاؤ اون سے اچھا رہتا ہے۔ جن طلباء کے والدین یا اولیاء مدرسین کو خانگی تعلیم کے لئے تنخواہ سے مامور نہیں رکھتے اون کے بچوں کو ذرا سی غلطی پر سخت سزا دے دیتے ہیں یا اون کے ساتھ برا برتاؤ کرتے ہیں۔ امتحان کے زمانہ میں خانگی تعلیم پانے والے طلباء کو مدرسین خاص طور سے بشرط موقع ناجائز مدد پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں ذری سی لالچ کے صلہ میں وہ ایک بہت بڑی بد اخلاقی کرتے ہیں مدرس کی کامیابی کا راز یہی ہے کہ اس کو جو کچھ ملے اوس پر قناعت کرے۔ اپنی جماعت کے لڑکوں کی اگلی جماعت کی تعلیم دیتے ہیں تاکہ آمدنی کا کافی ذریعہ ہو۔ اس کے متعلق صدر مدرسین کو ارباب صدر میں رپورٹ کرنا اور اس رپورٹ پر خاص توجہ ہونی چاہیئے۔ اگلی جماعت کی تعلیم دینے کی وجہ سے طلبہ پر غیر معمولی بوجھ پڑتا ہے۔ طلباء کا مدرس صاحب کے مکان پر کثرت سے رات دن رہنا برے الزامات کا بھی موجب ہے۔ لڑکوں میں تقلید کا مادہ بہت ہے۔ مدرسین کو چاہیئے کہ لڑکوں کے سامنے بہترین اخلاق کا نمونہ بنیں۔ اخلاق درست کرنے کے خانگی طریقہ سے اکثر مدرسین ناواقف ہیں۔ مدرسہ کے باضابطہ تعلیم کا سلسلہ سوچ سمجھ کر حاصل کرنے سے جو نتائج حاصل ہونے والے ہیں وہ خانگی تعلیم سے نہیں ہوسکتے۔ خانگی مدرسین طلباء روزمرہ کے حساب سے فارغ ہوکر آئے تو جماعت مدرسہ کے قابل نہیں رہتے

اُس کی مٹی پلید ہو جاتی ہے۔ طبیب کو بلا سند کے جس طرح مطلب کرنا ممنوع ہے اسی طرح غیر سند یافتہ مدرسین کو خانگی تعلیم سے روکدینا چاہیئے۔ میں خانگی تعلیم کا مخالف نہیں ہوں۔ ایسی تعلیم کبھی خود اپنی جماعت کے بچوں کو نہ دینا چاہیئے تاکہ مندرجہ بالا خرابیوں کا سدباب ہو سکے۔

تحریک ششم = خوشخطی کو ترقی دیجائے

اس مضمون پر مولوی اسرار الرحمن صاحب صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ گرمٹکال نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

خوشخطی کی تحریک گزشتہ کانفرنس میں بالاتفاق منظور ہوئی تھی لیکن جیسا کہ قابل القدر معتمد صاحب نے بیان فرمایا۔ اس اہم فن پر ابھی بہت کم توجہ ہوئی ہے۔ جس کی دو وجہیں خیال میں آتی ہیں۔ پہلی وجہ یہ کہ مدرسین اس فن سے واقف نہیں ہیں۔ دوسری یہ کہ واقف تو ہیں لیکن اس فن کی اہمیت کا پورا احساس نہیں۔ غالباً یہی وجہ عدم دلچسپی کا موجب ہے۔

حضرات! جب کسی کی لیاقت دریافت کرنی ہو تو پوچھتے ہیں کہ کیا لکھنا پڑھنا آتا ہے لکھنے کا لفظ پڑھنے پر مقدم ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ الخط نصف العلم (خوشخطی آدھا علم ہے) پرچۂ المعلم میں بھی خوشخطی کی نسبت جو مضمون شائع ہوا تھا آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔

کل ہی عالیجناب صدر مہتمم صاحب کی بیش بہا تقریر کا پہلا حصہ اسی کی اہمیت سے شامل تھا۔ اس کے بعد صدر عالی مرتبت نے اس کی اہمیت گران قدر الفاظ میں بیان فرمائی پھر جناب معتمد صاحب نے بھی مختصر مفید الفاظ میں اس پر کافی روشنی ڈالی۔

حضرات! جب بارش ہونے والی ہوتی ہے تو پہلے زور سے ہوا چلتی ہے۔ بجلی چمکتی ہے۔

پھر کبھی موٹی موٹی بوندیں پڑتی ہیں۔ کچھ وقفہ کے بعد بارش شروع ہوتی ہے تاکہ بندے اپنا اور اپنے سامان کا بھیگنے سے بچاؤ کرلیں۔ اسی طرح اس اہم فن کی ترقی واصلاح کی جانب خصوصیت سے افسران سررشتہ کی توجہ مبذول ہوگئی ہے۔ اور کئی طرح سے بار بار اس جانب توجہ دلائی جارہی ہے۔ باوجود اس کے پھر تساہل ہو تو مجھے اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ یہی بدخطی کسی حصۂ تنخواہ کی برآیند گی اضافہ تدریجی کی مسدودی کا موجب ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ہمیں چاہیئے کہ اس بدخطی کے عیب کو اپنے سے دور کریں اور ایسے تدارکون کا موقع ہی نہ آنے دیں۔ اب رہا یہ سوال کہ دیہات کے مدارس میں ہم کس سے خوشخطی سیکھیں جبکہ کوئی ماہر فن خوش نویس نہ ہو۔ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ ع شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست۔ دوسرے نظم پروین کی مختصر کتاب اس فن کے سیکھنے کے لئے بہت بہتر ہے۔ اس کے علاوہ مدارس میں کوئی نہ کوئی خوشخط مدرس ہوتا ہے اُس سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ اس سے گو آپ ماہر فن خوشنویس نہیں گے۔ لیکن کم سے کم بدخط بھی نہ کہلائے جائیں گے۔ اب رہی طلبہ پر توجہ تو جیسے مدرس کو خوش خط بننا لازم ہے اسی طرح طلبہ کو خوشخط بنانا اوس کے فرائض میں داخل ہے۔ چاہیے کہ قلم کا تراشنا۔ اُس کی گرفت۔ نشست کتابت۔ حرفوں کی طرز تحریر اُن کے جوڑ۔ اُن کی دیسی تختیوں پر کھڑی لگانا وغیرہ پورے قواعد بتلائے جائیں۔ اس موقع پر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اردو املا وکتابت رسم خط کی کچھ عام غلطیاں جو طلبہ کرتے ہیں بغرض اصلاح و توجہ آپ حضرات کے ملاحظہ میں پیش کروں۔

عام غلط صورت	صحیح صورت	وجہ صحت
آپکیخدمت میں	آپ کی خدمت میں	مستقل کلمات جو علیحدہ علیحدہ معانی دیتے ہیں الگ لکھنے چاہئیں
اسکے۔ اسکی۔ اسمیں اسکو	اِس کے۔ اِس کی اِس میں۔ اِس کو	اس ضمیر ہے کہ حرف اضافت

عام غلط صورت	صحیح صورت	وجہ صحت مین حرف جار کو علامت مفعول
اوس	اُس	اردو میں اعراب بالحروف نہیں ہیں پیش کے بئے واؤ کے عوض الف پر پیش بنا سکتے ہیں۔
بس	بس	ایک شوشہ زیادہ ہے۔
عبدالطیف	عبداللطیف	ایک لام تعریف کا زیاہ ہونا چاہیئے دوسرا اصلی۔
غفورالرحیم	غفورحیم	صفت بعد صفت ہے مضاف مضاف الیہ نہیں ہے۔
قعبہ	قصبہ	ص کے جوڑ کا ایک شوشہ ہونا چاہیئے
الحمدللہ	الحمدلِلہ	ایک لام جار کا کافی ہے۔

حضرات! کام شوق سے ہوتا ہے یا خوف سے۔ تقریر بالا سے اِس فن کی اہمیت کا احساس تو ہوگیا۔ اب رہا شوق۔ اِس کے لئے میری تحریک ہے کہ نظم پروین نصاب میں داخل ہو۔ اور منجانب کانفرنس جن طلبہ کے خط سب میں بہتر ہوں اُن کے لئے دو انعام ؏ و ؏ کے منظور فرمائے جائیں۔

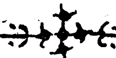
محمد عبدالسلام معتمد انجمن اساتذہ نے تحریک کی تائید کرتے ہوئے بیان کیا کہ خطاطی کے بہترین نمونہ کے لئے ہر سال کانفرنس سے ۱۵ اور ۱۰ کا انعام بصورت کتب یا سامان علمی دیا جائے۔

مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی علیگ صدر مہتمم تعلیمات گلبرگہ نے

بجائے ۱۵ اور ۱۰ کے دس اور پانچ کی تجویز فرمائی۔ معتمد نے اپنی مقدار کے
بجائے اس مقدار سے رضامندی ظاہر کی اور تحریک بغلبہ آرا منظور ہوئی۔

مولوی عبداللہ صاحب صدر مدرس وسطانیہ شوراپور نے حسب ذیل تقریر
فرمائی۔

مدارس ثانویہ و تحتانیہ میں انجمن ہائے اساتذہ کا قیام



فرد کارروائی میں یہ تحریک چونکہ درج کی جا چکی۔ اس لئے اب اس کے پیش
کرنے کی ضرورت لاحق ہوگئی ورنہ اس وقت کے جوش و خروش اور اس کثیر مجمع کا
لحاظ کرتے اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہ تحریک نہ تو کوئی جدید تحریک ہے اور نہ
اس کی اہمیت اور قیام کے لئے میں طول طویل تقریر سے آپ حضرات کی سمع خراشی اور
قیمتی وقت اس میں زیادہ صرف کرنا مناسب تصور کرتا ہوں مجھے اس بات کا بھی یقین
کامل ہے کہ اس جلسہ میں کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو اس تحریک کی تردید یا مخالفت کیلئے
اپنے آپ کو آمادہ کرے اس وجہ سے کہ اگر آپ اس کے مخالف ہی ہوتے تو پھر
اس قدر دور دراز مقامات سے اپنی گاڑھی کمائیوں میں سے صرف کثیر برداشت
کرکے یہاں تک آنے کی تکلیف و زحمت کیوں گوارا فرماتے۔ کیونکہ یہ جلسہ یعنی
کانفرنس اساتذہ بھی تو وہی چیز ہے جس کی تحریک کے لئے میں یہاں کھڑا ہوا ہوں
اور جس کا دارومدار محض انھیں انجمن ہائے اساتذہ پر مبنی ہے۔ مجھے اچھی طرح
یاد ہے سنہ ۱۳۲۵ف جبکہ جناب مولوی فیروزالدین خاں صاحب یہاں کے صدر مہتمم
تھے تو یہ گشتی نافذ کی گئی تھی کہ ہر مدرسہ میں انجمن اساتذہ کا انعقاد کیا جائے
جس میں ان ٹرینڈ مدرسین جو طریقہ تعلیم سے ناواقف ہوں ٹرینڈ و تجربہ کار مدرسین سے

نمونہ کا سبق حاصل کرکے اُس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں چنانچہ بعض مدارس میں اِس کا انعقاد کیا گیا۔ مگر برائے نام پھر کچھ زمانہ کے بعد جب یہاں کی صدارت عالیجناب سید علی اکبر صاحب تشریف فرما ہوئے تو صاحب معزنے اِس کے قیام پر زور دیتے ہوئے اِس کا اور اضافہ فرمایا کہ اس انجمن میں اساتذہ تقریراً یا تحریراً اپنے خیالات کا تبادلہ بھی کیا کریں۔ انھیں کی ان تھک کوششوں اور سعی بلیغ کا نتیجہ ہے کہ اِن چھوٹی چھوٹی انجمنوں کے مجموعہ سے یہ موجودہ صورت صدر انجمن اساتذہ کی آپ سب حضرات ملاحظ فرما رہے ہیں اور جس کی عمر کا ابھی صرف دوسرا سال شروع ہوا ہے اور جہاں اعلیٰ سے اعلیٰ اور لائق سے لائق اساتذہ سے مل کر ہم سب اپنے خیالات کا تبادلہ بہ آسانی کر رہے ہیں۔ اگر میں اِس کو ایک شجر سے تشبیہ دوں تو مدارس کے انجمنوں کو اس کی جڑوں سے تعبیر کروں گا جس طرح کہ درخت بغیر جڑوں کے ترقی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح صدر کانفرنس اساتذہ بھی اس وقت تک کامیاب اور زیادہ مفید نہیں ثابت ہو سکتی جب تک کہ اس کی ذیلی انجمنیں ہر مدرسہ میں نہ کھولی جائیں اور اس کا الحاق صدر انجمن گلبرگہ سے نہ کیا جائے۔ اور ایسی انجمنیں ماہانہ اپنے جلسے کرکے کافی علمی کام نہ کریں اور باہمی تبادلہ خیالات سے مستفید نہ ہوں اور تقریر کرنے کی مہارت نہ پیدا کریں۔

حضرات! قیام انجمن ہائے اساتذہ سے صرف اس کانفرنس ہی کو تقویت نہ ہوگی بلکہ مدارس میں اس کے قیام سے بہت کچھ فائدے ہو سکتے ہیں مدارس میں ایسی باتیں آئے دن پیش آیا کرتی ہیں جس میں صدر مدرس کو ایک یا دو سینیر سے اس میں رائے طلب کرنی ضروری ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ کبھی تو اچھا ہوتا ہے اور کبھی اسکول کے حق میں بُرا ہو کر ناچاقی کی نوبت آ جاتی ہے اگر اس قسم کی باتیں انجمن میں طے کر لی جایا کریں بہ اتفاق رائے آسانی سے طے

ہو سکتی ہے اور خراب اثرات ظہور پذیر ہونے نہیں پاتے۔ انتظامی معاملات میں صدر مدرسہ کو اپنے مدرسین سے بہت کچھ امداد کی توقع ہو سکتی ہے۔ ہر مستقر تعلقہ پر ایک مدرسہ وسطانیہ دو تین مدارس تحتانیہ اور دو ایک مدارس ابتدائیہ ضرور ہوا کرتے ہیں اور اس کے قرب و جوار کے مدارس میں بھی بعض اساتذہ تجربہ کار ہوتے ہیں اور بعض ناتجربہ کار۔ اس لئے اگر ان تمام مدارس کے اساتذہ ہر ماہ میں ایک بار مستقر تعلقہ کے مرکزی انجمن میں شریک ہو کر اپنے خیالات کا تبادلہ کیا کریں تو میرا خیال ہے کہ جس طرح ہم لوگ یہاں بیش بہا معلومات سے مستفید ہو رہے ہیں اسی طرح ہمارے دوسرے بھائی و ہم پیشہ جن کی تنخواہیں قلیل ہیں ہم سے تھوڑے بہت معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اور یقیناً ان کے معلومات میں کچھ نہ کچھ اضافہ ضرور ہوگا۔ علاوہ ازیں سب سے اہم چیز جو ہمارے مدارس کے لئے ضروری اور لازمی چیز ہے یعنی اساتذہ میں اتفاق و یکجہتی ہم کو اسی انجمن کے قیام سے حاصل ہو سکتی ہے۔ شورا پور کے مدرسہ وسطانیہ میں اس وقت اس پر عمل کیا جا رہا ہے اور تقریباً آٹھ دیگر مدارس کے اساتذہ اس میں شریک اپنے خیالات کا تبادلہ کر رہے ہیں کل کی روئداد کانفرنس سے جو معتمد صاحب نے آپ حضرات کے روبرو پیش فرمائی تھی یہ بات صاف طور پر روشن ہو گئی کہ بجز چند مدارس کے اب تک انجمن کہیں قایم نہیں کی گئی اور نہ اس کے قیام کی اطلاع صدر انجمن کے معتمد کے پاس وصول ہوئی۔ اس لئے یہ میری ناقص التماس ہے کہ افسران بالادست ہر مدرسہ وسطانیہ میں اس کا قیام لازمی قرار دیں اور بوقت معائنہ اس امر کا کافی اطمینان بھی فرما لیا کریں کہ واصل انجمن قایم ہے یا نہیں اور کس حد تک ترقی کر رہی ہے۔ امید کہ آپ حضرات میری اس ناچیز تحریک کو منظور فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔ اس تحریک کی تائید میں مولوی

محمد عبدالرحمن صاحب منشی فاضل صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ کوڑنگل نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

کانفرنس کے انعقاد کے دو مقصد ہیں۔ پہلا جو باتیں معلوم ہیں اُن کا اعادہ ہو اور دوسرا جدید معلومات حاصل ہوں۔ اِس کانفرنس میں اکثر باتیں وہی ہوئیں جن کا آپ حضرات کو علم ہے مگر جس پر عمل کم ہے۔ لیکن اس سے استحضار کا فائدہ ہوا۔ اعادے و تکرار سے عمل کی ترغیب ہوتی ہے۔ غالباً بعض باتوں کا آپ کے معلومات میں اضافہ بھی ہوگیا ہے۔ اِس پر بھی آپ عمل کرنے کی کوشش فرما سکتے ہیں۔

آپ حضرات مسافت بعیدہ سے تکالیف برداشت کر کے اس جلسہ میں شریک ہوئے ہیں۔ ایک ہی سال میں کئی بار ایسا ہونا ممکن نہیں۔ اِس لئے اپنے اپنے مدرسہ میں ہر ماہ ایک وقت مدرسین انجمن منعقد کریں تو تبادلہ خیالات و اضافہ معلومات ممکن ہے اور اس سے ترغیب عمل بھی ہوگی۔ لہٰذا میں محرک صاحب کی تحریک سے پورا اتفاق کرتے ہوئے پوری طرح موئید ہوں۔

محمد عبدالسلام معتمد انجمن اساتذہ نے بیان کیا کہ متعدد مقامات پر انجمن ہائے اساتذہ قایم نہیں ہیں اور جہاں قائم ہیں اُن میں سے صرف تین کے پاس سے روئداد آئی ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ انجمن اساتذہ کے مخالف ہیں یا اُس کے قیام کو جیسا چاہیئے مفید نہیں سمجھتے۔ مناسب ہوگا کہ کوئی صاحب یہاں بھی اس کی مخالفت کریں یا وجوہ مخالفت بیان کریں۔ تھوڑے سے انتظار کے بعد جب کسی نے اختلاف نہ فرمایا تو حسب ضابطہ منظوری تحریک کا اعلان کیا گیا۔ اس نوبت پر نماز عصر کے لئے وقفہ دیکر اجلاس برخواست ہوا اور بعد نماز عصر مکرر اجلاس شروع ہوا جس کا سلسلہ تقریباً مغرب تک جاری رہا۔

اجلاس پنجم

۲۰ مارچ روز یکشنبہ وقت ۵ ½ ساعت شام بمقام مدرسہ فوقانیہ انگریزی گلبرگہ شریف

یہ اجلاس تقاریر تحریک بوائز اسکاوٹ (جمعیت اطفال) کے لئے مختص تھا
مناسب معلوم ہوا کہ اس مبحث کی کافی وضاحت کے لئے اخبار تعلیم لاہور کا مضمون
اطلاع و استفادہ عام مدرسین کے لئے خفیف ترمیم کے بعد درج ذیل کیا جائے۔

تحریک بوائز اسکاوٹ کی خصوصیات

مدرسہ کو انسان کی زندگی سدھارنے اور اس کے اخلاق و عادات کو درست
کرنے میں خاص حصہ لینا چاہیئے ورنہ تعلیم و تربیت کا حقیقی منشاء ہرگز پورا نہیں ہوسکتا
اگر ایسا نہ ہو تو طلبہ کے لئے حصول علم کی خاطر مصائب جھیلنا اور مشکلات کا سامنا کرنا
ایک فعل عبث ہوگا۔ اور والدین اور سرپرستوں کے لئے تعلیم پر زرکثیر خرچ کرنا بیکار
و لایعنی ثابت ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مقصد بطریق اولیٰ اور بدرجۂ احسن کیونکر
حاصل کیا جاسکتا ہے۔ طلبہ کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ وہ مدرسہ جاکر واپس
چلے آئیں اور وہاں چند گھنٹے گزار دیں کیونکہ صرف چند کتابوں کے پڑھ لینے اور مفید
باتوں کو معلوم کرنے سے ان کے اخلاق اور ان کی سیرت پر کوئی خاص اور نمایاں اثر
نہیں پڑھ سکتا۔ اگر وہ اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں تو ظاہر ہے کہ ان کی درستی اخلاق
و اصلاح عادات کے متعلق کوئی توقع نہیں کی جاسکتی طلبہ مدرسہ میں جتنا وقت گزارتے
ہیں اس سے زیادہ ان کا وقت مدرسہ کے باہر اور گھر پر صرف ہوتا ہے۔ اور انہیں

آزادی حاصل ہوتی ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ اکثر صورتوں میں والدین اور سرپرست اپنے دنیاوی کاموں اور معاش کے جھگڑوں میں اس قدر مصروف رہتے ہیں کہ انہیں اپنے لڑکوں کے اخلاق و عادات کی نگرانی کے لئے کافی موقع نہیں ملتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض مستثنیات بھی ہیں۔ لیکن عام حالات کو پیش نظر رکھنا از بس ضروری و لابدی ہے۔ اس طرح یہ ثابت ہو گیا کہ طلبہ کے اخلاق کو درست کرنے اور ان میں اوصاف حمیدہ پیدا کرنے کے لئے منجملہ مروجہ تعلیم کے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مدارس میں ان کی عام اصلاح کے لئے معقول و مناسب انتظام کیا جائے۔ اس مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے صحیح راہ عمل اور طریق کار یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدارس میں ایسی انجمنیں ہوں جن میں طلبہ کو ملکر کام کرنے اور اپنے استاد کے اخلاق و عادات سے مستفید ہونے کا موقع ملے۔ کھیلوں میں شرکت کرنے سے بھی ایک حد تک یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس مقصد کی تکمیل کا صرف ایک ہی ذریعہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "طلبہ تحریک بوائے اسکاوٹ" میں حصہ لیں جس کے بانی سر بیڈن پاول تھے۔

اِس تحریک کے فوائد و منافع پر بحث کرنے سے پہلے۔ یہ امر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اغراض و مقاصد بالتفصیل بیان کئے جائیں اور تشریح و توضیح کی جائے کہ وہ کونسی خوبیاں اور کونسی خصوصیات ہیں جنہوں نے اِس تحریک کو دوسری تمام تحریکوں پر فضیلت و فوقیت دی ہے۔ اور جو آجکل ہر جگہ ایسی مقبول عام ہو رہی ہے

فوجی اصطلاح میں اسکاوٹ اُس شخص کو کہتے ہیں جو دشمن کی حرکات و سکنات کو اپنی نظر میں رکھے اور فوجی نقل و حرکت کے متعلق ضروری اطلاعات بہم پہنچائے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک زبردست کام ہے اور بسا اوقات اس کو پورا کرنے میں اسکاوٹ کی جان خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس غرض کی

انجام دہی کے لئے ایسا آدمی مقرر کیا جاتا ہے کہ جو بے انتہا دانا اور تجربہ کار اور پرلے درجہ کا ہوشیار اور ہنرمند ہو۔

تحریک بوائے اسکاوٹ کے اصلاح میں اسکاوٹ وہ ہے جو معرکۂ حیات اور کارزار زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے مشکلات و مصائب کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرے۔ زندگی کی اس جنگ پیہم میں جن بڑے آدمیوں اور جن ممتاز ہستیوں نے فتح و ظفرت حاصل کی ہے وہ سب کے سب اسکاوٹوں کے زمرے میں داخل کئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اصول اور ان کا طرز عمل آئندہ نسلوں کے لئے ذریعۂ رہنمائی اور باعث نجات ہے۔ چنانچہ اسکاوٹنگ کیلئے دس اصول مقرر کئے گئے ہیں جن پر اُس کا تمام و کمال انحصار ہے جو مختصراً درج ذیل ہیں

(۱) اسکاوٹ قابل احترام اور قابل اعتبار ہے۔ (۲) وہ اپنے بادشاہ ملک۔ والدین و افسروں کا وفادار ہوتا ہے (۳) وہ ہمیشہ دوسرے لوگوں کی اعانت کرتا ہے۔ (۴) وہ ہر شخص کا دوست اور ہر اسکاوٹ کا بھائی ہے (۵) اس کے اخلاق عمدہ اور اوصاف پسندیدہ ہوتے ہیں۔ (۶) وہ جانداروں کا ہمدرد ہے (۷) وہ اپنے افسروں والدین۔ سکاوٹ ماسٹر اور پٹرول لیڈر کے احکام کی بغیر کسی چوں و چرا کے تعمیل کرتا ہے (۸) وہ مصیبت کے وقت میں بھی خوش رہتا ہے (۹) وہ کفایت شعار ہوتا ہے (۱۰) وہ اپنے قول و فعل اور خیالات میں پاک ہوتا ہے۔

اس تحریک کی اصلی غرض و غایت یہ ہے کہ نوجوانان قوم میں خدمت خلق ہمدردی۔ ایثار۔ جوانمردی۔ اور بلند حوصلگی کے اعلیٰ خدمات پیدا کئے جائیں اور وہ غور و فکر عمیق مشاہدے۔ راست بازی۔ جفاکشی اور صبر و تحمل کے عادی بنائے جائیں۔ اور اپنی اخلاق و عادات پر ان کی سیرت تعمیر کی جائے۔ وہ اخلاقی

دماغی اور جسمانی ہر سہ پہلوؤں کے لحاظ سے قابل اور مفید شہری بن سکیں وفاداری کفایت شعاری اور خلوص ہر بوائے اسکاوٹ کی زندگی کا طغرائے امتیاز ہے وہ بلا امتیاز مذہب وملت اخوت ومواسنت کے جذبہ کو ترقی دیتا ہے اور اپنے کو دوسروں کے لئے مفید بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسکاوٹ کو نہ صرف اپنی عزت کا احساس ہوتا ہے بلکہ وہ تمام اسکاوٹس سوسائٹی کی توقیر کو مدنظر رکھتا ہے وہ اپنے اسکاوٹ بھائیوں کے کارناموں پر فخر کرتا ہے اور خود بھی کوشش کرتا ہے کہ ایسے کارہائے نمایاں کرے جو اس کی سوسائٹی کی عزت و توقیر میں چار چاند لگا دیں۔

بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ آج ہندوستان میں یہ تحریک سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ اور اکثر مدارس اس میں نہایت نہایت سرگرمی اور جوش وخروش کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں۔ برٹش انڈیا کے ہر صوبہ میں اسے خصوصیات کے ساتھ زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور اس وقت تک مختلف ریاستوں میں بھی بوائے اسکاوٹس کی تحریک ترقی پذیر ہے۔ ایسی حالت میں اس کی سخت ضرورت ہے کہ ہمارے مدارس بھی اس نعمت سے محروم نہ رہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اسکاؤٹنگ کی ترویج کے لئے زبردست کوشش کی جائے تاکہ وہ ممالک محروسہ سرکارعالی کے تمام سرکاری وغیر سرکاری مدارس میں جاری ہوسکے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ تحریک نہایت مفید اور بعید پسندیدہ ہے لیکن ساتھ ہی ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اس میں بعض نقائص پیدا ہونے کا احتمال رہتا ہے جن کے سدباب کے لئے کوشش کرنا ازبس ضروری ہے۔ طلبہ اسکاوٹنگ پر اتنا وقت صرف نہ کریں کہ ان کی تعلیم میں حرج اور نقصان واقع ہو نیز انہیں ناشایستہ گیت گانے اور ایسے کھیل کھیلنے کی اجازت نہ دی جائے

جن سے خفیف الحرکتی پائی جائے۔ ان نقائص کا انسداد اس طرح بآسانی ممکن ہے کہ اسکاؤٹ ماسٹروں کے انتخاب میں خاص احتیاط سے کام لیا جائے۔

بدقسمتی سے ہندوستان میں مختلف مذاہب ہیں اس لئے اصلاح اخلاق کی کوشش مذہبی بناء پر نہیں کی جاسکتی اب اسکاؤٹنگ نے اس زبردست کمی کو پورا کر دیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے طلبہ میں جذبۂ اخوت پیدا ہو سکتا ہے۔ اور ایک ایسی برادری قائم ہو سکتی ہے جس میں مذہبی نزاعات و اختلاف کو دخل نہ ہو مسٹر کستوری رنگن ایر بی اے مدرس مدرسۂ فوقانیہ انگریزی نے اسکاؤٹ کے لباس میں اغراض و مقاصد بوائز اسکاوٹ پر طویل تقریر انگریزی میں کی۔ اس کے بعد پرشاد راؤ صاحب ڈرائنگ ماسٹر مدرسۂ فوقانیہ انگریزی نے بھی انگریزی میں اسی مبحث پر تقریر کی۔ مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی صدر مہتمم تعلیمات نے بیان فرمایا کہ اکثر اشخاص نے تحریراً اس امر کی خواہش کی ہے کہ بوائز اسکاوٹ سے متعلقہ تقاریر کا ترجمہ اردو میں کیا جائے۔ قلت وقت کے باعث اس وقت ترجمہ ناممکن ہے۔ لہذا مسٹر کستوری رنگن ایر کی تحریر محمد عبدالسلام صاحب انصاری مددگار مدرسۂ فوقانیہ عثمانیہ کے حوالہ کی جاتی ہے وہ رات میں اس کا ترجمہ کر کے آپ کو کل کے اجلاس میں سنائیں گے۔

نواب ناظر یار جنگ بہادر ناظم عدالت صوبۂ گلبرگہ و مولوی علی الدین حسن صاحب وظیفہ یاب ناظم عدالت دیوانی ضلع جو اس اجلاس میں اور مولوی شاہ مختار احمد صاحب نائب ناظم صدر عدالت صوبہ جو پہلے اجلاس میں تشریف لائے تھے معتمد نے ان کا شکریہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ نواب صاحب نہ صرف عدالت کے بہترین عہدہ دار ہیں بلکہ ایک اچھے مقرر قومی ہمدرد تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے افراد میں ہیں میں تقریر کے لئے زیادہ وقت لے کر صاحب موصوف کی قیمتی وقت کے لئے وقت کم کرنا نہیں چاہتا

بلکہ مناظب موصوف سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے قیمتی نصائح سے ہم سب کو ممنون فرمائیں۔

تقریر نواب ناظر یار جنگ بہادر ناظم صدر عدالت صوبہ گلبرگہ شریف

نماز مغرب کے لئے پانچ یا ۸ منٹ باقی ہیں اس وقت کا لحاظ کرتے اور نیز یہ معلوم رکھتے ہوئے کہ پند و نصائح کی چیزیں اُس شخص کی پوزیشن ہے کس قدر دور ہیں جو خود نصیحت کا محتاج ہے واقعہ یہ ہے کہ یہ فرض مجھ سے زیادہ بہتر اور موزوں طریقہ سے روزانہ آپ کے اساتذہ آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں جو چیز روزانہ ہوتی ہے اُس کا مکرر اعادہ بجائے اچھے کے بُرا اثر کرتا ہے۔ ابھی ایک صاحب نے اسکاوٹ پر تقریر کی ہے۔ میں اُسی کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ اسکاوٹ کا طریقہ بیڈن پاول نے جاری کیا ہے۔ اس کا پہلا مقصد بادشاہ کی وفاداری ہے جو ایک نہایت مبارک کام ہے۔ دوسرا مقصد مہربانی ہے۔ تیسرا مقصد پابندی احکام۔ چوتھا خوش رکھنا اور خوش رہنا۔ پانچواں اسراف سے بچنا۔ چھٹا صفائی یہ سب ضروری اور اہم امور ہیں۔ مذہب کی قوت جب یورپ میں کم ہونے لگی تو سوچا گیا کہ کونسی چیز لی جائے جو نوجوان لڑکوں کو قوت کے ساتھ پیدا کرے۔ ہمارے ایشیائی بحیثیت مذہب چاہے مسلمان ہوں چاہے ہندو چاہے عیسائی اصلی مذہب کے مقاصد کو بھول گئے ہیں۔ مقاصد اسکاوٹ کے لحاظ سے اچھا اسکاوٹ اچھا مسلمان ہو سکتا ہے اور اچھا مسلمان اچھا اسکاوٹ اسی طرح ہندو۔ پارسی۔ عیسائی اپنے اپنے مذہب کے پابند رہکر بھی اچھے اسکاوٹ بن سکتے ہیں۔ مسلمان ہو خواہ ہندو وہ خدا کو ایک مانتا ہے۔ چاہے وہ کسی نام اور طریقہ سے ہو۔ اسکاؤٹس مومنٹ اس اسپرٹ سے لڑکوں میں پھیلایئے کہ سب اسی ارادہ یا اسپرٹ یا جذبہ سے خدا کے احکام کی پابندی کریں۔ بہترین شخص ہے وہ انسان جو مذہب کی پابندی کرتا ہے۔ اس اسپرٹ سے

کام کیجئے کہ قومیت اور مذہب سب ایک ہیں۔ ہم اپنی جگہ پر ایک ہیں۔ ملک کے عمدہ باشندہ بن جائیں۔ اس خیال کو گہرا کیجئے تاکہ وہ بہترین عناد کا ذریعہ بن جائے۔ یورپ نے کیا کیا مادیت کا دورہ آیا مذہب جاتا رہا تو وہ ان ناموں اور طریقوں سے کام کر رہا ہے۔ ہم میں مذہب ہے مگر ہم مذہب کو بھول گئے۔ وہ مذہب سے بے اعتقاد ہو گئے۔ آپ میں اتفاق و ہمدردی کی ضرورت ہے۔ آپ کے نوجوان اس طریقہ کو کامیاب بنائیں۔

مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی نے بھی خاتمہ اجلاس کے ساتھ نواب ناظر یار جنگ بہادر کا شکریہ ادا کیا صدر صاحب کانفرنس نے بھی نواب صاحب کا شکریہ ادا فرمایا کہ ان کی موٹر بلا لحاظ وقت میرے لئے ملتی رہی۔

طلسمی فانوس

رات میں بمقام مدرسہ فوقانیہ انگریزی زیر نگرانی مولوی عبدالستار صاحب سبحانی ہیڈ ماسٹر و بینکٹ آچاری بی۔ اے مدرس مدرسہ فوقانیہ انگریزی و دیگر مدرسین فوقانیہ انگریزی طلسمی فانوس کے ذریعہ بہت سے تاریخی جغرافیہ نباتات۔ اور ہیئت و قصہ و کہانیوں کے تصاویر بتائے گئے جو باتیں بہت سے مطالعہ اور کثیر صرفہ کے بعد بھی معلوم نہ ہو سکتیں تھیں وہ تھوڑے وقت میں بآسانی معلوم ہو گئیں اور مدعیین کے معلومات میں بڑا اضافہ ہوا اس موقع پر مدارس فوقانیہ کے سلائڈز (تصاویر) کے علاوہ مدرسہ تعلیم المعلمین بلدہ سے بھی ایک سو تصاویر مہیا للئے گئے تھے جس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

اجلاس ششم

۳۰ امرداد روز دوشنبہ وقت ۹ ساعت صبح مقام ثانوی اسکول گلبرگہ شریف
مولوی عبد السلام صاحب انصاری مددگار مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ نے حسب ذیل تحریر پڑھ کر سنایا

بوائے اسکاوٹ

حضرات! مجھے یہ خدمت سپرد کی گئی ہے کہ میں بوائے اسکاوٹ پر جو نہایت عمدہ مضمون مسٹر کستوری رنگن ایار اسکاوٹ ماسٹر صاحب نے بزبان انگریزی پڑھا ہے اس کا خلاصہ آپ حضرات کے سامنے پیش کروں۔ امید کہ آپ اسے گوش دل سے سنیں گے اور اپنے اپنے حلقہ میں اس تحریک کو ہر دلعزیز بنانے کی کوشش کریں گے۔ مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔ معزز مقرر نے نواب ناظر یار جنگ بہادر صدر اسکاوٹ ایسوسی ایشن صوبۂ ہذا مولوی ابوالحسن صاحب اور کانفرنس کے شکریہ کے بعد تحریک بوائے اسکاوٹ کے ابھرانے پر مدرسہ میں ہر طرح ضرورت جتائی اسکاوٹنگ کے معنی لڑکوں اور لڑکیوں کو کھیل کے ذریعہ مفید شہری بنانا ہے۔ یہ ایک ایسا کھیل ہے جس میں بڑے بھائی اپنے چھوٹے بھائیوں میں مفید تحریکات پیدا کرکے اور عمدہ فضا مہیا کرکے اچھا شہری بناتے ہیں۔ یہ تحریک انسان کی دماغی۔ جسمانی اور اخلاقی حالت کو درست کرتی ہے۔ انہیں اعلیٰ مقاصد کو پیش نظر رکھکر اول اول سر رابرٹ بیڈن پاول نے اس تحریک کی ابتدا کی تھی۔ لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ جہاں کہیں نظام اچھا ہے یہ تحریک ان تمام اعلیٰ اوصاف اپنے اندر رکھتی ہے جو ایک انسان کو انسان بناتے ہیں لفظ خدمت ایسا جامع لفظ ہے جو اپنے اندر جمعیت اخوت اور دوستی ہر سہ لفظوں کا پورا پورا مفہوم رکھتا ہے خدمت سے وہ خدمت مراد نہیں جو کوئی شخص اپنی ذات کے لئے انجام دے بلکہ

وہ خدمت جو تمام بنی نوع انسان کے لئے مفید ہو۔ وہ خدمت جس سے دوسرے مستفیض ہوں۔ ہم اپنے آپ کو مفید اسی وقت بنا سکتے ہیں اور خود اپنی خدمت بھی اسی وقت کر سکتے ہیں جب دوسروں کی خدمت کما حقہ انجام دیں اور دوسروں کی خدمت کا ہی وہ جذبہ ہے جو یہ تحریک ہم میں صحیح طور پر پیدا کرتی ہے۔ اسکاوٹ کی بنیاد اخلاق کے اعلیٰ ترین اصول پر ہے اور ہر اسکاوٹ کے لئے ضروری ہے کہ اس میں خود داری احساس فرض، ہمدردی خود اعتمادی اور فرماں برداری کے اوصاف پائے جائیں اور وہ اپنے نقطہ نگاہ سے اچھے نتائج اخذ کرنے کے قابل ہو۔ یہ تحریک اسکاوٹ کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسکاوٹ ماسٹر اور طلبہ کے تعلقات بالکل بڑے اور چھوٹے بھائی کے سے ہوتے ہیں اور یہ ایسی چیز ہے جو کسی دوسری جگہ اس خصوصیت کے ساتھ موجود نہیں ہے اسکاوٹ ٹریننگ کے باعث لڑکوں کے اخلاق سدھرتے ہیں لا مذہبی بے نظمی، خود غرضی بد اخلاقی اور مظالم کے اسباب یہ ہیں کہ ہم ضمیر کی طرف سے بے پروا ہیں۔ تشدد، نامردی فضول خرچی اور غربت شراب کی کثرت کے باعث ہے۔ بد اخلاقی [illegible] بیماری کی کثرت کا سبب تعیش ہے۔ اسکاوٹ ماسٹر کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود بھی بچوں کے سی صفات رکھتا ہو۔ وہ مختلف عمر اور مختلف مدارج کے لڑکوں کی نفسیات سے بخوبی واقف ہو۔ اور پوری جماعت کے بجائے ہر طالب علم کی الگ الگ نقائص کو دور کرنے سے یہی اصل اصول ہیں جن پر اسکاوٹ ٹریننگ کی بنیاد ہے۔ اسکاوٹ ماسٹر کو اسکول ماسٹر یا کمانڈنگ افسر کی طرح ہونا چاہیئے بلکہ انہیں لڑکوں کے ساتھ ہر شغل میں شریک رہنا چاہیئے۔ اور ان کے جذبات کو صحیح راستہ کی طرف موڑنا چاہیئے۔ وہ خوبیاں جو فطرت نے ودیعت کی ہیں ہر انسان میں پائی جانی لازمی ہے۔ کوئی انسان خواہ کتنا ہی برا ہو لیکن ۵ فیصدی خوبی کا پایا جانا ان میں لازمی ہے۔ اسکاوٹ ماسٹر کا کام یہ ہے کہ وہ اچھی اوصاف کو بڑھانے کی کوشش کرے۔ ان اوصاف کی نرمی کے ساتھ برائیاں

خود کم ہوتی جائے گی اور ایک دن وہ آئے گا ہر بچہ میں ۸۰ یا ۹۰ فیصدی خوبی ہی خوبیاں ہوں گی۔

قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر ختم کروں میرے لئے قانون اسکاؤٹ کا بیان کر دینا ضروری ہے۔ قانون اسکاؤٹ حسب ذیل امور پر مشتمل ہے اور یہی وہ اصلی اصول ہیں جن سے اچھے شہری پیدا ہو سکتے ہیں۔

۱۔ خودداری۔ اسکاؤٹ کی عزت پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی اسکاؤٹ کسی قسم کا وعدہ کرے تو یقین جانو کہ وہ پورا کرے گا۔ یا اسکاؤٹ ماسٹر سے کہے کہ تمہارے ذمہ پر بھروسہ ہے کہ تم ایسا کرو گے تو یقین جانیئے کہ وہ ہوگیا۔

۲۔ وفاداری۔ "اسکاؤٹ" حکومت۔ مادر وطن افسروں اور ماتحتوں سے وفاداری برتتا ہے۔

۳۔ معاونت۔ استمداد۔ اسکاؤٹ کو ہمیشہ کوئی نہ کوئی عمدہ کام کرنا چاہیئے جان کے تحفظ زخمی کی مدد میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا چاہیئے۔ اپنے آرام کو بھول جانا چاہیئے

۴۔ دوستی۔ اسکاؤٹ سب کا دوست ہے۔ اور دوسرے اسکاؤٹ کا بھائی ہے خواہ کسی اونی طبقہ کا کمین ہو۔ اسکاؤٹ کے لئے ہر وقت بشاش اور خوش رہنا ضروری ہے۔

۵۔ شجاعت۔ اسکاؤٹ خوش اخلاق ہوتا ہے وہ سب سے بالعموم اور عورتوں بچوں۔ بوڑھوں اور بیماروں سے بالخصوص نرمی کا برتاؤ کرتا ہے وہ اپنی کسی خدمت کی تعریف یا معاوضہ نہیں چاہتا۔

۶۔ رحمدلی۔ اسکاؤٹ جانوروں سے محبت رکھتا اور ہر جاندار کی تکلیف کے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کسی جانور کو بلا ضرورت نہیں ستاتا۔ البتہ غذا کے لئے جانوروں کا مارنا یا موذی جانوروں کا مارنا جائز ہے۔

(۷) فرمانبرداری۔ اسکاوٹ اپنے پٹرول لیڈر۔ اور ماسٹر کا حکم ... بن مانگے وہ جو حکم پاتا ہے ویسے ہی قبول کر لیتا ہے۔ اگر اُسے کوئی اعتراض ہوتا ہے تو حکم کی تکمیل کے بعد ... احتجاج بلند کرتا ہے اور اس کا نام ضبط ہے۔

(۸) بشاشت۔ اسکاوٹ مشکل کے وقت خوش و خرم رہتا ہے اور ہمت نہیں ہارتا اس کے چہرے سے ہر وقت بشاشت ٹپکتی رہتی ہے۔

(۹) کفایت شعاری۔

(۱۰) پاکی۔ اسکاوٹ خیالات الفاظ اور افعال میں پاک رہتا ہے وہ اپنے دماغ کو پاک و صاف رکھتا اور اس سے ہمیشہ مردانگی کے افعال ظاہر ہوتے ہیں۔

یہاں تک میں نے ان اصول کی وضاحت میں صرف کیا جو اس تحریک کی جان ہیں لیکن میں نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ ایک فوج کیسے قائم کی جائے۔ اسکاوٹ کیمپ کیسا چلایا جائے۔ اسکاوٹ کے کھیل کیا ہیں۔ مجروحین کو فوری طبی امداد کیسے دینی چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا عمل سے تعلق ہے۔ اس ... زبانی سے کہنے کے بجائے لڑکوں کی مصیبت کے وقت اور پریڈ یا دوسرے موقعوں پر عملی طور پر پیش کیا جائے گا۔ میں جلد از جلد ایک فوج تیار کر لوں گا اور اس کی ترتیب اپنے موافق کے ... کا تماشہ آپ حضرات کو دکھاؤں گا۔ شاید آپ کو ان خدمات کا علم ہے جو اسکاوٹس نے مختلف میلوں کانگریس کانفرنس یا دوسرے اجتماع کے موقعوں پر انجام دی ہیں۔ اہل گلبرگہ کو یاد ہو گا کہ ہائی اسکول کے اسکاوٹس نے ۱۳۳۲ف کے جاترے کے موقع پر کیسی خدمات انجام دی تھیں۔ انہوں نے بہترے گرہ کٹوں کو پکڑا اور کوتوالی کی بیحد امداد کی اور بیماروں کو فوری طبی امداد دی۔ ابھی کل ہی میں اخبار تشمیں میں پڑھا کہ کینیا میں ایک اسکاوٹ نے ایک کانسٹبل کی جان کس طرح بچائی اور اسے کس طرح ایک شیر سے چھڑایا۔ ہوائے اسکاوٹ کی تحریک کی خوبیاں اگر بیان کی جائیں

تو بہت وقت صرف ہو جائے گا۔ اس لئے اس مختصر گفتگو کے بعد میں اپنی تقریر ختم کرتا اور یہ درخواست کرتا ہوا رخصت ہوں کہ یہ تحریک ہمارے ہر مدرسے میں جاری ہونی چاہیئے۔

حضرات! یہ تو اسکاوٹ ماسٹر صاحب کے انگریزی مضمون کا خلاصہ تھا۔ اب میں بھی اس کے متعلق چند فقرے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرا ارادہ کافی ہو۔لنے کا تھا لیکن وقت کی تنگی کے باعث موقع نہ مل سکا۔ اب میں آپ کا زیادہ وقت نہ لوں گا۔ اس لئے کہ جو کچھ مجھے عرض کرنا تھا اس کا اکثر و بیشتر حصہ بعینہ اسکاوٹ ماسٹر صاحب کے مضمون میں آ چکا ہے۔ اب میں چند باتیں عرض کرنے کے بعد رخصت ہو جاؤں گا۔

حضرات! سر بیڈن پاول کی تحریک بوائے اسکاوٹ کے آغاز کو صرف بیس پچیس سال کا زمانہ ہوا ہے لیکن اس قلیل مدت میں یہ تحریک دنیا کے تمام ممالک میں پھیل گئی ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اس وقت ۲½ لاکھ سے زیادہ اسکاوٹ موجود ہیں۔ جرمنی اور آسٹریا میں بھی اس تحریک کو بہت ہر دل عزیزی حاصل ہو چکی ہے اور فرانس میں تو جنگ یورپ کے سلسلہ میں اسکاوٹس کی خدمات زرین حرف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ ہندوستان میں بھی چند سال ہوئے مسز اینی بسینٹ نے انڈین بوائے اسکاوٹ ایسوسی ایشن قایم کی تھی جس میں اب ۲ ہزار کے قریب لڑکے اور لڑکیاں شریک ہیں ہندوں کی ۳۲-۳۳ کروڑ کی آبادی میں یہ تعداد یقینی ہمت شکن ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے ہمارے بچوں کے والدین ابتک اس تحریک سے بالکل ناواقف ہیں مجھے امید ہے کہ جب اسکاوٹس کے کارنامے ان کے کانوں تک پہنچیں گے تو وہ اپنے بچوں کو اس تحریک میں شامل کرنا باعث فخر سمجھیں گے۔

حضرات! اسکاوٹ تمام بنی نوع انسان کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔

لوعانیہ خدمت کسی دنیوی غرض سے نہیں کرتا بلکہ وہ ہمیشہ اس اصول پر عمل پیرا رہتا ہے
نیکی آپ اپنا معاوضہ ہے۔ ہندوستان کے شہروں مثلاً کانپور، بنارس اور خود
آپ کے گلبرگہ میں ایک موقع پر اسکاوٹس نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ اس
تحریک کو مبارک سمجھنے کے لیئے کافی ہے۔ جنوبی ہند کے مدنپلی کالج کے اسکاوٹس نے
بارہا آتش زدگی کے موقع پر اپنی جان کی بھی پروا نہ کی اور دہکتی ہوئی آگ سے لوگوں کو
نکال لائے۔

ان قوانین کی پابندی کے علاوہ جو اسکاوٹ ماسٹر صاحب نے بالتفصیل بیان
کئے ہیں اور جن کی پابندی ہر اسکاوٹ پر فرض ہے ایک اسکاوٹ کو اپنے فرائض کی
انجام دہی کے لیئے اس کی بھی ضرورت ہے کہ وہ کھانا پکانا، تیرنا اور درخت پر چڑھنا
بخوبی جانتا ہو۔ اور خیمہ کی زندگی بسر کرتا ہو۔ اسکاوٹ کے لیئے کسی قدر طب اور جراحی
سے واقف ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ "فرسٹ ایڈ" یعنی وہ وقتی طبی امداد جن کی
کسی زخمی یا مریض کو ڈاکٹر کے آنے سے پیشتر ضرورت ہوتی ہے دے سکے۔ آپ دیکھتے
ہیں کہ بازاروں سڑکوں اور گھروں میں بہتیرے ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جس کے لیئے
ابتدائی امداد کا ذرا سا علم بھی بہت مفید ثابت ہوا کرتا ہے۔ اس لیئے انگلستان کے
اکثر اسکولوں میں تو اس کی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔

حضرات! اسکاوٹ کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ وہ متحمل اور بردبار
ہوتا ہے۔ وہ کسی مصیبت سے پریشان نہیں ہوتا۔ اس میں مختلف طریقوں سے قوت
برداشت پیدا کی جاتی ہے تاکہ وہ سختیوں کا خواہ موسم کی سختیاں ہوں یا جذبات
کی کامیابی سے مقابلہ کر سکے۔ آج کل ہر قوم اپنے بچوں میں مستقبل کے کامیاب
مقابلہ کے لیئے یہی صفت پیدا کر رہی ہے۔ جاپان کے کسی اسکول کے ڈائرکٹر
اپنے نامور اپنے اسکول کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ ایک مضبوط اور مقابلہ کرنیوالی

مرضی مشکل پر غالب آسکتی ہے۔ اِس سے ہم جاپانیوں میں قوت برداشت پیدا کرنی چاہئے تاکہ وہ مستقبل کا کامیاب مقابلہ کر سکیں۔ کڑاکے کے جاڑے میں سب لڑکوں کو آدھ گھنٹہ عریاں بیٹھنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور گرمیوں میں اس کے عکس پہنا کر آدھ گھنٹہ سخت دھوپ میں ننگے سر کام لیتے ہیں۔ ممکن ہے یہ طریقہ معلوم ہو لیکن طلبہ اس سے دلچسپی لیتے ہیں اور کھلے میدان میں کھڑے ہو کر جاڑے اور گرمی کی شدت برداشت کرتے ہوئے خوش ہوتے ہیں۔ ایسا کرنے سے سب خون میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور گرم خون جسم کی سطح تک تیزی سے دوڑ کر جس سے قوت پیدا ہوتی ہے۔ ہر صبح طلبہ کمرے میں بیٹھ کر سانس کی ورزش کرتے ہیں۔ غرض اس طرح وہ ہر سختی کو برداشت کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور میرا عقیدہ ہے کہ مستقبل کے مقابلہ کے لئے جیسے غیر متزلزل ارادہ اور مضبوط جسم کے شہریوں کی ضرورت ہوگی وہ یہی بچے ہوں گے"

حضرات! ایک اسکاوٹ کا فرض یہ بھی ہے کہ وہ دوسرے اسکاوٹ کو بلا امتیاز رنگ و قوم اپنا بھائی سمجھے۔ اس لئے یہ تحریک ہندوستان کے مذہبی باشندوں میں اتحاد قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگی اور صحیح اتحاد قائم اس لئے ہماری اٹھتی ہوئی نسلیں بچپن ہی سے اسکولوں میں باہمی رواداری کا سبق سیکھ کر عملی دنیا میں ایک دوسرے کو زیادہ اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔ اگر ہم اتحاد کو پائیدار بنانا چاہتے ہیں تو اس کی ابتدا مدارس سے ہونی چاہیئے۔ اور بچپن ہی سے طلبہ کے ذہن نشین کرانا چاہیئے۔ کہ ہندو اکیلے ہندو ہندوستان کو اوج ثریا پر پہنچا سکتے ہیں۔ اور نہ مسلمان ہی تنہا اس کی عظمت میں چار چاند لگا سکتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم ایک دوسرے سے بغل گیر ہوں اور ہندو تہذیب و اسلامی تہذیب مل کر ماضی سے بڑھ کر شاندار مستقبل بنانے میں مصروف ہو۔

حضرات! آج کل ہندوستان اس دور انقلاب سے گزر رہا ہے اور مستقبل قریب میں آئے دن جس قسم کی کشمکش پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے آپ بچوں کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ تمام ذہنی۔ اخلاقی اور جسمانی فوائد سے کامیاب ہوں۔ لیکن ہماری حالت بہت ابتر اور ہمارے جسمانی کمزوری کی داستان بہت دردناک ہے۔ ہماری اٹھتی ہوئی نسلوں کے پژمردہ چہرے۔ اس کا پتہ دیتے ہیں کہ ان کے جسم میں خون کی کمی ہے۔ اور ہم جسمانی حیثیت سے بتدریج تنزل کی طرف جا رہے ہیں۔ دیکھئے آج سے ڈیڑھ صدی بیشتر بنگالی بہادر سمجھے جاتے تھے جیسا کہ لارڈ منٹو اول نے اپنے ایک پرائیوٹ خط میں تسلیم کیا ہے۔ لیکن آج وہ جسمانی حیثیت سے کمزور اور چھوٹے قد کے آدمی خیال کئے جانے لگے ہیں۔ آپ کو یہ سن کر کہ گذشتہ سو سال میں ہمارے قد میں ایک انچ کی کمی پیدا ہو گئی ہے۔ اب بھی اگر آپ جسمانی پرداخت کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو خوف ہے کہ کبھی آپ پر (چھوٹے قد کے انسان) کا اطلاق ہونے لگے۔ ذرا ان کے اسباب پر غور کیجئے کہ انگلستان میں تعلیم یافتہ طبقہ کی اوسط زندگی ۴۷ سال ہے۔ اور ہندوستان میں اسی طبقہ کی اوسط زندگی ۲۳ سال سے بھی کم ہے۔ ہندوستان کے جہلا بھی جن بیماریوں کے شکار ہوتے ہیں انہیں کی کثرت ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقہ میں پائی جاتی ہے۔

غرض افسوس ہے کہ وہ ہندوستان جس نے رام۔ کرشن۔ بھیم ارجن۔ رستم۔ شیر افگن۔ اکبر۔ عالمگیر۔ حیدر علی اور ٹیپو جیسے شجاع پیدا کئے اس کی جسمانی کمزوریوں کا یوں رونا ہو۔ خدا کے لئے اب بھی متوجہ ہو جیئے اور کم از کم اسی تحریک کے بہانہ اپنی حالت سدھار لیجئے۔ میں درخواست کروں گا کہ آپ اسے اچھی طرح سمجھ لیں اور جہاں چاہیں اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

ترتیب تعلیمی پروگرام

عنوان مندرجۂ بالا پر مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے۔
منعرم صدر مہتمم تعلیمات نے تقریر فرمائی اُس کا خلاصہ درج ذیل ہے،
صاحب موصوف نے فرمایا کہ دنیا کی کوئی کام جب تک کہ قبل از قبل خوب
سمجھکر اُس کی تیاری نہ کر لی جائے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی جنگی ہم درپیش
تو اُس کے سارے لوازمات کی تکمیل و تیاری و آلات حرب کی عمدگی پر
پہلے غور کر لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی سفر درپیش ہے تو اُس کے اخراجات و زادراہ کا
انتظام قبل از قبل کر لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی کتاب لکھنا ہوتا ہے تو اُس کے مضمون
اور اُس کی تقسیم فصول و باب پر اور اُس کی ابتدا و انتہا وغیرہ پر پہلے سے غور کر کے
اُس کا خاکہ تیار کر لیا جاتا ہے تب ہیں اصل کتاب تیار کی جاتی ہے جس
لئے اکثر مہینوں برسوں کی کاوش و دماغ پاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر افسوس
کہ ہم سال بسال مدارس میں تعلیم دیتے ہیں۔ ہمارے لئے آلات تعلیم مہیا ہیں
مگر اُن کا صحیح استعمال نہیں جانتے۔ ہمارے پاس اخراجات سفر موجود ہیں
اُن کا صحیح مصرف اور زادراہ کی تیاری و فراہمی کا طریقہ معلوم نہیں ہے۔ منظور شدہ
کی صورت میں کتابت کا خاکہ تیار موجود ہے مگر اُس کو مکمل نہیں کرنا چاہتے۔ یہی
وجہ ہے کہ ہماری تعلیم نامکمل اور نتیجہ حسب دلخواہ نہیں ہوتا۔ اور ہر کس و ناکس کا اپنا
شاکی پاتے ہیں۔ کیا ان امور پر غور کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔ یہ ایک
ایسی ضروری و اہم چیز ہے کہ اس کی طرف کافی توجہ کئے بغیر ہیں تعلیم میں خاطر خواہ
کامیابی ہونا ناممکن ہے گو کہ کوئی تعلیمی کتاب ایسی نہ ہوگی جس میں اس کے متعلق
کچھ نہ کچھ ہدایات نہ دی ہوں مگر معائنہ کے نتائج سے ظاہر ہے کہ اس پر عمل بہت کم

الکہ برائے نام ہوتا ہے گو کہ اس کا بیان دہرانا یا دہرانا عبث ہے مگر عائنہ کے ماوس کن
نتائج اس امر پر مجبور کرتے ہیں کہ اس کے متعلق وضاحت سے طریق عمل بیان کیا جائے
نصاب ہر مدرسہ میں موجود رہتا ہے اُس کی وضاحت کے لئے ہمارے موجودہ
صاحب کے کتب مفتاح التعلیم و ہدایات مدرسین بھی تقریباً ہر مدرسہ
مین موجود ہین۔ دیگر کتب مثل علم التعلیم و رہنمائے تعلیم مین اس کے متعلق بہت کچھ
ہوا ہے مگر پھر اس افسوس ناک حالت کا اعادہ کرنا پڑتا ہے کہ باوجود ان
سہولتون کے شاذ و نادر ہی مدرسون مین سالانہ نصاب بروقت ختم ہوتا ہے
اعادہ و... کے لئے موقع ملنے کا تو کیا ذکر ہے۔ اس خرابی کے دور کرنے کے
لئے یہ ضروری ہے کہ ہم غور کریں کہ سال کے بارہ مہینوں میں ایک ماہ کے موسمی
تعطیل ماہ تیرہ نکل جاتی ہے۔ باقی گیارہ مہینون میں سے ۲ ماہ آموختہ و اعادہ
تیاری امتحان وغیرہ کے لئے نکال ڈالیں تو صرف ۹ ماہ اصل تعلیم کے لئے رہ جاتے
ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہونا چاہئیے کہ کل منظورہ و مقررہ نصاب ان ۹ مہینوں کے
اندر ختم ہونا چاہئیے۔ تقسیم عمل قدرت کا ایک قانون ہے۔ دنیا میں ہر شخص اس کی
عمل و پابندی مین معروف پایا جاتا ہے۔ ہر طبقہ مدرسین اپنے کو اس سے کس طرح
سے علٰحدہ متصور کر سکتا ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے کام کو شوق و اطمینان
سے باحسن وجوہ ہر وقت انجام دے۔ اب بہتر صورت یہ ہے کہ ان ۹ ماہ کو تین
ٹرم یا میقات میں تقسیم کرنا چاہئیے اور ہر ہر ٹرم یا میقات کے لئے ایک ایک ثلث
نصاب مقرر کیا جائے اور کوشش کیجاوے کہ ہر ٹرم کا مقررہ نصاب اُس ٹرم
کے اندر ختم ہو جاوے۔ اور ہر سہ ماہی کے بعد اُس کے لئے مقرر کردہ ختم شدہ
نصاب میں امتحان لے کر تعلیم کی کامیابی یا ناکامیابی کا اندازہ کر لیا جاوے
اور حسب نقائص کو رفع کرنے کی کوشش کی جاوے۔ پھر ہر سہ ماہی نصاب کو ماہانہ

و ہفتہ واری تقسیم کرکے ایک باضابطہ پروگرام تعلیم مقرر کرلینا چاہیئے۔ اور صدر مدرس
مدرسہ کا یہ خاص و اہم فرض ہے کہ وہ اس کی پوری پوری باضابطہ نگرانی کرتا رہے
کہ آیا ہر ہفتہ و ہر ماہ و میقات کا نصاب بروقت و عمدگی سے ختم ہو رہا ہے۔

شروع سال تعلیمی میں سب سے پہلے تعلیمی پروگرام کے تیاری اور اس کا
کے لئے ایک نہایت اشد ضروری کام ہے۔ جب پروگرام تیار ہو گیا تو پھر اس
مضامین کی اہمیت کے لحاظ سے تیاری ٹائم ٹیبل بھی تعلیمی پروگرام کا ایک
اہم جزو ہے۔ اس کی نسبت تفصیل سے بیان کرنا بے سود ہے مختلف تعلیم ...
میں اس کے متعلق نمونے و ہدایات نہایت وضاحت سے دئے گئے ہیں
کل مضامین کا لحاظ کرکے اس کو اس طرح سے تیار کرنا چاہیئے کہ بلحاظ اہمیت ہر مضمون کو
اس قدر وقت دیا جاسکے کہ اندرون مدت مقررہ وہ مضمون ختم ہو سکے جس قدر
توجہ و محنت ان ہر دو کی تیاری میں صرف ہوں گے اسی قدر زیادہ فائدہ عمدہ نتائج
صورت میں ظاہر ہوگا۔ اب صدر مدرس صاحب کا صرف یہ کام رہ جاتا ہے کہ ہر دو کی
تعمیل کی نگرانی رکھیں اور اس طرح سے عمدہ نتائج و اپنی محنت کے ثمرات حاصل
پروگرام اور ٹائم ٹیبل کی اہمیت زمانہ حال کے سب سے بڑے ایجادات ریل
و تار سے ظاہر ہے کہ اگر ان امور کی پابندی نہ کی جاوے تو ہمارے سارے کام
ابتر و برہم ہو جاویں۔ یہی حال ہماری تعلیمی ٹرین کا ہے۔ جس قدر مستعدی و
چستی سے ہم اس کی پابندی کریں گے اتنا ہی زیادہ فائدہ حاصل کریں گے۔

بلے راؤ صاحب بی۔ اے (عثمانیہ) ناظر تعلیمات درجۂ اوّل گلبرگہ نے
اس مبحث پر تائیداً بیان کیا کہ پروگرام کے کیا معنی ہیں۔ وقت کی قدر کرنا چاہیئے۔
کھیتی کی بوائی وقت پر ہونا چاہیئے ورنہ موسم نکل جاتا ہے۔ ہم بھی یہاں ایک مقررہ
پروگرام پر عمل کر رہے ہیں۔ ورنہ ہمارا یہ جلسہ کامیاب نہ ہو سکتا اور آپ حضرات کو

اُس کی شرکت اُس سے استفادہ میں حث و ... ہوتی۔
پروگرام کی تیاری کا مقصد کیا ہے۔ صرف اُس کی تیاری کافی نہیں ہے۔ اس ...
... ہونا چاہیئے۔ سال بھر میں مقررہ کام کی تکمیل ضروری ہے۔ دو وقت کی غذا
... ت نہیں کھا سکتے ریلوے ٹائم ٹیبل کے ... ندگی مثال ... ی گئی۔ پروگرام پر عمل
کرنے کے لئے ... رسین میں اتفاق کی بھی ضرورت ہے۔ نا اتفاقی کے نتائج بیان کرکے
ذاتی دورے کی مثال و تجربات اور صدر مہتمم صاحب کی تائید کرکے وہ رخصت ہوئے
ا... بعد مولوی محمد لیٰسین صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ مومن پورہ دگلبرگہ)
حسب ذیل تقریر فرمائی۔
غافل تجھے گھڑیال یہ دیتی ہے منادی ✻ گردون نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی
صدر نشین مکرم و حاضرین محترم! دونوں معزز اصحاب نے نفس مضمون پر روشنی
ڈالکر جو کچھ بیان فرمایا ہے میں اُس کے متعلق کچھ مزید تفصیل نہ کروں گا۔ بلکہ اُسی کے ضمن میں
ایک بات جس کی اہمیت اُصولاً اور مذہباً ہرگز ناقابل فراموش ہے عرض کروں گا۔
... باز پرسی خداوندی وافسران سررشتہ ہمیشہ اُس اہمیت کو مدنظر رکھنا بہت ہی
ضروری ہے۔ پس اسی بارہ میں کچھ عرض کرنے کی غرض سے میں اسٹیج پر کھڑا ہوا ہوں
وہ یہ ہے کہ جیسا کہ اس کے قبل معزز مقررین نے فرمایا ہے کہ تعلیم کا آغاز کرنے سے پہلے
نصاب کے تین حصے کرکے ہر ہر حصہ کو تین تین ماہ میں یعنی کل نصاب کو نو ماہ میں ختم کرنا
چاہیئے۔ یہ بہت ٹھیک ہے۔ لیکن حضرات! صدر نشین اس طرح کی پابندی کے
ساتھ عمل پیرا ہیں ان کے متعلق مجھے کچھ کہنا نہیں ہے۔ بلکہ باوجود ایسی مفید ہدایتوں کے بھی
بعض میرے بھائیوں کی غفلت مورد الزام ہوا کرتی ہے۔ ایسے ہی برادروں کے متعلق یہ عرض
کرتا ہے۔ اے میرے ہم پیشہ برادرو! ہمارے قبضہ میں پانچ سات سال یا دس بارہ
سال کے نونہال دیئے جاتے ہیں جو خدا کی نادر امانت ہیں۔ اگر ہم میں سے ... نے

اُن کی تعلیم مین جیسا کہ چاہیئے دلچسپی لے کر اپنے ذمہ کی تعلیم کو ختم کرا دیا تو گویا اپنی سعنت کو
حلال کیا۔ ورنہ وقت پر جو کام کرنا ہے وہ نہیں کیا۔ مثلاً نو مہینوں میں حساب کا کمل حصہ
ختم ہونے کے بجائے نصف ہوا یا ثلث ہوا۔ فرض کرو ایک حصہ رہ گیا۔ یہ بقیہ حصہ
تین ماہ کی تعلیم کا ہے۔ اور اس کی سے بچے کے تین ماہ ضائع ہوتے ہیں۔ فرض
کسی مدرس کے زیر تعلیم سو بچے ہیں تو سو بچوں کے فی بچہ تین ماہ کے حساب سے تین سو ماہ
ہوئے۔ اس مدت مین جو جو مفید معلومات استادوں سے بچوں کو حاصل کرنا چاہیئے تھا
اُس سے وہ محروم رہ گئے۔ ایسی صورت میں خیال فرمایئے کہ ان سو مہینوں کے نقصان
کی ذمہ واری ہم پر ہوگی یا غیر پر۔

حضرات! ذرا غور کرنے کے بعد یہ امر عیاں ہو جائیگا کہ نہ صرف بچوں کے
سو مہینوں کا نقصان ہوا بلکہ اس قدر اُن کی عمروں کا حصہ جلا دیا گیا۔ اس کے مناسب
موقع کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست　　این رشتہ ما سوز کہ چندین دراز نیست

حضرات! اگر کوئی بندۂ خدا اس سے اثر لے تو معلوم ہوگا کہ معمولی نقصان
نہیں ہے۔ دوسری بات سنئے چونکہ نصاب کی تکمیل ختم سال تک ضروری اور
ضروری ہے۔ ورنہ افسران سررشتہ کی سخت ناراضگی کا باعث ہوگا۔ اس لئے
وہ نونہال آخر سال مین زیادہ سے زیادہ اسباق کم وقت میں یاد کرنے کے لئے
مجبور کئے جائیں تو اس کی کیفیت یہی ہوگی کہ گویا اُن کی بھوک سے زیادہ غذا اُن کے
منہ میں ٹھونسی جا رہی ہے۔ بتایئے اس سے بجائے فائدہ کے الٹا نقصان
نہ ہو جائے گا تو اور کیا ہو سکتا ہے۔ لہذا ایسی تعلیم ہرگز مفید نہ ہوگی۔ البتہ اگر
ہم میں سے ہر شخص کو فرائض کی ادائی و خوف خدا مدنظر ہو کر اپنی اپنی ذمہ داری
محسوس ہوگی۔ اور بروئے پروگرام تعلیمی تعلیم ٹھیک وقت پر ختم کرا دی جائے گی تو

نتیجہ انشاء اللہ اس قدر اچھا نکلیگا کہ جس سے نہ صرف افسران سررشتہ ہی خوش و مطمئن
ہوں گے بلکہ خدا کے نزدیک بھی سرخ روئی نصیب ہوگی۔ ورنہ اس قسم کی غفلت سے
اگر ہونہار طلبہ سال بہ سال ترقی نہ کریں گے تو افسران سررشتہ کو بموجب اس قول کے
بیداو آ موزش کیا گیا ہے یعنی ۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتی ہے منادی گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

ہمیں اس غفلت سے آگاہ کرنے کی زحمت گوارا کرنی پڑے گی ۔

ہم بارگاہ صمدیت سے یہ دعا ہے کہ ہمیں فرائض کے کما حقہٗ ادا ہونیکی
توفیق عطا فرمائے اور ہمارے بادشاہ ظل اللہ کے تکمیل مقاصد میں اُس خدا لایزال
و ایزد متعال کا فضل و دواماً شامل حال رہے آمین ثم آمین ۔

ترتیب رجسٹرات

مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی صدر مہتمم تعلیمات نے
ترتیب رجسٹرات کے متعلق جو تقریر فرمائی اُس کا ماحصل درج ذیل ہے ۔
حسب احکام سررشتہ جس کی وضاحت دستور العمل مدرسین میں موجود ہے
اور جن کی نسبت وقتاً فوقتاً گشتیات و سرکار کے ذریعے سے بھی تفصیلی ہدایات
دی گئی ہیں مقررہ رجسٹرات کا درست و مکمل و صحیح و صاف حالت میں رکھنا بھی
ہر مدرسہ کے لئے ضروری ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر مدارس کے
معائنہ کے وقت دیکھا گیا کہ معاملہ اور واقعات بالکل اس کے برعکس و برخلاف
ہیں۔ رجسٹرات کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مجلد ہوں اور اندراجات صاف
و صحیح و بروقت ہوں۔ اگر ممکن ہو تو ہر ضلع کے کل مدارس کے رجسٹرات ایک ہی
نمونہ کے ہوں۔ اس غرض کے لئے میر معین الدین علیخاں منتظم کارخانہ قائم مطبوعہ

ورجسٹرات ساکن قصبۂ شنکرد و ضلع میدک کے پاس سے نمونہ جات رجسٹرات ہمہ قسم
خورد کلان سائز منگا کر نمائش تعلیمی میں رکھے گئے ہیں جو اس وقت سب کے
ملاحظہ کے لئے پیش ہیں۔ بڑی قسم کے رجسٹرات کی قیمت فی رجسٹرہ روپے اور قسم
خورد کی قیمت ۲ روپے اس کے استعمال سے آپ کو ہر قسم کی سہولتیں حاصل ہونگی
ہر قسم کے رجسٹرات مطبوعہ و مجلد اور یکساں قسم کے مل سکیں گے۔ اور مطبوعہ ہونے
سے آپ کو سادہ کاغذ کے رجسٹرات بنانے اور اُن کو کھینچنے کی زحمت سے نجات
مل جائے گی۔ ان کو سنہ ۱۳۳۵ ف کے لئے خریدنے کی منظوری کارخانہ مذکور سے
حاصل ہوگئی ہے چاہیئے کہ ختم آبان سے پہلے ان کو منگا کر مہیا رکھا جائے تاکہ شروع
سال سے نئے رجسٹرات کی ترتیب و استعمال میں سہولت ہو یہاں تک تو اُنکی فراہمی
ضرورت و نوعیت وغیرہ پر بحث کی گئی۔ اب بعض رجسٹرات کے طریق تکمیل و خانہ پری
ذکر کیا جاتا ہے جو ایک نہایت ضروری چیز ہے اور جس کی طرف عدم توجہی کی وجہ سے
بہت سے بُرے نتائج اور دقتیں ظہور پذیر ہوا کرتی ہیں جن کا انسداد ضروری ہے
اور آپکا بہت سا قیمتی وقت، اور کاغذ و ٹکٹ بچ کر بہت سی زحمتیں اس کی طرف
توجہ کرنے سے دور ہو جاوینگی۔

(۱) رجسٹر سامان کی بروقت تکمیل اور اُس کی صحت نہایت ضروری ہے۔

ایک مدرسہ سے ایک اسٹول گم ہوگیا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ اُس مدرسہ میں
کب آیا تھا۔ اُس کی کیا قیمت تھی۔ اُس کا کون ذمہ دار تھا اور کس کی غفلت سے
اور کس طرح سے گم ہوگیا اگر رجسٹر سامان کی بروقت اور باضابطہ تکمیل کی جاتی
تو بہت آسانی سے تمام اُمور معلوم ہو سکتے اور خاطی سے باسانی قیمت وصول ہوسکتی
اسی طرح بوقت تبدل و جائزہ بھی اس کی صحت و تکمیل بہت سی دقتوں سے بچا دیتی ہے
رجسٹرات جاریہ و موصولہ اکثر نا مکمل رکھے جاتے ہیں۔ اگر حسب نمونہ مقررہ ان کی

مکمل و بروقت تکمیل کی جاوے تو بعد کے بہت سے دشواریوں سے نجات ملے گی اور کل رجسٹرات کے بروقت و بصحت تکمیل و خانہ پری سے عہدہ داران معائنہ کنندہ و صدر مدرس صاحب کا بہت سا وقت اور کتاب کے صفحات سیاہ ہونے سے بچیں گے۔ ختم سال پر سال گذشتہ کے رجسٹرات کو بحفاظت کسی بستہ میں باندھکر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سی چیزیں اسناد کی ہوتی ہیں۔ بعد کو اکثر اُن کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان کو بطور ردی استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ سامان صادر کا حساب مدارس میں بہت کم رکھا جاتا ہے۔ حسب احکام سررشتہ اُن کا تفصیلی خرچ ایک رجسٹر میں درج ہونا چاہیئے۔ اور وصول شدہ اور صرف شدہ کے حساب کے ساتھ ساتھ سلک کی کیفیت بھی کتابچہ خرچ صادر سے معلوم ہونا چاہیئے۔ جس سے جائزہ میں بہت بڑی سہولت ہوگی۔ چونکہ سال بسال مختلف مدات سے کتب مدارس کے لئے فراہم ہوتی رہتی ہیں۔ لہذا فہرست کتب بھی ایک علحدہ مضبوط و مجلد رجسٹر میں درج و مرتب ہونا چاہیئے۔ غرضکہ رجسٹرات کی بصحت و بروقت عمدگی و صفائی سے تکمیل و ترتیب بہت سی سہولتوں اور فوائد کا باعث ہے۔ امید ہے کہ اس طرف بھی آیندہ سے آپ اصحاب کی کافی توجہ مبذول ہوا کرے گی۔

اگنی ہوتری صاحب ناظر تعلیمات گلبرگہ نے ترتیب رجسٹرات کی تائید کی

نوٹ بک و ڈائری

عنوان مندرجۂ بالا پر مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔اے۔ ایل۔ٹی نے حسب ذیل مختصر تقریر فرمائی۔

صاحب موصوف نے حاضرین کے جمود و تھکن کی طرف اشارہ کرکے

فرمایا یہ امر باعث افسوس ہے کہ تحریکات و مضامین پر حاضرین مجمع کے بہت سے لایق مدرسین
اساتذہ کچھ نہیں کہہ رہے ہیں اور اپنے تجربات و خیالات سے دوسرے حاضرین کو
مستفید نہیں کر رہے ہیں. حالانکہ کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ ایک دوسرے سے
تبادلہ خیالات ہو اور ایک دوسرے کے تجربات سے مستفید ہونے کا موقع ملے
ہر مضمون پر صرف دو ایک شخصوں کا ہی بار بار بولنا ٹھیک نہیں ہے مگر مجبوری سے
ایک ہی شخص کو بار بار ہر مضمون پر کچھ نہ کچھ بولنا پڑتا ہے۔ ابھی ابھی تیاری پروگرام کے
ضمن میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے کہ جب پروگرام و ٹائم ٹیبل بن چکا تو اب لازم ہے دیکھنا
کہ جو کچھ حسب پروگرام طلبہ کو پڑھانا یا بتلانا ہے. اُس کو عمدہ اور با ضابطہ طریقہ سے
طلبہ کے سامنے پیش کیا جاوے اور یہ اُس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ ہم
پہلے سے غور نہ کرلیں کہ آج ہم کو طلبہ کو کیا پڑھانا ہے اور اُس کو عمدگی سے طلبہ کے
ذہن نشین کرنے کے لئے کیا کیا آلات و سامان وغیرہ کی ضرورت ہے۔ طلبہ کی کیا کیا
مشکلات ہیں گذشتہ موقع پر اسی طرح کے جن کے سبق کے وقت طلبہ نے کیا کیا
دقتیں اُس کے سمجھنے میں محسوس کی تھیں۔ ان سب کا لحاظ ضروری ہے نہ صرف مدرس
کا ہی فرض ہے کہ ان امور پر غور کرے۔ بلکہ اس کی بھی سخت ضرورت ہے کہ تمام اُمور کو
ایک نوٹ بک میں مختصراً درج کرتا رہے تاکہ عین سبق کے وقت وہ نظر کے سامنے
رہیں اور کوئی ایسی بات فروگذاشت نہ ہونے دے جس سے سبق نامکمل رہ جاوے
یا طلبہ کے بخوبی ذہن نشین ہو۔ اسی طرح سے ہر روز جس قدر تکمیل کو پہونچ جاوے
اُس کا اندراج بھی ایک کتاب میں ضروری ہے جس کو روزنامچہ یا ڈائری کہتے ہیں۔ تاکہ
دوسرے دن کے لئے اُس سے معلوم ہو سکے کہ کس قدر کام ہوا ہے اور آگے کیا کام کرنا ہے
اس ڈائری کی پروگرام مقررہ سے مطابقت بھی ضروری ہے۔ بلا ڈائری رکھے ہوئے
نہیں معلوم ہو سکتا کہ آیا حسب پروگرام کام انجام پا رہا ہے کہ نہیں۔ ان نوٹ بک و

ڈائریون کے اندراجات جس قدر مختصر ہون مناسب ہیں جو صرف ایک قسم کے اشارات و نکتون کا کام دین نہ کہ تفصیلی شرحون کا اگر مقررہ مقدار سے کام کم ہوا ہو تو اُس کی وجہ درج کر دینا چاہیئے۔ اگر کسی غیر معمولی واقعہ یا حادثہ کی بناء پر ایک ہفتہ کا کام مکمل نہ ہوسکے تو دوسرے ہفتہ میں اُس کی تکمیل کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اور تختہ جات ترقی تعلیم کی تکمیل بھی انہین ڈائریون کے مدد سے ہونا چاہیئے اس وقت اکثر دیکھا جاتا ہے کہ تختہ ترقی تعلیم کی تکمیل محض فرضی ہوا کرتی ہے۔ اگر نوٹ بک و ڈائری کی پابندی کی جاوے گی اور صدر مدرس صاحب پروگرام مقررہ کے موافق کام کی تکمیل کی نگرانی رکھین گے تو موجودہ شکایات کا پھر موقع ہی نہ رہے گا۔ اس کے متعلق مجھے امید ہے کہ مولوی عبدالستار صاحب صمدانی جن کے یہان ان ہر دو اُمور پر عمل ہو رہا ہے اپنی تحریر کے موافق مزید روشنی ڈالین گے اور اپنے تجربہ اور طریق عمل سے آپ کو مستفید ہونے کا موقع دین گے۔

نوٹ بک و ڈائری کے متعلق اگنی ہوتری صاحب ناظر تعلیمات گلبرگہ نے بیان کیا کہ رجسٹرات ترقی تعلیم کا اندراج روز کا روز کرنا چاہیئے اگر ہم غفلت کرینگے تو شیطانی قوتیں مظاہرہ کریں گی۔ اگر ہم چور بین تو کام سے پہلوتہی کریں گے۔ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ فرائض منصبی کو عمدگی سے ادا کرتا ہے۔ مقرر نے اس موقع پر یہ پرانا لطیفہ دہرایا کہ ایک مرتبہ ایک شہر مین ایک شخص کی روٹی چوری گئی قاضی لوگون کو مدعو کر کے کہا جس نے روٹی چرائی اس کی داڑھی مین روئی لگی ہوئی ہے چند لوگ جنہون نے روٹی چرائی تھی۔ بغرض احتیاط اپنا ہاتھ داڑھی کے طرف بڑھا کے داڑھی کو صاف کرنے لگے۔ قاضی صاحب نے اُن لوگون کو ماخوذ کیا اور روٹی برآمد ہوگئی۔ اسی طرح ڈائری و نوٹ بک سے وہی لوگ پہلوتہی کرتے ہین جو کام چور ہیں۔ خاتمہ تقریر پر انہون نے کہا کہ حکام بالا کے احکامات پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ ضروری اندراجات ضرور کرنا چاہیئے۔

عزیز الدین صاحب ناظر تعلیمات رائچور نے بھی ضرورت ڈائری و نوٹ بک کی تائید کی۔

موجودہ لیاقت مدرسین و حالات سامان مدرسہ کا لحاظ کرتے ہوئے تعلیم کو زیادہ مفید موثر کس طرح بنایا جا سکتا ہے

محمد عبدالسلام معتمد انجمن اساتذہ نے عنوان بالا پر اظہار خیالات کرتے ہوئے بیان کیا کہ کل انجمن اساتذہ نے دوسروں کے لئے جبری تعلیم کا قانون نافذ کرنے کی تحریک منظور کی ہے۔ اگر اس سے پہلے وہ جبری تقریر کا قانون اپنی انجمن کے لئے تیار کر لیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ مقررین نہیں ملتے۔ اور بار بار چند مخصوص اشخاص کو تقریر کے لئے آنا پڑتا ہے۔ عنوان بالا کے لئے متعدد اصحاب سے استدعا کی گئی مگر بجز مولوی فاضل عبدالقیوم صاحب کے کوئی راضی نہ ہوا میں تقریر کیلئے کھڑا ہوا امید کہ نیوا آف آرڈر نہ ہوگا۔ عنوان بالا کے متعلق میں مختصراً چند امور بتاؤں گا مثلاً فرنیچر کے لئے عالیجناب سجاد میرزا صاحب نے سال گذشتہ مدارس گلبرگہ کے لئے نصف لاکھ کی برآورد پیش فرمائی تھی جو نامنظور ہوئی۔ ایک معلمہ نے بچوں کے بجائے خود اور طالبات سے مٹی اور پتھر کے بیچ نا چبوترہ بنوا کر کام لیا اس طرح ہم کام کر کے یا دستی مشاغل کے ضمن میں طلبہ سے بوریہ بنوا کر فرش و فرنیچر کا کام لے سکتے ہیں۔

ایک مدرس صاحب نے بوقت معائنہ تختہ سیاہ کے مدرسہ میں نہ ہونے کا ذکر کیا۔ میں نے مدرسہ کے ہی دو شاہ آبادی پتھر لے کر ان دونوں کے درمیان پانی و ریتی ڈلوا کر طلبہ مدرسہ سے دستی مشاغل کے ضمن میں صاف کرا کے اس سے تختۂ سیاہ کا اور کوئلہ سے دچاک، لکھنے کا کام لیا۔

ابتدائی حساب کے لئے خاص بال فریم کی ضرورت نہیں د

سیتا پھل کے بیج پتے اور کنکر وغیرہ ہزاروں قدرتی بال فریم موجود ہیں۔

زیک مدرس صاحب ایک سال سے تبادلہ ہے اس لئے خوا ن ہیں کہ ان کو کنڑی نہیں آتی۔ اگر وہ کوشش تبادلہ کے بجائے روزانہ ایک حرف کا سیکھتے تو وہ آج جماعت صغیر کو کنڑی تعلیم بہ عمدگی دے سکتے تھے۔

مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے ایل ٹی نے فرمایا

کہ کانفرنس کی کل تقریرین عنوان زیر بحث کی تدابیر تعین۔ ان کو عمل میں لانے کے لئے مرکزی جماعتین اور اور انجمن ہائے اساتذہ قائم کرنا چاہیئے۔ آلات تعلیمی کے نہ ہونے پر سب رونا ہو چکا توفیق خدائے تعالیٰ کے لئے دعا کرنا چاہیئے امید ہے کہ اس کی کامیابی کے لئے عملی ثبوت پیش فرمائے جائینگے۔

مولوی عبدالستار صاحب سجانی نے ایک تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ مدرسین مدارس تحتانیہ سے روزنامچہ کی تحریر کی۔ امید نہیں جب تک حکام بالا بالتفصیل نمونہ دبتائین ہر صدر مدرس علحدہ نمونہ کا روزنامچہ بنائے گا۔ مدارس تعلیم المعلمین کے صدر مدرس صاحبان کو توجہ دلائی جائے کہ مدرسین زیر تعلیم کو روزنامچہ لکھنے کا طریقہ بتائین۔

مولوی ابوالحسن صاحب نے اس موقع پر فرمایا کہ مولوی عبدالستار صاحب نمونہ دیں تو مین ضرور اس کی کامیابی کی کوشش کرونگا۔

محمد عبدالسلام معتمد نے بیان کیا کہ یہان تین عبدالسلام ہیں۔ ایک وہ خود دوسرے مولوی محمد عبدالسلام صاحب انصاری مددگار مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ۔ تیسرے محمد عبدالسلام صاحب ذکی اوّل مددگار مدرسہ وسطانیہ تلنگ ضلع بیدعاضرین ان اسکا خیال رکھیں کہ ہٹ عبدالسلام صاحب ذکی فرائض مدرسین پر تقریر فرمائینگے

مولوی شیخ ابوالحسن صاحب نے فرمایا کہ معتمد عبدالسلام صاحبان کی موجودگی

لغزش کی سلامتی ہی سلامتی ہوگی۔

فرائض مدرسین

مضمون شروع کرنے کے قبل اولاً میں آپ حضرات کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس عالیشان جلسے میں مضمون پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ثانیاً میں عالیجناب مولوی سجاد میرزا صاحب ایم اے۔ سی۔ ٹی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ صاحب ممدوح نے سال گزشتہ سے ہمیں آزادی کے ساتھ تبادلہ و اظہار خیالات کا موقع عطا فرمایا۔

ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش   کہ آن سفر کردہ کہ صد قافلہ دل ہمرہ اوست

بے شک مجھے صرف فرائض صدر مدرسین کا مضمون ملا ہے۔ مگر جیسا کہ تربیت اور شکر اور برف وغیرہ ضروری اجزا کے لذیذ نہیں ہوسکتا، یہ مضمون بھی بغیر چند اجزائے لاینفک مثلاً اہمیت خدمت صدارت، اوصاف و خواص صدر مدرس وغیرہ کے کامل نہیں ہوسکتا۔

مخفی نہ رہے کہ مضمون میں میرا روئے سخن کسی خاص صاحب کی طرف نہیں ہے جو کچھ کہا جائے گا وہ بہ حیثیت مجموعی ہوگا۔

اہمیت خدمت صدارت شان ذمہ داری اور مواقع نے صدر مدرس کو ہندوستان کے ممتاز و اہم طبقوں میں سے کر دیا ہے۔ مدرسہ میں اس کا اثر لامتناہی و مخصوص ہے وہ مدرسہ کی روح رواں ہے۔ جس طرح بال کمان گھڑی کے لئے۔ "انجمن" دخانی جہاز کے لئے۔ مصور آلۂ تصویر کشی کے لئے۔ اور قلب جسم انسان کے لئے اہمیت رکھتا ہے وہی نسبت ایک صدر مدرس اور مدرسہ میں ہے۔ اور مدارس اچھے برے آباد یا برباد و ترقی یا تنزل پذیر ہوتے ہیں۔ یا اوج شہرت پر پہنچتے یا قعر گمنامی میں گر جاتے ہیں جیسے کہ صدر مدرسین بڑے کام کرنے کے قابل چست و چالاک مستعد اور بلند

خیال ہوں۔ مدرسہ کے رنگ ڈھنگ صاف صدر مدرس کے عادات اور اس کی عملی قوت کو جتلا دیتے ہیں وہ مہر ہے" اور اس کا مدرسہ فرائض۔ حضرت غالب فرماتے ہیں۔ سہ

بسکہ مشکل ہے ہر اک کام کا آساں ہونا آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

جب ایک انسان کو کامل انسان بننا دشوار ہے۔ تو ایک کامیاب صدر مدرس بننا نہایت دشوار ہوگا۔ لوگ ان سے ہر پڑھا لکھا شخص ایک کامیاب صدر مدرس نہیں ہو سکتا۔ بہت کم ایسے لوگ ان عظیم الشان فرائض رکھتے ہیں جیسا کہ ایک صدر مدرس ع جس کے رتبے ہیں سوا۔ ان کو سوا مشکل ہے۔ ایک کامیاب صدر مدرس فطرۃً و اکتساباً دونوں طرح ہو سکتا ہے۔ یعنی فطرۃً اس میں وہ خواص و اوصاف بھی ہوں جن کا ہونا ناگزیر ہے۔ اور اکتساباً وہ فن اصول تعلیم سے واقف کار و تجربہ کار ہو۔ اور دوسرے کے تجربوں سے بھی مستفید ہوتا چاہیئے۔ اور تاوقتیکہ وہ فن دان نہ ہو ان مفید اور کارآمد اوصاف و خواص سے جو قدرت نے اوس کی ذات میں ودیعت کئے ہیں پوری طرح متمتع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کو نہ صرف ایک دفتری ہونا ہے بلکہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا منتظم یا ہر نظم و نسق رہبر و ضبط آموز اور مدرسین کا مدرس ہے۔ ایک صدر مدرس کے اہم فرائض (ا) نظم و نسق مدرسہ (ب) نگرانی۔ (ج) تعلیم (د) امتحانات۔ (ﮦ) اور سال حال کی گنتی کے لحاظ سے توقیر طلبہ بھی ہے۔ اگرچہ صفت بہ نسبت مقدار بہتر ہے۔ نظم و نسق مدرسہ کے صحن میں مکان مدرسہ کی صفائی طلبہ کی حفظان صحت کا خیال اور آلات تعلیمی کی دیکھ بھال فرش فرنیچر کی احتیاط اور مدرسہ کا عام انتظام آسکتا ہے اسے بعض ضروری لہیہ پہ روغنی ڈالی جائے گی۔

صفائی مدرسہ بھر کی روزانہ صفائی ہوا کرے۔ اگر فرش فرنیچر ہٹا کر روزانہ

نائی نہیں ہوا کرتی ہے۔ اس لئے کم از کم مہینہ میں ایک بار فرش فرنیچر ہٹوا کر پورے
طور سے صفائی کرائی جانی چاہیئے اور سال بھر میں دو چار دفعہ۔ آہک پاشی
ہ فرش پوشی کی چنداں ضرورت نہیں مگر اس امر کا خیال رہے کہ
مدرس صاحبان خود پاک و صاف کپڑے پہنیں۔ اور طلبہ بھی صفائی کی اہمیت
قول Cleanliness is next to godliness سے ظاہر ہے
ثانیاً یہ ہے کہ صفائی تندرستی کی جان ہے اور شگفتگی مزاج کا رکن۔

پانی کا انتظام۔ اکثر مدارس میں طلبہ ناصاف پانی پیتے ہیں۔ اور پانی کا بہترین انتظام نہیں رہتا۔
ایک دو گھڑوں میں پانی ہوتا ہے اور طلبہ جھوٹا پانی بھی اس میں گرا جاتے ہیں۔
اور ہاتھ ڈبوتے ہیں۔ صدر مدرسین صاحبان طلبہ کے پینے کے پانی کو گاہے ماہے
دیکھ لیا کریں۔ ایک پیپے کو ٹوٹی لگا دی جائے تو مناسب ہے اور اوپر نیچے
ریت اور کوئلے کے گھڑے رکھکر آپ مقطر دیا جائے تو انسب ہے۔

انتظام کتب خانہ۔ افسوس ہے کہ اکثر مدارس کے کتب خانہ جات قابل اصلاح ہیں۔
نہ بہترین انتظام ہے اور نہ بہترین کتب ہی منگوائے جاتے ہیں۔ ہمیں اپنے
مقاصد کو پیش نظر رکھکر کتب کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ اس کی تین قسمیں کی جاسکتی ہیں۔
قسم اوّل مدرسین کے پڑھنے کی کتابیں۔ قسم دوم درسی کتب۔ قسم سوم طلبہ کے پڑھنے
کے قابل سلیس و دلچسپ عمدہ اور نصیحت آمیز کتب۔ انتخاب کتب کا بہترین اصول ہے
کہ وہ کسی طرح غیر صحیح نہ ہوں اور اپنی نوعیت میں اعلیٰ ہوں۔

وظائف۔ ہر صدر مدرس کا فرض ہے کہ وہ تقسیم وظائف کے وقت ذمہ دارانہ
درجات سے ضرور مشورہ کیا کریں۔ اور رقم بھی درجات میں بلا کر انہیں کے
ہاتھ سے تقسیم کرائے۔ اس سے طلبہ پر مدرسین کا عمدہ اثر قائم رہ سکیگا
اور وظائف سفارشات سے متاثر نہ ہوکر صرف انہی طلبہ کو دیں جو ملجانا تعلیم

و نادار ی امر ... کے اہل ہوں ۔

پابندی | ... صدر مدرس اوقات کی پابندی نہ کرے اور آغاز مدرسہ ... "
نصف ... مدرسہ برخواست ہونے کے بعد نہ جائے ... مین ...
اس کی ا... مد رکھنا عبث ہے ۔ ع ۔ کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔

دارالاقامہ ۔ | دارالاقامہ کے انتظامات ایسے ہوں کہ ان میں جو شکایات عام طور پر سنی جاتی ہیں وہ نہ ہوں مثلاً بری طرح پکایا ہوا کھانا ۔ غلاظت ۔ غذا کی بے قاعدگی ۔ اور اگر دارالاقامہ کے بعض انتظامات بڑے اور سمجھدار طلبہ کے سپرد کئے جائیں تو مناسب ہے۔

دفتر ۔ | مدرسہ کے سب رجسٹر پاک و صاف و عمدہ اور ایک ہی سائز کے ہوں ۔ اور بروقت اون کے اندراجات ہوا کریں ۔

دفتری کاروبار ۔ | اس طریقہ پر چلائے جائیں کہ بلا کسی پیچیدگی و التواء کے جلد بروقت پایۂ تکمیل کو پہونچ جائیں ۔ ورنہ مدرسہ کے حقیقی کام میں ہرج واقع ہوگا ۔ اور بھولے سے کبھی خود صدر مدرس یا مدرس تعلیمی کام کے اوقات میں دفتری کام کریں ۔ جیسا کہ بعض مدارس میں ہوتا ہے ۔

حفظان صحت | حفظان صحت کا خیال ضروری ہے ۔ مدرسہ اور اس کے اطراف کا حصہ پاک و صاف رہے ۔ ہر کمرہ میں روشنی اور ہوا کے کافی طور پر آنے کا انتظام ہو ۔ کسی ایسے شخص کو جس کی عدم صفائی یا کسی مرض کے اثر کے پھیلنے کا خوف ہو اس کو مدرسہ میں آنے نہ دیا جائے

مدارس میں اسپورٹس گیمس ۔ | بائز اسکوٹ ۔ انجمن تقاریر طلبہ ۔ انجمن اساتذہ ۔ انجمن امداد طلبہ نادار کا قیام بھی نہایت ضروری ہے ۔ گیمس سے طلبہ علاوہ صحت قایم رکھنے کے ضبط اور دیگر اسباق سیکھتے ہیں ۔ بائز سکوٹ سے طلبہ کو عملی کام کاج اور ہمدردی و ایثار و اخلاق کی تعلیم ہوتی ہے ۔ انجمن تقاریر طلبہ سے طلبہ میں قوت گویائی پیدا ہوگی ۔ اور اگر انجمن اساتذہ ... مہینے میں ایک بار کسی تربیت یافتہ ٹرینڈ مدرس سے کسی ایک مضمون پر عملی سبق دلایا جائے تو دوسرے تربیت یافتہ مدرسین کی معلومات تازہ رہیں گے ۔ اور

... بیت یافتہ مدرسین کا طرز تعلیم درست ہوگا۔ انجمن امداد طلبہ نادار طلبہ ۔ تعلیم یافتہ ہو نگے اور ملک ... جاہلوں اور مفلسوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ لہذا اگر ... زمین لیطہ خاص دلچسپی لین تو مناسب ہے۔

دین داری | اثرات زمانہ سے طلبہ مدارس میں بھی بے دینی یا دین سے ... ہری یا بد اعتقادی چیل رہی ہے۔ یہ نا انصافی ہوگی۔ اگر اس ضمن مین دینداری کے طرف صدر مدرس صاحبان کی توجہ مبذول نہ کراؤن کیونکہ یہ قومی حفاظت وحیات وممات کا سوال ہے۔ وہ مدرسہ نہایت خوش قسمت ہے جہان کہ صدر مدرس اور مدرس صاحبان مستعد متدین ہیں اور احکام دین متین کے پابند ہون۔ جب تک مدارس میں اس کا انتظام نہ ہو ہندو مدرسین صاحبان پوجا پاٹ کی پابندی کرین ... مدرس صاحبان پابند صوم وصلواۃ نہ ہو جائین اور اپنے بہترین نمونے اور فہمایش سے طلبہ مین وہ روح دینداری نہ پھونک دین طلبہ احکام ومذہب کے پابند اور پرجوش پیرو کبھی نہ ہوسکین گے۔ یورپ کی طرح جاپان نے بھی گذشتہ نصف صدی مین نہایت مادی ترقی کی۔ مگر افسوس ہے کہ ان کا کوئی خاص دین اور مذہب ہی نہین۔ اور بقول لسان العصر علامۂ اکبر۔ مذہب جو نہیں تو آدمیت ہی نہیں۔ نیز ہم کو آقائے نامدار حکیم السیاست سلطان العلوم اعلیٰحضرت خسرو دکن خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ کے فرمان کے ممنون ومشکور ہونا چاہیئے۔ اور نہایت خوشی سے اس کی تعمیل کی عزت حاصل کرنی چاہیئے۔ جس میں مذہبی تعلیم لازمی قرار دی ہے۔ اور حقیقی تعلیم جب ہی ہوگی کہ اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ اکبر کیا خوب فرماتے ہین۔ اس کو ہم اپنا نصب العین بنالین تو مناسب ہین۔ ؎

تم شوق سے کالج مین پلو پارک مین پھولو ... جائز ہے غباروں مین اڑو چرخ میں جھولا

پر ایک یہ سخن غالب عاجز کا رہے یاد ... اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

نگرانی | رٹانا خصوصاً شرح اور خلاصے رٹانا قطعاً ممنوع قرار دیا جائے۔ اس سے طا ...

قوت فیصلہ ادراک نشو و نما نہین پاسکتین ۔ اور یہ نہایت نقصان رسان طریقہ ہے
تعلیم کی با اصول نگرانی اُسی وقت ہو سکتی ہے ۔ جبکہ مدرس

ایک ہدایت نامہ (ٹیچرز ہینڈ بک)

ن ۔ اور اس میں اُنہیں حسب ضرورت بالتفصیل ہدایات دیا کریں ۔
چنانچہ عالیجناب نواب مسعود جنگ بہادر بالقابہ اس امر مین متفق الرائے ہیں ۔
نگرانی تعلیم مین جماعت ہائے مدرسہ کا فرداً فرداً عینی مشاہدہ کرنا ضروری ہے ۔ اور
معائنہ کے لئے ایک ہی روز ایک ہی جماعت مین دو تین بار بھی جاسکتے ہین چھوٹی
بڑی سب جماعتون پر یکسان نظر رہے ۔ اور کمزور طلبہ کی ایک فہرست بناکر اُنکی
کمزوری کے اسباب معلوم کئے جائین اور اُنکے انسداد کی کوشش کی جائے ۔
جماعتون کا معائنہ وسیع تعطیلات کے عین ماقبل یا مابعد نہ ہو ۔ جب عموماً طلبہ نہین آتے
معائنہ ایسا خوشگوار اور صحیح طریقہ پر ہو کہ مدرسین کی غلطیاں اونکی آیندہ اصلاح کی
سنگ بنیاد بنین ۔ مدرسین کی ہمت افزائی ہوا کرے ۔ اور اس امر کا ضرور خیال ہے
کہ وہ موجودہ حالات کے ماتحت کیا کر سکتے ہین ۔

نشست برخاست طلبہ ۔ اثنائے معائنہ مین طلبہ کا طریقہ نشست و برخاست پر بھی
غور کیا جائے ۔ اگر وہ صحیح اُصول پر نہ بیٹھیں تو اون کی پیٹھ کی ہڈیون کا نظام درست
نہین رہ سکتا ۔ اور بعض قوی مین بھی کمزوری اور قصور پیدا ہو جاتا ہے ۔

اتحاد ۔ اولاً مدرسین کو اس امر کی تفہیم و بکرر نگرانی رہے کہ وہ طلبہ کے دلون مین
ملک و مالک سے وفاداری و ہندو مسلم اتحاد کے بیج بوئین ۔ جو آگے چلکر یقیناً
بارآور ہون گے ۔ اور بقول ترجمان حقیقت علامہ اقبال ہمارا یہ نصب العین ہو ۔

مذہب نہین سکھاتا آپس مین بیر رکھنا — ہندی ہین ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا

جب ہم ایک ہی ملک مین رہتے اور بستے ہین ۔ ایک ہی آب و ہوا مین پرورش

پاتے ہین ایک ہی جگہ پیدا اور پیوند زمین ہوتے ہیں۔ تو کیا ... کہ ہم مین ... ۔ وہ ہو۔ ہمارے

بہت سے بڑے ... قومی لیڈر اس کام مین ناکام ہوئے۔ مگر ہم ضرور کام ... ۔

(بشرطیکہ خلوص صمیم قلب سے اس امر کی کوشش کی جائے) ... ۔

طو طون کو پڑھایا۔ اور ہم ہونہاروں کے دلون پر یہ نقش مرتسم کر رہے ... ۔

تقسیم تعلیم۔ | درجہ بندی و شرکت طلبہ کے وقت بھی ناجائز رعایت نہ کی جائے۔ کیونکہ یہ

سخت نقصان رسان طریقہ ہے۔ اس امر کا خیال رہے کہ ہر جماعت کے ہر مضمون کی

تعلیم با اصول و بہترین ہو۔ اور خود صدر مدرس جس مضمون کو پڑھائیں اس خوبی سے

پڑھائین کہ دوسرے اساتذہ کے لئے وہ تعلیم بہترین نمونہ بن سکے۔ اور تعلیم اُسی وقت

کامیاب ہو سکتی ہے۔ جب کار تعلیم کی تقسیم عمدہ و با اصول ہو۔ اس ضمن مین صرف

چند عام اصول بیان کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے۔

(ا) ۔ بعد وضع ایام تعطیلات و آخر ماہ آموختہ ہر جماعت کے سالانہ نصاب تعلیم کو تقسیم کرکے

تختہ جات تعلیم نصاب ماہواری مرتب کئے جائین۔ اور ہر ماہ کے آخر مین اس کی تنقیح

ہونی چاہیئے (ب) جن مدرسین کو جن مضامین مین مہارت و دلچسپی ہو اُنہین

وہی مضامین دئے جائین۔

(ج) ۔ ایک ہی مضمون کے اجزا مختلف اساتذہ کو نہ دئے جائین۔ مثلاً قواعد ایک کو تو

ادب دوسرے کو۔ حساب ایک کو تو الجبرا اور علم ہندسہ دوسرے کو (قس علیٰ ہذا) (د)

اہم مضامین کے لئے زیادہ وقت دیا جائے۔ اور اوّل وقت ہی اُن کی تعلیم مقرر ہو۔

(ہ) ایک ہی گھنٹہ مین ایک ہی مدرس کو دو تین مختلف مضامین نہ دئے جائین

(و) بلا ضرورت شدید اندرون سال تعلیمی ذمہ داران جماعت و مدرسین سے مفوضہ

جماعتین و مضامین لیکر دوسرے مدرسین کو نہ دئے جائین۔

ہوم ورک | صرف ادب و ریاضی اور تاریخ جغرافیہ پر ہوم ورک کرایا جائے۔ ہوم ورک اسا...

دیا جائے کہ طلبہ خود کر سکیں ۔ جملہ مضامین کا ہوم ورک ایک ہی روز نہ لیا جائے ۔ اس سے طلبہ پر بے جا بار ہوگا ۔ ہوم ورک کی کاپیاں نہایت پاک و صاف رکھی جائیں ۔ وقت ناہہ مدرسہ میں حسب ضرورت دو تین روز ایک ایک مضمون کا ہوم ورک رکھا جائے ۔ اور اس امر کا خیال رہے کہ طلبہ و مدرسین ہر کام کو بھی محنت و دلچسپی سے انجام دیں ۔

امتحانات۔ یہ امر خاص طور پر غور طلب ہے ۔ صدر مدرسین کا نصیب العین صرف یہی نہ ہو کہ امتحان کامیاب کرانا ہی بہت کچھ ہے ۔ نہیں بلکہ اُن کا فرض ہے کہ وہ طلبہ کی تربیت و اخلاق کا بھی بے حد خیال رکھیں ۔ اور نہیں کامل القویٰ و صحیح الدماغ خوش اخلاق انسان اور ایک وفادار و مفید شہری بنانے کی ان تھک کوشش کریں اس ضمن میں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ عین امتحان کے وقت طلبہ کی ہمت شکنی نہ کی جائے ۔ یعنی صرف اُن طلبہ کے ساتھ ہی ہمدردی نہ کی جائے جو بطور سرکاری شریک امتحان کرائے جائیں ۔ بلکہ اُن طلبہ کا بھی ضرور خیال رہے کہ جو سال بھر اسی امید میں اس جماعت میں اور کئی سال سے مدرسہ میں پڑھتے رہے ہوں ۔

توفیر طلبہ۔ آبادی مدرسہ اور اوسط حاضری میں صدر مدرسین بھی خاص دلچسپی لیں اور حکمت عملی سے بیچارے صدر مدرسین صاحبان کا ہاتھ بٹائیں ۔ نہ یہ کہ تمام تر وہی مورد الزام بنائیں جائیں اور اضافہ جات تدریجی تک سے محروم رکھے جائیں ۔ توفیر طلبہ کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ مقامی ضرورت کے لحاظ سے ابتدائی جماعتوں میں کاروباری تعلیم کا انتظام کیا جائے ۔ مثلاً مدارس اضلاع و مرہٹواڑی میں موڑی خط و کتابت تبا اور بازاری لین دین کا حساب سکھایا جائے ۔ اس کے بعد صدر مدرس صاحبان کے چند اہم اوصاف و خواص اور بعد از ان چند نہایت اہم فرائض بیان کر کے مضمون ختم کیا جاتا ہے ۔

خواص و اوصاف صدر مدرس | ایک صدر مدرس مین ان اہم اوصاف و خواص کا ہونا لازمی ہے۔

(۱) بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور حقیقی خیر خواہی۔ (۲) فرائض شناسی کا ملاحظہ۔ (۳) کسی کے اطوار مین نظر غایر ڈالنے کی قوت (۴) اپنے کام سے محبت و درجوش عمل۔ (۵) جودت طبع (۶) صبر و استقلال (۷) پاکیزہ اطواری۔ (۸) اور یہی روح مدرسہ میں پھونک دینے کی قوت۔ (۹) دیانت داری۔ (۱۰) خوش مزاجی (۱۱) سنجیدگی و متانت اور ساتھ ہی ایسی ملنساری کہ چھوٹے چھوٹے طلبہ تک باسانی اُس سے مل سکین (۱۲) سلامت طبع۔ (۱۳) خلوص و ایثار۔ (۱۴) بے لوثی و بے غرضی (۱۵) خوش اخلاقی (۱۶) دانشمندی (۱۷) اور روشن خیالی۔

نہایت اہم فرائض صدر مدرس صاحبان یہ ہین | صدر مدرس صاحبان کا والدین طلبہ سے

رعایا و والدین سے اتحاد عمل۔ | اتحاد عمل ضروری ہے۔ انہین مدرسہ کے مختلف جلسون مین مدعو کرکے مدرسہ کا کام تبلایا جائے۔ طلبہ کی کمزوریان و خوبیان اُن پر جتلائی جائین۔ اُنھین نیک مشورہ دینا چاہیئے۔ صدر مدرس بلحاظ علو بے قابلیت و خواص و عادات ایسا بہترین نمونہ بنے کہ کیا طلبہ کیا رعایا اور کیا مدرسین صاحبان سب اُس کی طرف مایل ہون۔ اور دل سے اُس کی عزت کرین نہ صرف اس کے ملک عہدہ کے لئے۔ اور سب مین وہ ہردلعزیز ہو۔

مدرسین سے اتحاد عمل۔ | ہر صدر مدرس کا مدرسین سے اتحاد عمل نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر نہ مدرسہ کا ضبط قایم رہ سکتا ہے۔ اور نہ تعلیم ہی عمدہ ہوسکتی ہے۔ (کیونکہ طلبہ معتوب مدرسین سے نہیں ڈرتے۔) مددگار ایک صدر مدرس کے ہاتھ پاؤن ہین۔ پھر اُن سے ناچاقی کیسی۔ مگر افسوس ہے کہ آئے دن ایسی شکایتین سننے مین آتی ہی رہتی ہیں۔ اس سے مدرسہ حقیقی معنون میں تعلیم گاہ

نہین رہتا۔ بلا شکایت کام لینا آنا بھی ضروری ہے۔ اور جو صدر مدرس مددگاران کو خوش نہ رکھہ سکیگا یا وہ صدارت کی اہم خدمت کا اہل نہین۔ ہر صدر مدرس کو چاہیئے کہ سوائے دس اور چار کے درمیان کے جب کہ وہ صدر مدرس ہے مددگاروں سے دوستانہ تعلقات رکھے۔ تفہیم و ہدایت نرمی و مروت سے کام لینا مناسب ہے۔ اور مددگاردن کے ساتھ ہر جائز رعایت کرنے مین کبھی دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ ع کہ مزدور خوش دل کند کار بیش۔

زندگی کا وقف کر دینا۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض حضرات کچھ عرصہ تک مجبوریوں اور ضروریات سے پناہ گزین ہونے کے لئے اس اہم خدمت کو قبول کر لیتے ہین۔ اور شب و روز یہان سے نکل بھاگنے کی کوشش بھی جاری رہتی ہے۔ ہر صدر مدرس کا یہ نہایت اہم فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی کو نونہالان قوم کے لئے وقف کر دے۔ ورنہ اپنے تئین اس بار گران سے سبکدوش کرلے۔ کیونکہ کام جب تک یکسوئی پوری طاقت و توانائی اور نہایت انہماک سے کیا جائے کچھ فائدہ بخش و نتیجہ خیز نہین ہو سکتا۔

نتیجہ۔

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے ۔۔۔ جو شخص کے جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا ۔۔۔ غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

بے شک ملک و قوم کی خدمت یعنی ہمارا کام ہمارا فریضہ نہایت دشوار اور نازک ہے۔ لیکن جب ہم نے اُس کو اختیار کر لیا ہے۔ تو خدا پر بھروسہ کرکے پورے انہماک اور نہایت محنت و مستعدی و جوش عمل سے اُس کو انجام دینا چاہیئے فاذا عزمت فتوکل علی اللہ۔

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہین سکتا
وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہین سکتا

آخر مین یہ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر صدر مدرس کو ان مشورون پر متوجہ کر کے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ع این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد۔

نمایش تعلیمی

مولوی عبدالستار صاحب سبحانی نے بیان کیا کہ اولاً نمایش تعلیمی کا افتتاح دو سال قبل مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ تین ہوا تھا۔ سال گذشتہ سے صدر انجمن اساتذہ کی نمایش شروع ہوئی۔ طاعون کی وجہ سے نمایش مین کافی سامان فراہم نہ ہوسکا۔

مجھے نمایش تعلیمی کا خیال ہائی اسکول کے سالانہ جلسہ کی نمائش کے تھوڑے سے سامان کو دیکھکر ہوا جس کو پرشاد راؤ صاحب معلم نقشہ کشی نے تیار کیا تھا۔ مقرر نے سامان نمائش تعلیمی یادگیر و ضلع بیٹ کا بھی حوالہ دیا اور کہا کہ مدرسین نے کانفرنس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ سامان نمایش تعلیمی کی وضاحت بر سر موقع نمائش میں ہوئی اور ہورہی ہے۔ لہذا اس موقع پر مزید تفصیل غیر ضروری ہے۔

مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے۔ یل۔ ٹی نے بیان کیا کہ نمونہ کی نمایش ہر مدرسہ مین واپسی کانفرنس کے بعد سے ہی قایم کی جائے۔ اور اس کا انتظام ابھی سے شروع کردیا جائے تاکہ سال آئندہ بآسانی سامان روانہ کیا جائے اور کوئی شکایت نہ ہو۔ مستقل نمایش ہر بڑے مدرسہ مین رہے۔ مختلف مقامات مین نمائش مختلف اغراض سے ہوتی ہے۔ مقرر صاحب نے نمائش وبمبلی الہ آباد۔ لاہور اور حیدر آباد کا اجمالی ذکر کیا۔ اور آخر مین کہا کہ معمولی سامان سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ قطرہ قطرہ دریا ہوتا ہے۔ بچون سے نمایش میں اشیاء جمع کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ خود مدرسین سامان مہیا کرین اور طلبہ سے بھی جمع کرائین۔

محمد عبدالسلام معتمد نے بیان کیا کہ اسناد ولایتی کاغذ پر مسلم انسٹیوٹ پریس علی گڈھ مین طبع کرانے کا خیال تھا مگر وہان سے کوئی جواب نہ آیا۔ وہان سے جواب کا نہ آنا اچھا ہوا۔ ولایتی کاغذ

کے بجائے اسناد نمائش المعلم کے ٹائٹل کے جیسے کاغذ پر سرخ بیل کے اندر اعظم اسٹیم پریس چارمینار میں طبع کرائے گئے۔ اسی موقع پر نمونہ سند حاضرین کو بتایا اور گشت کرایا گیا۔

سال گزشتہ کی سندیں تقسیم ہو چکی ہیں۔ اس سال خیال تھا کہ برخاست کانفرنس سے پہلے عالیجناب صدر صاحب خود بعد انتخاب اسناد تقسیم فرمائیں۔ مگر عالیجناب صدر صاحب نے اس خیال سے کہ عجلت میں کہیں ناانصافی نہ ہو۔ ایک مجلس منتخبہ مقرر فرمائی ہے۔ اس کے انتخاب کے بعد اسناد مستحقین کو روانہ کر دئے جائیں گے۔

اختتامی تقریر

عالیجناب مولوی سید محی الدین صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا نائب ناظم تعلیمات۔

تقریباً تیس چالیس منٹ تک صدر ممدوح اختتامی تقریر فرماتے رہے۔ جناب ممدوح کی عدیم الفرصتی اور سفر وطن کے باعث مکمل تقریر حاصل نہ ہو سکی۔ مولوی عبدالسلام صاحب ذکی مددگار مدرسہ وسطانیہ نیلنگہ نے جو یادداشت بوقت تقریر مرتب کی تھی اسی سے تقریر کا ایک مختصر اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔

صدر ممدوح نے فرمایا کہ اجلاس کانفرنس ختم ہوتا ہے اور ہم سب منتشر ہونے والے ہیں کانفرنس کے فوائد سے آپ واقف ہیں۔ صدر انجمن اساتذہ کی شاخیں تمام مقامات پر قائم نہیں ہوئے۔ حصول معلومات کے لئے تبادلہ خیالات ضروری ہے۔ مشکلات کا اظہار کرنے اور انہیں دور کرنے کے لئے انجمن اساتذہ ضروری ہے۔ کانفرنس کا کام تقسیم عمل کے اصول پر کرنے کی کوشش کی جائے۔ جو مدرسین کانفرنس میں نہ آسکے ہیں ان تک کانفرنس کے تقاریر اور کانفرنس کا کام پہونچایا جائے۔ یہ دیکھکر خوشی ہوتی ہے کہ آپ اپنا عزیز وقت اور روپیہ خرچ کرکے یہاں تشریف لائے۔ کانفرنسوں سے بہت سی نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ خود مجھے یہاں آنے سے بہت سی نئی باتیں

معلوم ہوئے۔ اور بہت سی باتین جو ذہن سے نکل چکی تھین پھر یاد ہوئیں۔

اعلحضرت میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ تعالیٰ ملکہٗ کو تعلیم سے بہت دلچسپی ہے۔ اعلحضرت نے تنخواہون مین کثیر اضافہ فرمایا ہے۔ تعلیمات کا موازنہ تقریباً ۷۰ لاکھ ہو گیا ہے۔ سب عہدہ دار کوشان ہیں کہ تعلیم عمدہ ہو یہ خیال نہ کیجئے کہ ہم خاموش بیٹھے ہوئے ہین۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ جو کچھ کانفرنس مین سنا گیا اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ ہم بھی آپ کے بھائی ہون (تصفیق) ہم سب کو ملکر عمل کرنا چاہیئے زبانی جمع خرچ عام طور پر بہت ہوتا ہے۔ یہان کی باتیں آپ گھر جا کر نہ بھول جائین بلکہ عمل کر کے کام کر دکھائین۔ مذہبی امور کی پابندی نفس کی اصلاح کی کوشش کرین اور اس سنت کا نتیجہ سال آیندہ کی کانفرنس مین پیش فرمائین۔ مین آیندہ ضرور آپ کی کانفرنس مین ڈیلیگیٹ بن کر آؤن گا (تصفیق)

اس بات سے نہ شرمائیے کہ آپ تقریر نہیں کر سکتے۔ آپ اپنے تجربون سے فائدہ پہونچائیے۔ بڑی کانگرسون مین بھی بڑے بڑے لوگ اور نشار عمدہ تقریر نہین کر سکتے۔ مگر اساتذہ سے تقریر کرنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ رات دن ان کو طلبہ کے سامنے تقریر کرنے اور طلبہ کو سمجہانے کا کام رہتا ہے۔ جن لوگون نے اس سال کوئی تقریر نہین کی ہے وہ آیندہ تقریری حصہ ضرور لین اور چپ چاپ نہ بیٹھین

بال گوبند پرشاد صاحب دیہات کے حالات بیان کئے۔ مولوی عبد الستار صاحب سجانی نے اس کے متعلق تجربہ اور کام کی باتین بتلائین۔ اس کے فوائد زمانہ گزرنے کے بعد ظاہر ہونگے۔ صدر انجمن کی شاخین جلد قایم ہون۔ لوگون کو یہ معلوم ہو جائے کہ تعلیمات کیا چیز ہے۔ رعایا بھی پڑھ لے۔ تعلیم تو بچون کے والدین بھی پا سکتے ہین آپ صبح یا شام یا تعطیل کے دن ان کے سامنے تقریر کیجئے اور کارآمد باتین

بتائے۔ کوتوالی کی طرح ہمارا سررشتہ نہ ہو بلکہ اور مقامات کے مدرسین کی طرح آپ کی
عزت بھی بحیثیت مدرس ہو جائے۔ دلون پر حکومت سے نہیں بلکہ اپنے عمدہ عادات
اور خصائل سے قابو حاصل کیجیے۔ بعض صدر مدرس صاحبان بہت نیک نام
ہین اہل کوتوالی سے زیادہ رعایا پر انہون نے قابو حاصل کر لیا ہے جیسا کہ مولوی
عبدالستار صاحب سجآنی [illegible]۔ ہمت، کوشش اور توکل سے کام لیا جائے
[illegible] جبر کے لئے حکومت مدد نہ دے گی۔ لوگ [illegible] الفاظ سمجھیں۔ سختی
بدلحتی نہ ہو۔ سختی کے معاملہ مین نرمی کیجیے وہ خود وان لین [illegible]۔ آپ اپنی [illegible]
عمدہ بنائے۔ آپ پارٹیون مین حصہ نہ لین منصف [illegible] بن جائے [illegible]
نظر عمدہ رہے۔ خودداری [illegible] کی ضرورت [illegible] آپ
اعلیٰ صفات پیدا [illegible] گے تو دوسرے سررشتون سے بڑھکر آپ کی عزت
ہوگی۔ اعلیٰ صفات پیدا کرنے مین کامیابی ضروری ہے۔ آپ رعایا کے خلاف
برے برتاؤ کو ہتک نہ سمجھئے۔ ممکن ہے کہ برا کہنے والا خود پشیمان ہو۔ شاگردان سے
صدر انجمن کے مقاصد اعلیٰ ہون۔ تحریک جمعیت الطفال (بائی اسکاوٹس موومنٹ)
کے ذریعہ اعلیٰ صفات پیدا کیجئے۔

مرکزی انجمن کا باضابطہ پروگرام پہلے ہی مرتب ہو جائے۔ معتمد صاحب
کے بیان سے معلوم ہوا کہ لوگ تقاریر اور انجمن سے دلچسپی نہیں لیتے۔ اسی طرح
معتمد صاحب کسی کے سر بلا اطلاع کام یا تقاریر سپرد نہ کر دین۔ کیونکہ اکثر لوگ
پلیٹ فارم پر آکر صرف عذر کر کے چلے جاتے اور چپ چاپ بیٹھ جاتے ہین۔

تعلیم جبری مضمون کی حیثیت سے گزر کر تحریک کی صورت مین منظور ہوا۔
کانفرنس مین ایسی تحریکات پیش ہونا چاہیئے جن کی حکومت سے شنوائی ہو سکے۔
عام امور تحریکات مین نہ لائے جائین اور نہ حکومت کی پالیسی پر اعتراض کیا جائے

آپ سرکار کے ملازم ہیں۔ آپ اس پر اعتراض نہیں کرسکتے۔ خود حکومت ان ابواب پر غور کرتی رہتی ہے۔ مشین کے مالک خود مشین کو درست کرتے ہین۔ کل پرزون کا کام حرکت کرنا ہے۔ حکومت پر نکتہ چینی میں وقت نہ گنوایا جائے۔ تعلیم جبری کی تحریک بظاہر خوش نما ہے مگر درحقیقت ہندوستان کے جیسے وسیع ملک میں جہاں کی آبادی بہت پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی اجرائی بہت دشوار اور محال ہے۔

میرا منشاء یہ نہیں ہے کہ آپ ان پر بحث کی قابلیت نہیں رکھتے۔ آپ میں بہت سے قابل بہترین افراد ہیں اور ممکن ہے کہ بعض اساتذہ بین الاقوامی سیاسیات مسائل حل کرسکیں۔ یہ صفت عام نہیں۔ تعلیمی چھوٹے مسائل مدرسین کے ذہن نشین ہونا بہت ضروری ہوگا۔ انڈین سول سروس کی درخشاں مثال ہمارے سامنے ہے کہ ہندوستانی طلبہ نے انگریزوں کے مقابلہ میں سو میں سو نمبر پائے ہین۔ میری استدعا ہے کہ تعلیم جبری وغیرہ کے جیسے عام اور اعتراضی مسائل دوسری انجمنون پر چھوڑ دئے جائیں۔ اگرچہ بعض اصحاب اس مین مختلف الرائے ہون گے۔ مین یہ نہین کہتا کہ تعلیم جبری پر بحث نہ کی جائے۔ مگر یہ کہتا ہون کہ اس مسئلہ پہ بحث کرنے کی یہ جگہ نہیں ہے۔ یہان مدرسین منظورہ مسائل تعلیمی کے اجرائی کے تجاویز اور ان پر غور و فکر کریں۔ مین جذبات کو روکنا نہیں چاہتا ان امور پہ مجلس منتخبہ مین پہلے سے غور کر لینا چاہیئے۔

خاص اشخاص جنھون نے کانفرنس کے انعقاد مین دلچسپی لی وہ مولوی شیخ ابوالحسن صاحب منفرم صدر مہتمم تعلیمات۔ مولوی عبدالستار صاحب ہمدانی مولوی محمد عبدالسلام صاحب معتمد۔ مولوی عبدالسلام انصاری مددگار مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ۔ مولوی عبدالسلام صاحب ذکی مددگار مدرسہ وسطانیہ نیلنگہ ہین۔ کانفرنس مین دوسرے سب مدرسین کا آنا ہی غنیمت ہے۔ باہر کے لوگون کی آمد

بھی اظہار شکریہ کرتا ہون - ڈاکٹر ناظر الدین حسن صاحب (نواب ناظر یار جنگ بہادر) کا
بطور خاص شکریہ ادا کرتا ہون عدالت کی کرسی کو ان سے زینت ہے - ان مین بہی نوع
...ی موجود ہے - ڈاکٹر صاحب نے ہر طرح میری امداد کی - اس سر رشتہ
...ے ساتھ وہ ... عمدگی سے پیش آتے اس کے شکریہ سے
... نثار احمد صاحب زاید ناظم صدر عدالت اور ...
... و مولوی محمد عبد الکریم صاحب ... اور ہاتھ
بٹانے کا مین شکریہ و اعتراف کرتا ہون -

مجھ مین تو تقریر کی قابلیت نہ تھی مگر آپ ... نے میری عزت افزائی ...
مین آج شام کی گاڑی سے جا رہا ہون ... فرداً
فرداً علحدہ ... جلسہ کے بعد مین بارہ بجے تک یہین بیٹھا رہون گا -
جو صاحب مجھ سے ... چاہتے ہین وہ مجھ سے ملاقات فرما سکتے ہین -

اختتامی تقریر صدارت کے بعد معتمد نے جناب صدر صاحب کے حکم سے بردباری
مولوی سجاد میرزا صاحب کی توجہ و ... مولوی شیخ ابو الحسن صاحب اور اُن کے
بچون کی محنت و دوڑ دھوپ ... حاضرین کی شرکت و صرف زر، مقررین کی تقریر
یا ان پر فوری باز عہدہ داران عدالت کی حمایت، وکلا کی عنایت منتظمین کی
کارگزاری وغیرہ وغیرہ کا آدھے گھنٹہ تک لطیف طریقہ سے ذکر و شکریہ ادا کیا -
مولوی سید محی الدین صاحب اور مولوی شیخ ابو الحسن صاحب کو پھولون کے ہار
پہنائے گئے - مولوی اسرار الرحمن صاحب صدیقی صدر مدرس وسطانیہ
... نے اعلیحضرت خلد اللہ تعالیٰ ملکہٗ سلطنت اور مدرسین کے لئے دعا فرمائی
حاضرین نے کھڑے ہو کر "آمین" سے ساتھ دیا -

شکریہ و دعا کے بعد مسٹر کستوری رنگن ایر بی - اے اور مولوی سجاد حسین صاحب

مددگاران مدرسہ فوقانیہ انگریزی کے زیر سرگردگی ہائی اسکول کے چند طلبہ نے
امداد بوائزاسکاوٹس (جمعیت اطفال) کا ایک نمونہ میدان ہائی اسکول مین بتایا
جس مین یہ دکھایا گیا تھا کہ ایک چور راستہ مین ایک ضعیف آدمی کو زخمی کر کے
روپیہ لے کر فرار ہوگیا۔ جمعیت اطفال کا ایک لڑکا اس زخمی
[illegible] ساتھیون کو امداد کے لیے لاتا ہے۔ زخمی کو [illegible]
مرہم پٹی کی جا [illegible] ایک [illegible] خت پر سے گھیر ڈال [illegible]
پھر چور کو سامان [illegible] کو بحالت صحت علم [illegible] کے [illegible]
[illegible] سجاد حسین صاحب [illegible] جمعیت [illegible] پر تقریر کرتے ہین۔ جس سے چور متاثر ہوتا ہے
اور مال [illegible] کو [illegible] اس سے معافی مانگتا ہے۔ چور اس نوبت پر
رہا کر دیا جاتا ہے۔ جمعیت اطفال و افسران بوائزاسکاؤٹ [illegible] ی جھنڈے کی
سلامی اتارتے ہین،

دن کے ایک بجے کانفرنس کا یہ دوسرا سالانہ جلسہ بخیر و عافیت ختم ہوا۔
مدرسین کو بوجہ تعطیل عرس حضرت خواجہ بندہ نواز علیہ الرحمہ یہ موقع دیا گیا کہ عرس شریف
مین شریک ہون، اور نمائش تعلیمی سے بھی مزید فائدہ اٹھائین۔

ضمیمۂ خاص

تیاری اسباق

تعلیم نقشہ کشی اور مضمون خوانی کے بعد مولوی ... الدین صاحب
بی۔ایس سی مہتمم تعلیمات اور مولوی محمد عبدالستار ... سبحانی نے تیاری
اسباق پر تقریر فرمائی۔ چونکہ ضلع گلبرگہ میں تیاری اسباق پر خاص اور مسلسل
زور دیا جارہا تھا اس لئے کانفرنس میں ... تقریر کے سننے
میں مدرسین ... مدرسین نے ہمہ تن گوش بن کران تقاریر کو
بلحاظ اہمیت محسوس ... کوشش بھی کی تیاری اسباق کے متعلق تقاریر لفظ بلفظ
مقرر صاحبان کے ... روداد ...

مولوی عبدالستار ... سبحانی نے بکثرت تقاریر کانفرنس میں فرمائے
مگر رات دن کے مسلسل کام کاج ... مدرسہ کے باعث وہ صرف ایک
تقریر تیاری اسباق بھی متواتر مطالبہ اور وعدہ پر بھی مرحمت نہ فرماسکے۔ یہ تقریر
میں نے سخت آشوب و ناخنہ چشم کے زمانہ میں دو طلبہ کی مدد سے تیار کی۔
جو بعد نظر ثانی مولوی شیخ ابوالحسن صاحب درج روداد ہو چکی۔

مولوی سید معین الدین صاحب کی تقریر بھی ایسی ہی حالت میں۔
مولوی احمد علی صاحب میر منشی دفتر مہتممی تعلیمات اور مولوی سید محمود پیر صاحب
سررشتہ دار دفتر صدر مہتممی تعلیمات کی معاونت سے تیار کی گئی۔ مگر چپراسی نے اس
محنت و تکلیف سے تیار شدہ مضمون کو منزل مقصود تک نہیں پہونچایا۔

مدرسین کی خواہش و ضرورت کے لحاظ سے مکرر اس تقریر کو ضمیمہ خاص مین درج کیا جاتا ہے۔ یہ اتفاقی امر ہے کہ پہلی مرتبہ تعطیلات محرم الحرام اور دوسری مرتبہ تعطیل میلاد مبارک و دسہرہ کے باعث مولوی سید معین الدین صاحب بی۔ اے سے ان کی تقریر پر نظر ثانی نہین کرائی جا سکی۔

تقریر مولوی سید معین الدین صاحب بی۔ اے

جس وقت [illegible] پڑھانے کو پڑھانے سے پہلے دو باتون پر غور کر لینا چاہیے۔ پہلا یہ کہ ہم [illegible] پڑھانا چاہتے ہین۔ دوسرا یہ کہ [illegible] جن کو پڑھانا چاہتے ہین چھوٹے [illegible] ایسے معلومات نہ بتائے جائیں جو بڑے بچون کو بتائے جاتے ہین اور بجائے خود [illegible] ہین بچون [illegible] سے بچون کو معلومات بتانا چاہیے۔ علاوہ ان امور کے اس [illegible] بھی لحاظ کر لیا جائے۔ کہ ہم کو کس طریقہ سے سبق پیش کرنا چاہیے۔ [illegible] ٹریننڈ مدرس جانتے ہین کہ تعلیم کے دو مقصد ہوتے ہین۔ ایک خاص دوسرا عام۔ مقصد خاص تربیت اور مقصد عام معلومات بہم پہونچانا ہے مثلاً [illegible] کا سبق پڑھاتے وقت اس کا مقصد عام معلومات کا بہم پہونچانا اس سبق کے سمجھانے سے حاصل ہو جاتا ہے اس کا مقصد خاص جو تربیت سے متعلق ہے۔ اس کے معلوم کرنے مین دشواری ہے۔ امتحان مین کامیاب ہو جانے سے ہم طریقہ تعلیم کا اندازہ کر سکتے ہین۔

تیاری سبق مین کن کن چیزون کو استعمال کرنا چاہیے۔ اس پر پہلے سے غور کر لینا چاہیے کہ بچون کی استعداد کس حد تک ہے۔ کس طریقہ سے وہ امور پیش کیے جائین۔ وہ [illegible] خواہ مخواہ الحاقی نہ ہو۔ تیاری سبق کے وقت مختلف مضامین مضاب پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اب اس امر کا موقع نہین ہے کہ

نصاب کی تشریح کی جائے کہ مضامین جو ابواب شریک ہین وہ کیون نصاب مین داخل کرلئے گئے ہین - تیاری اسباق کے وقت ایک مضمون مثلاً جغرافیہ کی تعلیم کو ہم ادب سے ملا سکتے ہین - جو باتین ادب کے لحاظ سے مفید ہون - اسی طرح ہم دوسرے مضامین حساب و تاریخ کا الحاق کر سکتے ہین - تیاری اسباق کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ دوسرے اسباق سے بھی واقفیت ہو کہ کن چیزون کو ہم ایک سبق مین لے سکتے ہین - جو مضامین مدرسہ مین پڑھائے جاتے ہین - جہان تک میری سمجھ سکتا ہون ... کے سبق کی تیاری کے لئے چند ہی منٹ صرف ہون گے -

اس سال ... آپ پڑھا ... ہین ... ان کے تیاری کی نوعیت بدل جائے گی - ممکن ہے کہ لڑکون کی مناسبت سے وہی سبق کارآمد ہو جائے یا تھوڑی سی تبدیلی کی ضرورت ہو - تھوڑی سی تشریح سے یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ سبق مختلف ... طریقون سے پڑھانا چاہیئے - کوشش اس امر کی ہونی چاہیئے کہ طلبہ پہلی مرتبہ ہی مطلب سمجھ جائین - ایک ہی طریقے بار بار کے سمجھانے مین طلبہ پہلی مرتبہ یہ خیال کرتے ... سمجھتے ہین کہ پھر دوبارہ سمجھ لین گے - اس بنا پر لڑکے سمجھ مین ... کہدیتے ہین - اس امر کی عادت ڈالنی چاہیئے کہ طلبہ پہلی دفعہ ہی مطلب کو سن لین اور سمجھ جائین -

سبق کی تیاری ہر جماعت کے لحاظ سے علیحدہ ہوگی اور بہترین تیاری یہی ہے کہ ہر ایک لڑکا اس کو عمدگی سے سمجھ جائے - کیا جائے کونسی وقت پیش آئے گی - سوال حل کرانے کا کیا طریقہ ہو - اسپر غور کیا جائے جہان لڑکون کو مشکل پیش آتی ہے اس مشکل کا اظہار نہ کیا جائے - بلکہ اس کو مثال کے ذریعہ سے سمجھا دیا جائے -

جماعت ہائے تحتانیہ اور وسطانیہ کا طریقہ تفہیم جداگانہ ہوگا - تحتانیہ ...

طریقہ پڑھانے کا اس طرح ہوگا کہ ہم یہ دریافت کرین کہ د ۲۵ ، آم مین سے ایک طالب علم کو چار عام دے گئے اور ہم اس سے دو زیادہ استعمال کیئے تو باقی کتنے بچے اس طرح طلبہ مین سوچنے اور سمجھنے کی قابلیت پیدا ہوگی۔ بالعموم مدارس مین اس کے سمجھانے کا طریقہ یہ ہے کہ کتنے مین سے کتنے آم تفریق کردیے جائین۔ دوسرے نے اس سے دو زیادہ لیئے تو کتنے ہوئے۔ ... جتنا حساب حل کیا جائے وہ سمجھ کر حل کیا جائے ... قیمت ... مواقع کو معلوم کرنا چاہیے۔ جس مقام پر دقت پیش آئے اس ... کر دیا جائے

جو مدرس مشکلات ... مین نظر رکھکر تیاری کرنا چاہیئے وہ تیاری اسباق ہے ... اس کو پڑھایا اسطرح ہو کہ اخلاقی نتیجہ پر نمونہ ہو سکے ہم خود تیار رہون کہ جوبات کرین اس پر ... کر سکے ... نمونہ کا اضافہ کرین۔

مجھے اب بحیثیت مہتمم تدریس کا عملی موقع نہین ہے ... مولوی عبدالستار صاحب سجانی کے سپرد ایک بڑا مدرسہ ہے اور وہ ... مدرس ہین۔ یقین ہے کہ وہ میرے بعد اس بحث پر عملی باتین بتائین گے۔

ضمیمہ اوّل

فہرست شرکائے کانفرنس

اس کانفرنس مین جو اصحاب شریک ہوئے۔ ان کی فہرست بغرض دل افزائی اور جو شریک نہین ہوئے ان کی تشویق شرکت آیندہ کے لیئے درج کی جاتی ہے فہرست مین قابلیت یا گریڈ یا مقام کی ترتیب ملحوظ نہیں ہے بلکہ جس کی دستخط پہلے ہوئی

انہیں کا نام پہلے شریک ہوا ہے۔

(۱) عالیجناب مولوی سید محی الدین صاحب بی۔ اے۔ صدر کانفرنس۔

(۲) عالیجناب مولوی شیخ ابوالحسن صاحب بی۔ اے صدر مجلس استقبالیہ و معتمد صدر مہتمم تعلیمات

(۳) عالیجناب مولوی محمد عبدالستار صاحب ... بی۔ اے۔ صدر مدرس فوقانیہ عثمانیہ۔

(۴) " " " ... معین الدین صاحب بی۔ یس۔ سی۔ مہتمم تعلیمات گلبرگہ۔

(۵) " ... بال سر مہتمم صاحب ایر بی۔ اے ... مہتمم تعلیمات ... آباد۔

(۶) " ... مولوی سید احمد رضا صاحب بی اے ... مہتمم تعلیمات رائچور۔

(۷) جناب " " غلام دستگیر صاحب ... مدرسہ تحتانیہ عالم پور۔

(۸) " " " محمد عزیز الدین صاحب ناظر تعلیمات رائچور۔

(۹) " " " غلام محمود صاحب صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ یادگیر۔

(۱۰) " " " محمد فہیم صاحب " " " " مورم۔

(۱۱) " " " محمد عبدالرحمن صاحب " " " " کوڑنگل۔

(۱۲) " " " سید اسد اللہ صاحب رضوی " " " " اودگیر

(۱۳) " " " عبداللطیف صاحب بی۔ اے۔ ... مددگار مدرسہ وسطانیہ گنگاوتی

(۱۴) " " " محمد قبول اللہ صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ شوراپور۔

(۱۵) " " " فاضل محمود حسین صاحب مدرس ہائی اسکول گلبرگہ۔

(۱۶) " " " فاضل محمد عبدالقیوم صاحب صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ اوسہ

(۱۷) " " راجہ رام نرہر راؤ صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ اندولہ۔

(۱۸) جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب صدر مدرس تحتانیہ مہاگاؤن۔

(۱۹) " " " محمد حسین خان صاحب ترکی " " " ... ٹم۔

(۲۰) جناب مولوی سید احمد بادشاہ صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ بہمنی پورہ
(۲۱) ر ر شیخ محمد صاحب ر ر ر ر یلبہیر
(۲۲) ر ر محمد عبدالغفور صاحب مددگار مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ۔
(۲۳) ر ر محمد عبدالکریم صاحب ر ر ر ر
(۲۴) ر ر محمد عبدالکریم صاحب ر ر تحتانیہ ملکھیڑ۔
(۲۵) جناب مسٹر وشوناتھ راؤ مددگار مدرسہ تحتانیہ مہاگاؤں۔
(۲۶) جناب مولوی محمد شفیع صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ اٹکال۔
(۲۷) ر ر محمد حسن صاحب ر ر ر سیرم۔
(۲۸) ر ر محمد حنیف صاحب ر ر ر ر بہمنی پورہ
(۲۹) ر محمد عبدالرحمن صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ نگنور
(۳۰) ر سنکر راؤ صاحب ر ر فرحت آباد
(۳۱) ر چندولعل صاحب ر ر ساولگی
(۳۲) ر محمد سردار خان صاحب مددگار مدرسہ ساولگی۔
(۳۳) ر محمد عبدالقادر صاحب مددگار ر کڑچور۔
(۳۴) ر محمد منور صاحب ر ر کوڑنگل۔
(۳۵) جناب مولوی محمد صدیق صاحب صدر مدرس مدرسہ تاپور۔
(۳۶) ر ر شیخ محبوب صاحب ر ر مدرکی۔
(۳۷) ر محمد عبدالکریم صاحب مددگار مدرسہ نلدرگ۔
(۳۸) ر سیوشنکریا صاحب ر ر سلگرہ۔
(۳۹) جناب مولوی محمد عبداللطیف صاحب صدر مدرس مدرسہ بنڈسنگلی
(۴۰) مولوی غلام دستگیر صاحب مددگار مدرسہ سلگرہ۔

(۴۱) جناب مولوی محمد ندیم اللہ صاحب مددگار مدرسہ اسٹیشن بازار گلبرگہ۔
(۴۲) " " محمد سرست صاحب صدر مدرس مدرسہ پنچ محلہ تاپور۔
(۴۳) " سید صفدر علی صاحب مددگار مدرسہ ملنگہ۔
(۴۴) جناب مولوی عبد الرسول صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ لنگسگور۔
(۴۵) " وینکٹا چاری صاحب مددگار ہائی سکول گلبرگہ۔
(۴۶) " کھنڈے راؤ صاحب " " گلبرگہ۔
(۴۷) " سیتو مادہو راؤ صاحب " فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ۔
(۴۸) " نرسنگ راؤ صاحب بی اے " " "
(۴۹) " کٹکرکے۔ اے " " " "
(۵۰) جناب مولوی محمد رکن الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ ملکھیڑ۔
(۵۱) " " شیخ امام صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ ملکھیڑ۔
(۵۲) " " محمد عبد العزیز صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ کوڑنگل۔
(۵۳) " " محمد عبد الحکیم صاحب " " فوقانیہ انگریزی گلبرگہ
(۵۴) " " محمد فخر الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ یڈرامی
(۵۵) " گنگا رام صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ سومن پورہ
(۵۶) جناب مولوی محمد فیض الدین صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ کلور
(۵۷) " پرشاد راؤ صاحب مددگار مدرسہ فوقانیہ انگریزی گلبرگہ۔
(۵۸) جناب مولوی محمد امام علی خان صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ کملاپور۔
(۵۹) " " سید قادر بادشاہ صاحب " " ملکھیڑ
(۶۰) " " محمد غوث الدین صاحب صیغہ دار دفتر صدر مہتمم تعلیمات گلبرگہ۔
(۶۱) " " محمد مستان علی صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ کرکندہ۔

(۶۲) جناب مولوی نعمت اللہ صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ کرٹیچور۔

(۶۳) " " سید حیدرہ حسینی صاحب " " " " بہمنی پورہ گلبرگہ

(۶۴) " " سید مخدوم صاحب " " فوقانیہ انگریزی گلبرگہ

(۶۵) " دہرم راؤ صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ ساولگی۔

(۶۶) " رام کشن لعل صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ کملاپور

(۶۷) جناب مولوی عبدالحمید خان صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ کولور

(۶۸) " " محمد عبدالصمد صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ گرمٹکال۔

(۶۹) " " محمد عظیم الدین " " " " " "

(۷۰) " " سید محبوب پیران صاحب " " لنگسگور۔

(۷۱) دستخط پڑھی نہ گئی " " کرٹیچور

(۷۲) جناب ہنمنت راؤ صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ بہوسنور

(۷۳) جناب مولوی محمد عبدالقیوم صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ سگر۔

(۷۴) " " محمد عبدالسلیم صاحب صدر مدرس مدرسہ " سونت

(۷۵) " " شیخ بندہ علی صاحب " " " " کیوار

(۷۶) " " محمد عبدالشکور صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ مورم۔

(۷۷) " " سید مبارک صاحب " " وسطانیہ "

(۷۸) " یم۔ یچ پہاٹک صاحب " " " " اوسہ

(۷۹) جناب مولوی محمد محبوب علی صاحب " " تحتانیہ گکرہ۔

(۸۰) " " محمد عبداللہ صاحب صدر مدرس " جمایدلائی

(۸۱) " کیشوراؤ صاحب " " " " ناگایدلائی۔

(۸۲) جناب مولوی شیخ عبدالقادر صاحب " " وسطانیہ کوہیر۔

(۸۳) جناب مولوی سید اسداللہ صاحب منعرم صدر مدرس وسطانیہ اودگیر۔
(۸۴) " " " محمد بدرالدین صاحب مددگار مدرسہ فوقانیہ رائچور
(۸۵) " " " محمد حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ پنچولی
(۸۶) " " " قدرت اللہ صاحب مددگار مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ بیدر
(۸۷) " " " عبید اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ شوراپور۔
(۸۸) " " " محمد شریف صاحب معلم نقشہ کشی " " اودگیر
(۸۹) " " " قبول اللہ صاحب مددگار " " شوراپور
(۹۰) " " " دستخط پڑھی نہ گئی " " " تلجاپور
(۹۱) " " " محمد عبدالعزیز صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ الکال
(۹۲) " " " محمد مرتضی حسین صاحب (تخلص پڑھا نہ گیا) صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ تلجاپور
(۹۳) " " " محمد عبدالرحمن صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ نیلنگہ
(۹۴) " " " سید صفدر علی صاحب " " " " "
(۹۵) " " " غلام محی الدین صاحب " " " شاہ پور
(۹۶) " " " سید مقبول احمد صاحب " " " " یادگیر
(۹۷) " " " عقیل بن عبداللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ بلجکر
(۹۸) " " " محمد عبدالرحمن صاحب " " " " " ہرسور
(۹۹) " " " محمد موسیٰ رضا صاحب " " " " " کرنی
(۱۰۰) " " " محمد مخدوم صاحب " " " " پٹ پاک۔
(۱۰۱) " " " محمد اسمٰعیل صاحب " " " " چنڈرگی
(۱۰۲) " " " محمد نعمت اللہ صاحب مددگار " " " "
(۱۰۳) " " " محمد عبدالقادر صاحب " " " " "

(١٠٤) جناب مولوی عبدالکریم صاحب صدر مدرس مدرسۂ تحتانیہ چمن چوڑ

(١٠٥) 〃 〃 محمد امیر علی صاحب 〃 〃 〃 〃 میلوار

(١٠٦) 〃 شنکرپا صاحب مددگار 〃 〃 ناگائیدلائی

(١٠٧) 〃 ویربھدرپا صاحب 〃 〃 وسطانیہ ضلع پیٹ

(١٠٨) جناب مولوی انوار اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ چناکھار

(١٠٩) 〃 〃 محمد حسین صاحب 〃 〃 〃 ابتدائیہ پورک پلی

(١١٠) 〃 〃 محمد عبدالشکور صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ دام گدہ۔

(١١١) 〃 〃 محمد عبدالنبی صاحب 〃 〃 〃 〃 〃

(١١٢) 〃 چن بسپا صاحب 〃 〃 〃 چنچولی

(١١٣) 〃 مریپا صاحب صدر مدرس 〃 〃 اینولی

(١١٤) 〃 بھوگیش صاحب مددگار 〃 〃 چنچولی

(١١٥) جناب مولوی محمد رحیم الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ وڈگیرہ

(١١٦) 〃 سیوشنکرپا صاحب 〃 〃 〃 نائیکل

(١١٧) 〃 بھیم راؤ صاحب 〃 〃 〃 〃 〃

(١١٨) جناب مولوی نصیرالدین صاحب 〃 〃 〃 برانچ یادگیر

(١١٩) 〃 شیخ امام صاحب مددگار 〃 〃 نائیکل

(١٢٠) 〃 سرپت راؤ صاحب 〃 〃 〃 بلجیکر

(١٢١) 〃 چندپا صاحب صدر مدرس 〃 〃 امبلگہ

(١٢٢) 〃 گنڈے راؤ صاحب مددگار 〃 〃 کملاپور

(١٢٣) جناب مولوی عبدالکریم صاحب صدر مدرس 〃 〃 سلگرہ

(١٢٤) 〃 〃 محمد عمر صاحب مددگار 〃 وسطانیہ لنگسگور

(۱۲۵) جناب مولوی محمد طالب الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ سلگرہ
(۱۲۶) " مدد گار صاحب " " " دولت آباد
(۱۲۷) " وٹھل راؤ صاحب مددگار " " نمبر گہ
(۱۲۸) جناب مولوی شیخ احمد صاحب قریشی مددگار " " جونپور
(۱۲۹) " " محمد عبدالحق صاحب " " " ملکھیڑ
(۱۳۰) " " شیخ غلام دستگیر صاحب " " " کنہکور
(۱۳۱) " " محمد عبدالغنی صاحب " " " دولت آباد
(۱۳۲) " " محمد میران صاحب " " ابتدائیہ پدسیل
(۱۳۳) " راہیا صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ مومن پورہ
(۱۳۴) " وینکٹیش راؤ صاحب معلم نقشہ کشی مدرسہ وسطانیہ شاہ پور
(۱۳۵) جناب مولوی محمد شرف الدین صاحب " " " صلع بیٹ
(۱۳۶) " " محمد آصف علیخان صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ نمبر گہ
(۱۳۷) " " سید انور حسین صاحب مددگار " " بہمنی پورہ
(۱۳۸) " رنگ راؤ صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ گرمٹکال
(۱۳۹) " مانک راؤ صاحب " " تحتانیہ کیوار
(۱۴۰) " نرسموان راؤ صاحب " " وسطانیہ گرمٹکال
(۱۴۱) " وینکٹ راؤ صاحب معلم نقشہ کشی " " کوڑنگل
(۱۴۲) " نرسنہوان راؤ صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ ہنڈرکی
(۱۴۳) " مولوی محمد عبدالرحیم صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ گرمٹکال
(۱۴۴) " " محمد عثمان غوری صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ ڈورن پلی
(۱۴۵) " گوبند راؤ صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ شوراپور

(۱۴۶) جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب گوہر صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ مدھول

(۱۴۷) 〃 〃 محمد عثمان صاحب مددگار مدرسہ 〃 یلست

(۱۴۸) 〃 〃 غلام حیدر صاحب معلم نقشہ کشی مدرسہ وسطانیہ یادگیر

(۱۴۹) 〃 〃 کیشو راؤ صاحب مددگار 〃 تحتانیہ یلستی

(۱۵۰) 〃 〃 بشیر الدین صاحب 〃 〃 وسطانیہ یادگیر

(۱۵۱) 〃 〃 شیخ محمد رکن الدین صاحب صدر مدرس برانچ یادگیر

(۱۵۲) 〃 〃 محمد عبدالرحمن صاحب صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ کوڑنگل

(۱۵۳) 〃 〃 محمد عبداللطیف صاحب مددگار مدرسہ 〃 〃

(۱۵۴) 〃 〃 وینکٹ راؤ صاحب معلم نقشہ کشی 〃 〃 〃

(۱۵۵) 〃 مولوی محمد عثمان صاحب مددگار 〃 〃 〃 یادگیر

(۱۵۶) 〃 وینکٹ نرسوں صاحب صدر مدرس 〃 تحتانیہ رکماپور

(۱۵۷) 〃 یلپا صاحب مددگار 〃 〃 تماپور

(۱۵۸) 〃 مولوی سید اسرار الرحمن صاحب صدیقی صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ گرمٹکال

(۱۵۹) 〃 〃 محمد عبدالرحمن صاحب 〃 〃 تحتانیہ کرنی

(۱۶۰) 〃 شو پوجیا صاحب 〃 〃 ابتدائیہ پیرانتی

(۱۶۱) 〃 راجندر راؤ صاحب مددگار 〃 〃 ملکھیڑ

(۱۶۲) دستخط پڑھی نہ گئی عہدہ متروک ہے۔

(۱۶۳) جناب بابو گوبند پرشاد صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ کڈگنجی

(۱۶۴) 〃 مولوی محمد حبیب الدین صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ تلجاپور

(۱۶۵) 〃 〃 سید عبدالواحد صاحب 〃 〃 〃 واسی

(۱۶۶) 〃 〃 محمد شمس الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ اوسہ

(۱۶۷) جناب شنکر راؤ صاحب صدر مدرس مدرسہ تحتانیہ اسٹیشن بازار گلبرگہ
(۱۶۸) جناب مولوی محمد عبدالرحمن صاحب مددگار مدرسہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍
(۱۶۹) ؍؍ رنگ راؤ صاحب مدرس ؍؍ امدادی ؍؍ ؍؍ ؍؍
(۱۷۰) ؍؍ سدا شیو دھونڈو راؤ صاحب صدر مدرس ؍؍ ؍؍ کاٹی
(۱۷۱) ؍؍ ہر یشچندر گنپت راؤ صاحب ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ کلاری
(۱۷۲) ؍؍ کرشناجی پرم صاحب ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ہاہی
(۱۷۳) ؍؍ سدا شیا صاحب ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ لچھا پور
(۱۷۴) ؍؍ داجی کرشناجی صاحب ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ واسی
(۱۷۵) ؍؍ گوری شنکر کلکرنی مددگار مدرسہ وسطانیہ تلجاپور
(۱۷۶) ؍؍ کرشناجی بلونت صاحب مرکز مددگار مدرسہ وسطانیہ اوسہ
(۱۷۷) ؍؍ منوہر راؤ صاحب تپکی ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍
(۱۷۸) ؍؍ مولوی سعید صاحب ندوی مددگار مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ
(۱۷۹) ؍؍ ؍؍ احمد حسین صاحب مددگار مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ
(۱۸۰) دستخط نہ دیک ؍؍ ؍؍ تحتانیہ میڑم
(۱۸۱) جناب مولوی محمد یداللہ صاحب ؍؍ ؍؍ پٹن
(۱۸۲) ؍؍ ؍؍ غلام محی الدین صاحب ؍؍ ؍؍ ابتدائیہ ٹیگر
(۱۸۳) ؍؍ شیو راما صاحب ؍؍ ؍؍ تحتانیہ اڈیال
(۱۸۴) ؍؍ مولوی محمد حسن صاحب ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍
(۱۸۵) ؍؍ رگھوناتھ راؤ صاحب ناظر تعلیمات ضلع عثمان آباد۔
(۱۸۶) ؍؍ مولوی سید جعفر حسین صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ لنگسگور۔
(۱۸۷) ؍؍ کوٹریا صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ بہنمی پورہ۔

(۱۸۸) جناب ـ عبدالرحمن صاحب مددگار مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ
(۱۸۹) ـ ـ شیخ چاند صاحب ـ ـ تحتانیہ کملاپور
(۱۹۰) ـ گرپادپا صاحب ـ ـ ـ انبلگہ
(۱۹۱) ـ مولوی سلطان شاہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امدادی اگنور
(۱۹۲) ـ ـ عبدالصمد صاحب انصاری مددگار مدرسہ عثمانیہ بہمنی پورہ
(۱۹۳) ـ ـ غلام محبوب خان صاحب مددگار ـ دولت آباد
(۱۹۴) ـ ـ محمد محبوب علی صاحب ـ ـ ـ ککرہ
(۱۹۵) ـ ـ شیخ داؤد صاحب ـ ـ ـ جیورگی
(۱۹۶) ـ ـ محمد ابراہیم صاحب صدر مدرس ـ ـ جیورگی
(۱۹۷) ـ ـ خطیب محمد عثمان صاحب مددگار مدرسہ وسطانیہ یادگیر
(۱۹۸) ـ ـ محمد عبداللہ صاحب ـ ـ تحتانیہ چنچولی
(۱۹۹) ـ ـ محمد عبدالعزیز صاحب ـ ـ وسطانیہ کوڑنگل
(۲۰۰) ـ بھوگیش راؤ صاحب ـ ـ تحتانیہ ـ
(۲۰۱) ـ مولوی سید محمود میر صاحب سررشتہ دار دفتر صدر مہتممی تعلیمات صوبہ گلبرگہ
(۲۰۲) ـ ـ قاسم صاحب میر منشی دفتر صدر مہتممی ـ ـ ـ
(۲۰۳) ـ دتاتری راؤ صاحب ـ ـ ـ ـ ـ
(۲۰۴) ـ مولوی عبدالرحمن صاحب اہلکار ـ ـ ـ
(۲۰۵) ـ ـ مرزا غلام حسین صاحب اہلکار ـ ـ ـ ـ
(۲۰۶) ـ ـ محبوب علی صاحب ـ ـ ـ ـ ـ
(۲۰۷) ـ ـ محمد حسین صاحب سررشتہ دار دفتر مہتممی تعلیمات ضلع گلبرگہ
(۲۰۸) ـ ـ احمد علی صاحب میر منشی ـ ـ ـ ـ

(۲۰۹) جناب مولوی محمد حبیب اللہ صاحب اہلکار دفتر معتمدی ضلع گلبرگہ۔
(۲۱۰) ر ر محی الدین خان صاحب ر ر ر ر
(۲۱۱) ر ر منیر الدین صاحب اہلکار دفتر ر ر
(۲۱۲) ر ر محمد عبد الرحمن صاحب ر ر ر ر ر

یادداشت

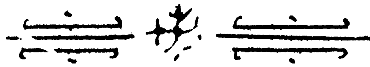
اکثر مدرسین صاحبان نے جنہوں نے کتابچہ میں دستخط نہ فرمائی ان کا نام درج روداد نہیں کیا جاسکا۔ ان کی تعداد بھی کم و بیش سو پچاس ہو گی۔

شرکائے سررشتہ جات غیر

(۱) عالیجناب نواب ناظر یار جنگ بہادر بالقابہ ناظم صدر عدالت صوبہ گلبرگہ شریف
(۲) ر مولوی سید شاہ مختار احمد صاحب زاید ناظم ر ر ر ر
(۳) ر ر علی الدین حسن صاحب وظیفہ یاب ر عدالت دیوانی سرکار عالی
(۴) ر ر حسن الدین صاحب وکیل درجۂ اوّل گلبرگہ
(۵) ر ر محمد عبد الکریم صاحب ر ر ر
(۶) ر ر غلام حسین صاحب ر ر ر
(۷) ر ر سید عبد القادر صاحب تاجر کتب و مالک اعظم اسٹیم پریس چار مینار حیدرآباد دکن
(۸) ر ر محمد حبیب اللہ صاحب علم عثمانیہ کالج۔
(۹) ر ر حاجی ناصر الدین صاحب ضمیمہ دار معتمدی مالگزاری حیدرآباد۔
(۱۰) ر ر شرف الدین صاحب مہتمم کتب مدرسہ محمدی مدراس
(۱۱) ر ر حاجی محمد عبد الرحمن صاحب مدرس مدرسہ محمدی مدراس
(۱۲) ر ر فرید الدین صاحب اہلکار اوّل تعلقداری ضلع گلبرگہ۔

(۱۳) عابجیہ مولوی سید محمد شریف صاحب مشہدی ناظر تعلیمات معتمد انجمن اساتذہ

(۱۴) " " زین العابدین صاحب اہلکار دفتر صدر مہتمم تعمیرات گلبرگہ



ضمیمۂ دوم

حساب

من ابتدائے فروردی ۱۳۳۴ف لغایتہ آخر امرداد ۱۳۳۴ف

آمدنی		خرچ	
(۱) سلک محفوظ برائے سلائڈز (نقشہ جات طلسمی فانوس)	۳	(۱) اخراجات جلسۂ الوداعی مولوی سید علی اکبر صاحب بی اے صدر مہتمم تعلیمات گلبرگہ (حال بلدہ)	۲/۶
(۲) سلک عام	۱۵۱/۱/۱۰	(۲) اخراجات جلسۂ الوداعی مولوی آقا میرزا عبدالحسین صاحب	۵۸/۸
(۳) چندہ جلسۂ الوداعی مولوی سید علی صاحب صدر مہتمم تعلیمات گلبرگہ (حال بلدہ)	۶۱/۱۰/۲	(۳) بقیہ طبع روداد سال اول	
(۴) چندہ جلسۂ الوداعی مولوی آقا مرزا عبدالحسین صاحب ناظر تعلیمات وظیفہ یاب	۴۹	(جملہ اخراجات ۱۴۷/۲ اداشدہ سابقہ)	
		باقی	۲/۲

آمدنی

(۵) حسب ذیل مدارس سے تیس تیس روپیہ وصول ہوئے۔ مدارس وسطانیہ تلجاپور، یادگیر، شاہ‌پور۔

(۶) مندرجہ ذیل مدارس سے پچیس پچیس روپیہ مدارس فوقانیہ عثمانیہ، انگریزی۔ گلبرگہ، عثمان آباد

(۷) مدرسہ وسطانیہ بیدر۔ ۱۵

(۸) حسب ذیل مدارس سے پندرہ پندرہ روپیہ جمع ہوئے۔ مدارس وسطانیہ گرمکال، کورنگل، شوراپور، لنگسگور، اوسہ، لاتور، کوہیر، گنگاوتی، نیلنگہ، احمدپور، ہورم۔ ۱۶۵

(۹) مندرجہ تحت مدارس سے پانچ پانچ روپیہ چندہ آیا۔ مدارس تحتانیہ تاپور، بھنی پورہ، ۱۵

(۱۰) قیمت روداد سال کا ایک ایک [illegible] مدارس حسب ذیل سے حاصل ہوا۔ مدارس تحتانیہ ساولگی، کرشگنجی، مارٹیال، مومن‌آباد، اسٹیشن باتمار گلبرگہ، کربی، اٹکال، ہچکڑ، بندرگی، رگماپور۔

خرچ

(۴) اسٹامپ و اخراجات تقسیم روداد و دفتر ۳/۷/۳

(۵) کاغذ و سیاہی سائیکلو اسٹایل لفافہ و دیگر ضروریات دفتر۔

(۶) کرایہ ریل، تانگہ، بنڈی۔ برائے روداد سامان نمائش جلسہ سالانہ و مقررین۔

(۷) ہارہائے گل برائے جلسہ سالانہ و جلسہ ہائے عام۔

(۸) تیاری جھنڈیاں۔

(۹) ایک باشی مدارس فوقانیہ کانفرنس و نمائش۔

(۱۰) سامان و اخراجات نمائش

(۱۱) خرچ طعام تیار کنندگان ماڈل جغرافیہ و کوہ آتش فشان

(۱۲) روشنی پٹرول و کاربائیڈ

(۱۳) آم و [illegible] بسکٹ [illegible] برائے سبق نمونہ و کانفرنس۔

(۱۱) دفتر صدر مہتممی تعلیمات اورنگ آباد	عہ	(۱۴) رجسٹر سادہ	۱۱ر
قیمت روداد -	عہ ر	(۱۵) دستور العمل مدرسین -	۸ر
میزان جمع	۱۰۲۳ الہ عہ	(۱۶) اخراجات طبع قواعد انجمن وفرمعات کا انفرنس -	۱۸ر
	۱۰ / ۲ /	میزان خرچ	۳۰ عہ / ۱۱ / ۱۱ر
محفوظ برائے سلانٹو:	۳۰	باقی	۳۴۰ للعہ / ۱۳ / ۳ر

یادداشت۔ اجلاس کانفرنس سال دوم میں آخر تیر ۱۳۳۲ف تک کا حساب تفصیلی سنایا گیا تھا۔ بلحاظ قواعد تنقیح حساب کے لئے ایک مختصر مجلس کا انعقاد ہونا چاہیے تھا جو نہ ہو سکا۔ لہذا صدر مجلس انتظامی نے مولوی عبدالباری صاحب بی-یس-سی بی ٹی و مدرسین فوقانیہ عثمانیہ اور مولوی نادر برہان صاحب بی-اے ایل ایل بی ال ٹی مدرس فوقانیہ انگریزی گلبرگہ کو مجلس منتخبہ تنقیح حساب کے لئے مامور کی ہے۔ ان کی مکمل رپورٹ وصول ہونے اور صدر مجلس انتظامی میں بغرض بحث و منظوری پیش ہونیکا انتظار ہے

فہرست سندیافتگان

نمائش نمبر ا

سال گذشتہ اشیاء انعامی کا انتخاب صدر مجلس انتظامی نے کیا تھا۔ اس سال اس کے لئے ایک خاص مجلس منتخبہ قائم کی گئی جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱) مولوی عبدالستار صاحب سجانی بی-اے ال ٹی صدر مدرس فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ۔

(۲) مولوی سید معین الدین صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ بی ٹی مہتمم تعلیمات گلبرگہ شریف۔

(۳) آر۔ بی ایرصاحب بی۔ اے۔ بی ٹی مہتمم تعلیمات عثمان آباد۔

(۴) مولوی سید احمد رضا صاحب واسطی بی۔ اے ال ٹی مہتمم تعلیمات رائچور۔

(۵) سی۔ اے۔ وینکٹ اچاری صاحب بی اے مددگار فوقانیہ انگریزی گلبرگہ۔

جن مدارس و طلبہ و طالبات کو اسناد ملے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نشان سلسلہ	نام اشیاء	نشان درجہ سند	نام یابندہ
۱۔	پنسل ڈرائنگ (سرہائی نقشہ کشی)	اوّل	مدرسہ وسطانیہ یادگیر
		دوم	” ” شوراپور
		سوم	رکین الدین صاحب طالب علم مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ شریف۔
۲۔	ڈرائن ڈرائنگ	اوّل	” ” ” ” ”
		دوم	” وسطانیہ یادگیر
۳۔	واٹر کلر ڈرائنگ	دوم	” ” شوراپور
۴۔	میاپ ڈرائنگ	اوّل	” ” یادگیر
		دوم	” تحتانیہ تماپور
۵۔	خوش خطی۔	اوّل	” وسطانیہ یادگیر
۶۔	دستکاری		
	(الف) کارڈ بورڈ ماڈلنگ	اوّل	محمد غوث صاحب طالب علم مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ
	(ب) کلے ماڈلنگ (مٹی کے نمونے)	دوم	اسد اللہ صاحب ” ” ”

		درجہ	نام پابندہ
(ج) لکڑی اور دہات کا کام		اوّل	محمد ابراہیم صاحب چودہری مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ
(د) گلاس ورک (خشیشہ کا کام)		دوم	محمد حسین صاحب طالب علم مدرسہ وسطانیہ یادگیر
۷۔	سوزن کاری	اوّل	مدرسہ تحتانیہ نسوان اردو یادگیر
		اول	وینکو بائی طالب علم جماعت چہارم نسوان کنڑی شوراپور

عالیجناب مولوی شیخ ابوالحسن صاحب منصرم میر مجلس انجمن اساتذہ نے اس میں حسب ذیل مزید اسناد کا اضافہ فرمایا۔

نشان سلسلہ	نام اشیاء	درجہ	نام پابندہ
۱۔	صندل کے قلم بیڈ، کاغذ فروشی وغیرہ۔	اول	الیکل شیو نندراوا اینڈ کمپنی سوراب (ریاست میسور)
۲۔	سامان تعلیمی	اوّل	سید عبدالقادر صاحب تاجر کتب و مالک اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن عـــہ
۳۔	(۱۰۰ × ۱۰۰) اشیاء برائے تعلیم حساب جماعت صغیر	اوّل	محمد عبدالسلام معتمد انجمن اساتذہ گلبرگہ
۴۔	سامان تعلیمی { نقشہ جات جغرافیہ و حروف تہجی تصاویر تاریخی، حیوانات، نباتات وغیرہ	دوم	چترشالہ اسٹیم پریس پونہ۔

عـــہ معتمد کو سند لینے کی خواہش نہ تھی مگر جملہ اسناد پر مولوی شیخ ابوالحسن صاحب نے اس وقت تک دستخط سے انکار فرما دیا جب تک کہ معتمد خود اپنی سند قبول نہ کرلے۔

۵ - خوش خطی سوم عبدالحمید صاحب طالب علم
مدرسہ فوقانیہ عثمانیہ گلبرگہ -

۶ - (پنسل مختلف اقسام کے) " دی مدراس پنسل فیاکٹری دھوبی پیٹ -

انعام یادگار عزیزی

نمائش تعلیمی مین سال گزشتہ صرف مدرسہ وسطانیہ لاتور سے کتبات کے متعدد چربہ وصول ہوئے تھے مگر اس سال کسی مدرسہ سے پرانی عمارتون کے کتبات کا کوئی چربہ یا فوٹو وصول نہین ہوا لہذا عالیجناب مولوی عزیز مرزا صاحب مرحوم ومغفور (معتمد ... نت وکوتوالی و امور عامہ) کی یادگار مین مرحوم کی کل تالیفات کے بجائے صرف ایک کتاب "دکرم اروسی" منجانب معتمد صدر انجمن اساتذہ فیصلہ مضمون نگاری صاحب طالب علم تحتانیہ جینڈرگی کو دی گئی

گلبرگہ، رائچور، بیدر، یادگیر، شاہ پور وغیرہ وغیرہ مین بکثرت کتبات عمارتون کے موجود ہین تھوڑی سی توجہ سے سیکڑون نہین تو بیسیون چربہ یا ان کی نقلین نمائش تعلیمی مین آسکتی ہین۔ امید کہ آئندہ سال کی نمائش تعلیمی کے لئے ابھی سے کتبات کے چربہ یا نقلین لینے کی تیاری کی جائے گی -

انعام سجادی

عالیجناب مولوی سجاد مرزا صاحب میر مجلس صدر انجمن اساتذہ صوبہ گلبرگہ شریف، کے خدمت صدر مہتممی تعلیمات کی یادگار مین "دکرم اروسی" کا ایک نسخہ اس طالب علم کو معتمد نے انعام دینے کا وعدہ کیا تھا جس کے مضمون نگاری کی کاپی سب سے عمدہ ہو۔ باوجود اجرائی

گشتی کے مضمون نگاری کی صرف دو ہی کاپیاں وصول ہوئے جس میں سے ایک کو انعام مرزائی عطا کیا گیا۔ اور انعام سجادی دوسرے طالب علم مدرسہ تحتانیہ کانکرتی مسمی ... امید کہ سال آیندہ کافی تعداد میں مضمون نگاری کی کاپیاں وصول ہونگی۔

انعامات امامی و لطیفی

مولوی میر امام علیخان صاحب معلم نقشہ کشی مدرسہ وسطانیہ لنگسگور نے آٹھ تمغہ ڈرائنگ (نقشہ کشی) کے مختلف کاموں کے لیئے عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ایک صاحب نے بلا اظہار نام لطیفہ کمپنی کی جانب سے ایک سو پوڑی اکسیر دنداں کی اور پانچ سو جنتری قیمتی ۱۲ عطا فرمائے ہیں۔ جس کی نصف قیمت کمپنی لے گی اور نصف قیمت لڑ ۵ کے انعامات نمائشی تعلیمی میں خوش نویسی کارڈ بورڈ اور کٹنگ کے کام پر دیئے جائیں گے۔

آیندہ جلسہ رائچور

میں تاریخ دوم امرداد ۱۳۳۵ف مطابق ۲۴ و ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ روز یکشنبہ و دوشنبہ صدر انجمن اساتذہ صوبہ گلبرگہ شریف کا تیسرا سالانہ جلسہ مع نمائش تعلیمات منعقد ہوگا۔ امید کہ اس جلسہ کے لیئے ضلع رائچور خصوصاً اور بقیہ اضلاع صوبہ گلبرگہ شریف عموماً ابھی سے تیاری شروع کر دیں گے تاکہ اساتذہ کی تیسری کانفرنس ہر حیثیت میں اجلاس اول و دوم سے بڑھ جائے۔

فروگزاشت

(۱) قواعد انجمن اساتذہ کی ترمیم یعنی سات کے بجائے گیارہ اراکین کا اضافہ بلا طریقہ سابقہ منظور و نافذ ہوا تھا۔ لہذا اب کی جلسہ میں کامل غور و بحث کے بعد عالیجناب مولوی محمد سجاد مرزا صاحب میر مجلس نے اپنے اختیار تمیزی سے ... کے اضافہ کو منسوخ فرما کر ... تعداد (۷) بحال رکھی

اور کو سرے جلسہ مین دوبارہ انتخاب عمل مین آیا۔ لہذا ناظرین ٹائٹل کے دوسرے صفحہ پر (۱) پنڈت بال سرامنم (۲) پنڈت رائے دار سکر صاحب (۳) پنڈت وینکٹ رامن صاحب (۴) پنڈت نرسنگ راؤ صاحب کے بجائے مولوی [illegible] شمرور مددگار فوقانیہ انگریزی گلبرگہ کو رکن مجلس انتظامی باقی سمجھین۔ اور ٹائٹل کے آخری صفحہ کے فقرہ (۱۶) یعنی تعداد ارالیہ (۱۱) کے بجائے (۷) برقرار رکھین۔ (۲) کوہ آتش فشان کا نمونہ مولوی قدرت اللہ صاحب نے نہین بلکہ مولوی جعفر حسین صاحب معتمد انجمن اساتذہ مدرسہ وسطانیہ لنگسگور نے تیار کیا تھا البتہ اس پر تقریر مولوی قدرت اللہ صاحب معتمد انجمن اساتذہ مدرسہ فوقانیہ بیدر نے فرمائی (۳) ساگرمٹہ سے ریشہ نکال کر ہنمنتیا صاحب [illegible] مدرس [illegible] دھال چمن چوڑا نے (؟) دو سال قبل دفتر ہمی تعلیمات مین روانہ [illegible] اب مولوی محمد حسین صاحب صدر مدرس تحتانیہ چنچولی نے طویل اصرار ہے کہ یہ کام [illegible] مددگار [illegible] انجام دیا تھا۔ لہذا ضلع گلبرگہ مین ساگرمٹہ سے سن نکالنے کے تجدید کا سہرا ہنمنتیا صاحب کے سر نہین باندھا جاسکتا معتمد [illegible] کو اس دعوے [illegible] کر بڑی اور قوی دلیل دفتر ہمی تعلیمات و نمائش تعلیمی مین اس کی روانگی ہے۔ بہرحال موجد کوئی ہو مگر اعتراض [illegible] وہی قرار دیا جائیگا جو عملاً اس کو ترقی دے اور اس کو ملک کی ایک مفید صنعت اور تجارت بنا دے۔

خاتمہ

انتخاب مقررین کے ہفت خوان منزل کو چھوڑ کر خود روداد کی اشاعت بھی ایک دشوار گذار طویل بے آب و گیاہ گھاٹی سے کم نہین ہے۔ تقاریر کے نوٹ لینے، مقررین کے پاس نقل روانہ کرنے باربار تحریری و زبانی یاددہی کے بعد بھی بہت کم توجہ مقرر صاحبان کی جانب سے تقریر کے قلمبند کرنے مین ہوتی ہے۔ پھر جو چند صاحبان تقریر روانہ فرماتے ہین۔ اس مین بعض کو تو بوجہ مجروح و معذور مسودات کے پورا نقل اور اکثر کی ترتیب و رسم الخط کو کم و بیش درست کرنا پڑتا ہے۔ بیسیون مقررین اپنی تقریر باضابطہ مرتب فرمائین تو معتمد کا کام بہت ہلکا ہوجاتا ہے ورنہ ہر مقرر یہ تصور فرمائے کہ میری ایک تقریر سے کیا ہوتا ہے تو فی الحقیقت معتمد کا کام سر سے بہت اونچا ہوجاتا ہے۔ اصلاح، ترتیب و طباعت و تقسیم و ہدایت روداد مین [illegible] امداد عالیجناب [illegible] سے ملی جس کا اظہار و شکریہ ادا [illegible] کرنے کے لئے ناسپاس گزاری ہوگا [illegible] محبوب علی صاحب [illegible]

تعلیمات نے روداد کے بہت سے صفحات دوبارہ صاف کئے۔

سید راسیا صاحب مددگار مدرسہ تحتانیہ مومن پورہ نے روداد کا ابتدائی ترتیب و انتظام کرنے بلا استدعا خود ہو کر قابل ترین مدد دی۔ وہ بغرض تعلیم معلمی جلد بلدہ روانہ ہو گئے ورنہ ان سے مزید قابل اطمینان اور اچھی مدد ملتی۔

کاپیوں کی صحت گلبرگہ میں کی جا رہی ہے۔ بلحاظ رسم الخط و طباعت و سنگ سازی اس میں بہت کچھ غلطیاں بلا مبالغہ ہوئی ہیں۔ مگر اس کا سارا الزام صرف کاپی نویس و مصحح و سنگ ساز پر نہیں بلکہ دوری مقام کے علاوہ مضمون نگار بھی اس کے حصہ دار ہیں کیونکہ ان کی تقریریں بھی شکستہ و پیچیدہ خط میں ہوتے ہیں۔

رپورٹ سالانہ کے ابتدائی طرح میں روداد کا اختتام بھی جناب مولوی سجاد مرزا صاحب کے شکریہ پر ختم کرتا ہوں۔ صاحب موصوف نے اس کام کی بہت زیادہ سرپرستی اور تا حد زیادہ ہمیشہ اور ہر شخص کے سامنے بڑی دلنوازی اور قدردانی فرماتے ہیں۔ میں خدائے تعالیٰ سے باربار اس دعا کا اعادہ کرتا ہوں کہ صاحب ممدوح اپنی اعلیٰ و بہترین قابلیت کے باعث مزید اعلےٰ خدمت پر فائز ہوں اور ملک کو ان سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے فقط

حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر

محمد عبدالسلام

معتمد انجمن اساتذہ

۵ ساعت صبح۔ ۲۵ آذر ۱۳۳۵ف

تمت

قواعد و ضوابط انجمن اساتذہ صوبہ گلبرگہ شریف

نام — اس انجمن کا نام انجمن اساتذہ گلبرگہ شریف ہوگا۔

مقاصد — انجمن کا مقصد ہوگا کہ (۱) صوبہ گلبرگہ کے مدرسین میں اتحاد و اتفاق پیدا کرے (۲) مدرسین کو یہ موقع دے کہ مجموعی حیثیت سے امور تعلیمات پر اظہار رائے کریں (۳) صوبہ گلبرگہ کی تعلیمی حالت میں اصلاح و ترقی کرے اور ضروریات مقامی کے مطابق نصاب تعلیم وغیرہ کی تجاویز اختیار کرے (۴) سررشتہ تعلیمات کی خدمت میں اپنے مشاہدہ اور تجربہ پیش کرے (۵) پیشہ مدرسی کو باوقار بنائے اور اسکی عظمت قائم کرے (۶) اراکین انجمن کی جائز مدد و اعانت کرے اور ان کے حقوق کی حفاظت کرے۔

باب اول قواعد عام

ف ۱ — صوبہ گلبرگہ کا ہر مدرس اس کا رکن ہوسکیگا۔ وظیفہ یاب مدرسین اس کے اعزازی رکن متصور ہونگے

ف ۲ — ہر رکن پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے علاقہ کی انجمن سے جملہ امور میں تعلق رکھے۔

ف ۳ — ہر مدرسہ ... کی تمام انجمن اساتذہ کے واسطے ... متصور ہوگی۔

ف ۴ — صوبہ گلبرگہ کی تمام انجمنہائے اساتذہ انجمن اساتذہ گلبرگہ سے ملحق ہونگی۔ ہر انجمن اپنے قواعد وضع کریگی اور صرف ان امور میں صدر انجمن کی ہدایات پر عمل کریگی جن کا ... صوبہ سے ہو اور ان کی منظوری سالانہ جلسہ عام میں حاصل کرلی گئی ہو۔

ف ۵ — صوبہ گلبرگہ میں جہاں کہیں انجمن اساتذہ ... ہو وہاں کے معتمد کا فرض ہوگا کہ معتمد صدر انجمن اجلاس یا اجلاس انتظامی سے الحاق کی منظوری حاصل کرے۔

ف ۶ — فیس الحاق انجمنہائے ملحقہ بلحاظ درجہ شرح فیس حسب ذیل ہوگی جو ہر سال ماہ خورداد کے پہلے ہفتہ میں معتمد صاحب صدر انجمن کو روانہ کیجائیگی

انجمن مرکز فوقانیہ	انجمن مرکز وسطانیہ	انجمن مرکز تحتانیہ درجہ اول	انجمن مرکز تحتانیہ درجہ دوم وسوم
عـــہ سالانہ	عـــہ سالانہ	ـــہ سالانہ	عا سالانہ

ف ۷ — جو انجمن وقت مقررہ پر سالانہ فیس بلا عذر معقول ادا نہیں کریگی وہ خارج کردیجائیگی اسکی مکرر شرکت کے واسطے مجلس انتظامی کو اختیار رہیگا کہ فیس داخلہ عائد کرے جس کی مقدار اس انجمن کی سالانہ شرح فیس سے زیادہ نہ ہوگی۔

ف ۸ — انجمنہائے مستقر بحیثیت مجموعی صدر انجمن ... متصور ہونگی۔

باب دوم — صدر انجمن

ف ۹ — انجمن کا فرض ہوگا کہ مقاصد مذکورہ و تجویزات منظورہ جلسہ عام کی تکمیل کرنے کی پوری کوشش کرے۔

ف ۱۰ — ان مقاصد کے زیر تحت اپنی رہبری کے واسطے ذیلی قواعد وضع کرے

ف ۱۱ — ... جلسے انجمن منعقد کرکے ان کی ... سے معتمد صدر انجمن کو مطلع کرے۔

ف ۱۲ - ہر سال اجلاسِ عام کے انعقاد سے دو ہفتہ قبل اپنی انجمن کی مکمل رپورٹ معتمد صاحب انجمن کو روانہ کریں۔

باب سوم - عملہ انجمن

ف ۱۳ - ہر انجمن کا ایک معتمد - ایک خزانچی اور ایک مجلس انتظامی ہوگی جسکی تعداد کا فیصلہ خود انجمن کے ارکان جلسہ [illegible] کرینگے

ف ۱۴ - عملہ انجمن کا انتخاب ہر سال باقاعدہ جلسۂ عام میں ہوا کریگا جس کے نتیجہ کی اطلاع [illegible] صدر انجمن کو دی جایا کرے گی۔

ف ۱۵ - امور متنازعہ کا فیصلہ صدر انجمن کریگی جو واجب التعمیل ہوگا بصورت ناراضی وہ انجمن [illegible] خارج کردی جائے گی۔

ف ۱۶ - صدر انجمن کے معتمد و مجلس انتظامی کا انتخاب (جسکی تعداد بشمول [illegible] (۱۱) ہوگی اور کورم (نصاب) ۶ ہوگا)۔
ہر سال [illegible] عام میں اراکین انجمنہائے [illegible] ہوا کریگا۔

ف ۱۷ - [illegible] صدر انجمن جلسۂ عام میں مکمل رپورٹ و حسابات پیش کریگا

ف ۱۸ - صدر انجمن [illegible] میر مجلس صدر مہتمم صاحب تعلیمات صوبہ گلبرگہ ہونگے۔

باب چہارم - طریقہ کارروائی

ف ۱۹ - تمام انجمن [illegible] صوبہ گلبرگہ کا جلسہ [illegible] ہر سال [illegible] ہوگا [illegible] مقام و تاریخ کا فیصلہ جلسۂ عام میں ہوا کرے گا۔

ف ۲۰ - جلسۂ عام صرف وہ تحریکات پیش ہونگی [illegible] مجلس انتظامی کی رائے میں مناسب ہوں جو تحریک کسی انجمن نے [illegible] منظور کی ہو اور مجلس انتظامی کو اپنے جلسۂ عام میں پیش کرنے سے عذر ہو تو ایسی صورت میں میر مجلس صاحب کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

ف ۲۱ - لازم ہوگا کہ ہر تحریک انعقاد جلسۂ عام [illegible] معتمد صاحب صدر انجمن کے پاس آجائے۔

باب پنجم - اختیارات

ف ۲۲ - معتمد انجمن با اختیار خود اخراجات صدر انجمن کے واسطے وقت واحد میں (عـہ) خرچ کرسکیگا
ف ۲۳ - مجلس انتظامی (عـہ) کی منظوری دیسکیگی۔
ف ۲۴ - رقومات متذکرہ سے زائد رقم کے واسطے جلسۂ عام کی منظوری لازمی ہوگی۔
ف ۲۵ - ہر سال جلسۂ عام میں ایک مختصر کمیٹی بغرض تنقیح حسابات مقرر کی جایا کرے گی۔

سرپرست	میر مجلس	ہمدرد
عالیجناب ناظم صاحب تعلیمات ممالک محروسۂ سرکار عالی	جناب مہتمم صاحب تعلیمات صوبہ گلبرگہ	مہتمم صاحب تعلیمات اضلاع گلبرگہ